خطبات الحنفیہ

من خطب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خطبۃ الاولیٰ نمبر (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للہِ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکّل علیہِ ونعوذُ باللہِ من شرورِ انفسنا ومن سیّاٰتِ اعمالنا من یّھدہِ اللہ فلا مُضلّ لہٗ ومن یُّضللہُ فلا ھادیَ لہٗ ونشھدُ اَن لّا الٰہ الّا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ونشھدُ اَنّ سیّدنا ومولٰنا وشفیعنا محمّدًا عبدہٗ ورسولہٗ ارسلہٗ بالحقّ بشیرًا ونذیرًا بین یدی السّاعۃِ من یُّطعِ اللہ ورسولہٗ فقد

رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى نَسْئَلُ رَبَّنَا اَنْ یَّجْعَلَنَا مِمَّنْ یُّطِیْعُهٗ وَیُطِیْعُ رَسُوْلَهٗ وَیَتَّبِعُ رِضْوَانَهٗ وَیَجْتَنِبُ سَخَطَهٗ یَا اَیُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ اَنْ تَشْتَغِلُوْا عَنْهَا هَرَمًا نَاغِصًا وَمَوْتًا خَالِصًا وَّمَرَضًا حَابِسًا وَّتَسْوِیْفًا مُّوْلِیًا وَّصِلُوْا بِالَّذِیْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ رَبِّكُمْ تَسْعَدُوْا وَاَكْثِرُوا الصَّدَقَةَ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ تُوْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا وَاْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ تُخْصِبُوْا وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ تُنْصَرُوْا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَكْیَسَكُمْ اَكْثَرُكُمْ ذِكْرًا لِّلْمَوْتِ وَاَكْرَمَكُمْ اَحْسَنُكُمْ اسْتِعْدَادًا لَّهٗ اَلَا وَاِنَّ مِنْ عَلَامَاتِ الْعَقْلِ التَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةَ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالتَّزَوُّدِ لِسُكْنَى الْقُبُوْرِ وَالتَّاَهُّبَ لِیَوْمِ النُّشُوْرِ

اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْكَلَامِ

الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا

اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ

فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ

قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ

وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ

وَاللّٰهُ خَيْرُ

الرّٰزِقِيْنَ ۝

وعظ اوّل دربیان احکام جمعہ

حضرات:۔ پیشتر اس سے کہ میں آیت کا ترجمہ بیان کروں، مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے اس کلام پاک کے فضائل عرض کردوں تاکہ آپ کو اس کی عظمت و بزرگی معلوم ہوجائے۔ اور آیت مذکورۂ بالا کا مضمون بخوبی ذہن نشین ہوجائے۔

فضائل قرآن

مسلمانو! یہ اس کلام پاک کی آیات ہیں، جن کی فصاحت و بلاغت کو بڑے بڑے فصحاء و بلغائے عرب تسلیم کرچکے ہیں، کہ واقعی یہ کلام خدائے وحدہ لاشریک کا ہے، انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت ہے کہ ایسا فصیح و بلیغ کلام بنا سکے۔ حضرات جس طرح اسکی ذات بے عدیل و بے مثال ہے اسی طرح اس کا کلام بھی بے مثل و بے عدیل ہے۔ چنانچہ اس دعوی میں ایک شاعر نے کیا ہی عمدہ، مدلل اور پاکیزہ نظم ارقام کی ہے۔ جو حاضرین و ناظرین کی دلچسپی کے لئے بیان کی جاتی ہے۔ وھو ھذا

اے قول پاک یزداں اے معجز نمایاں — اے نقش لوح محفوظ اے جان و روح انساں
ہر لفظ میں ہے تیرے اک شان کبریائی — ہر قول میں ہیں تیرے سو معجزے درخشاں
تیرا شرف ہے بالا وہم و خیال سے بھی — ہے تیری وہ بزرگی جس کا نہیں ہے امکاں
سرچشمۂ ہدایت کہنا تجھے بجا ہے — اے اصل دین و ایماں اے پرجلال و فرقاں
اسرار وہ ہزاروں تجھ سے چھپے ہوئے ہیں — کنہ کو جسکی اب تک پہنچا نہیں ہے انساں
دل سے فدا ہیں تجھ پر دین خدا کے پیرو — ہے تو ہی فخر ان کا ہیں تجھ ہی پر وہ نازاں
طرز بیاں نے تیرے رام ان کو کرلیا ہے — ناطق ہے اور حجت ان پر ہے تیرا فرماں

پتہ ہے کس کو اتنا کھولے زباں جو تجھ پر
زہرہ یہ کس نے پایا جو دو بدو ہو آکر

جائے نزول تیری مکہ ہے اور مدینہ — تیرا پیارا مولد بیت خدا ہے پہلا
کرتا ہے فخر تجھ پر تنہا نہ اک عرب ہی — نازاں نہیں ہے تجھ پر صرف ایک خاک بطحا
اب ہند و چین و یورپ کرتے ہیں ناز تجھ پر — ہے شام و روم تجھ پر پھولا نہیں سماتا
ہے فیض تیرا جاری مشرق میں ہی نہ تنہا — مغرب میں گونجتی ہیں تیری صدائیں ہر جا
جتنا کہ تو ہے مشکل اتنا ہی تو ہے آساں — حاصل جہاں ہے ششدر امی وہاں ہے گویا
عقبیٰ کا سیدھا رستہ ہم کو بتادیا ہے — سچ پوچھئے تو یہ ہے تجھ سے خدا کو پایا

تیرہ صدی ہوئی ہیں دنیا میں تجھ کو آئے تیرا جلال اب بھی ہے دن بدن چمکتا
ہو گی نجات ان کو دنیا کے کب خطر سے
ہیں بد نصیب وہ ہی بھٹکیں جو تیرے در سے

برحق ہے تیرا دعویٰ سچی ہے تیری حجت لونڈی ہے تیرے گھر کی ادنیٰ سی اک فصاحت
سب جن و انس مل کے دل سے اگر یہ چاہیں لائیں بنا کے کوئی تیری سی ایک سورت
ممکن نہیں ہے ممکن ہرگز نہیں ہے ممکن ہوتا نہیں کبھی یہ ہو جائے گر قیامت
مردوں کو زندہ کرنا آسان ہے بلا شک مع جسم آسماں پر جانے میں ہے نہ دقت
ناممکنات عالم، ممکن ہیں اور آساں لیکن نہ بن سکے گی تیری سی ایک صورت
تو ہے کلام باری کافی ہے بس یہ کہنا پھر کس کی چل سکے گی آگے تیرے طاقت
دنیا کے کل مسلماں رکھتے ہیں دل میں تجھ کو وہ جانتے ہیں اپنی اس میں ہے بس سعادت
جو ہیں سمجھ کے بھولے اور عقل کے ہیں دشمن
ان پر ترے دلائل اب تک نہیں ہیں مبرہن

ہے فخر قاصدی کا روح الامین کو تیری کرتے ہیں خود محمدؐ تیری بڑی بزرگی
حاصل شرف ہوا ہے کل انبیاء کو تجھ سے عصمت کی تو نے ان کی دی آن کر گواہی
ادنیٰ گدا ہیں در کے تیرے بہت سلاطیں عظمت ہے تیری غالب ہر رعب تیرا ساری
اندھے کا تو گدا ہے، لنگڑے کا تو عطا ہے حامی یتیم کا ہے اور رانڈ کا ہے والی
میداں میں جنگجو کا تو ہی ہے دل بڑھاتا ہے ہاتھ میں ترے ہی بالکل ظفر کی کنجی
دنیا کے سرکشوں نے مانا ہے تیرا لوہا یورپ کے آج دل پر ہے دھاک تیری بیٹھی
مظلوم کی حمایت کی ہے مدام تو نے! تو رحم کا ہے مصدر انصاف کا ہے حامی
کیا جان ہے کسی کی تیری طرف جو دیکھے
حافظ ترا ہے باری اور اس کے کل فرشتے[1]

[1] وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

الغرض:۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام پاک میں جس کا کوئی مثل و نظیر دنیا بھر میں نہ ہوا ہے اور نہ ہی ہو گا ارشاد فرماتا ہے اور کس محبت کے پیرائے میں جس طرح کہ والدین اپنے بچوں کو محبت سے ہدایت کرتے ہیں اللہ اکبر! قربان جاؤں ایسے مولا کریم پر دیکھو اشارہ ہوتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو) یعنی جنھوں نے سچے دل سے اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کر لیا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی وہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے

اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ میری اس بات کو کان رکھ کر سنو اور اس پر عمل کر کے جنت الفردوس کے وارث بنو اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ یعنی جب نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جائے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ تم لوگ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، مسلمانو! یہاں ذکر سے مراد نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے اور دوڑنے سے مراد مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے پھر اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو استعمال کرے بعدہٗ جامع مسجد کی طرف چلے جب مسجد میں آئے تو کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ پر نہ بیٹھے اور جسقدر نوافل قسمت میں ہوں پڑھے، پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے، تو اسوقت بالکل خاموش دو زانو ہو کر بیٹھا رہے (حتی کہ اگر سنتیں پڑھنی باقی ہوں، تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک خطبہ کے شروع سے لے کر آخر تک خطبہ میں سنتیں پڑھنی جائز نہیں بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے کہ خطبۂ ثانیہ میں سنتیں شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ تمام خطبہ فرض و واجب ہے، فرض واجب کے مقابلہ میں سنتیں ادا کرنا عقلاً ونقلاً ممنوع ہیں) پس جو شخص اس بات پر کاربند ہوگا اس کے گناہ گذشتہ جمعہ سے اسوقت تک جسقدر ہوئے ہوں سب کے سب معاف ہو جائیں گے۔

صحیح مسلم میں ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کی ترک سے باز رہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے۔

ترمذی شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعہ سستی سے (یعنی بغیر عذر) ترک کر دیتا ہے، اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہو جاتا ہے، مقام غور ہے کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ بیزار ہو گیا تو پھر اس کا کہاں ٹھکانا ہے۔

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک موقعہ پر جمعہ کے ترک کرنے والوں کے حق میں ارشاد فرمایا کہ آج میرا مصمم ارادہ ہے کہ جمعہ کے وقت کسی اور کو اپنی جگہ امام کروں اور آپ ان لوگوں کی طرف جا کر ان کے مکانوں کو جلا دوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے، خیال کیجئے کہ نماز جمعہ کی کسقدر تاکید ہو رہی ہے۔

احیاء العلوم میں مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا، وہ نماز جمعہ اور جماعت پنجگانہ میں شریک نہ ہوتا تھا اس شخص کے حق میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ شخص دوزخ میں ہے، پھر وہ شخص ایک ماہ تک متواتر آپ سے یہی سوال کرتا رہا، مگر آپ یہی جواب دیتے رہے کہ وہ دوزخ میں ہے۔

الغرض ان احادیث صحیحہ سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعہ کی شریعت میں سخت تاکید ہے، اور اس کے تارک پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوی اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جراءت کرسکتا ہے، ہرگز نہیں۔

اس موقعہ پر مجھے چند شعر یاد آگئے، جو اس وقت کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ غور سے سنئے

بندگی حق کی کرو، دن رات نفع زندگی — بندگی ہے بندگی ہے بندگی ہے بندگی
آج کچھ کرلو عبادت ورنہ کل روز قیام — سامنے حق کے تمہیں ہوگی خجالت لاکلام
پرسش اعمال خالق جس گھڑی فرمائے گا — ملک دولت جاہ وحشمت کچھ نہ واں کام آئے گا
منزل مقصود پہ ہم کس طرح پہنچیں گے آہ — حد سے افزوں اپنے سر پر ہوگیا بار گناہ
اور ہزاروں سال کی راہ صراط پر خطر — بال سے باریک تر ہے تیغ سے ہے تیز تر
بار عصیاں کے سبب گر تو ہے دوزخ میں گرا — جس کے اندر ہیں عذاب بے حد و بے انتہا
باپ بھائی، ماں بہن، فرزند و زن اور یار غار — عاشق ومعشوق، نوکر، بندہ خدمت گذار
کام آئے گا نہیں، ہر اک جدا ہوجائے گا — بلکہ اک اک عضو دشمن جان کا ہوجائے گا
توبہ عصیاں سے کرو ہر وقت پہلے موت کے — ورنہ پیش آئے خرابی سخت پیچھے موت کے
ہوسکیں جو کام اچھے آج کرلو مومنیں — کل نکلنا گور سے ہاتھوں کا ممکن ہے نہیں
ہے ثبات ہستی موہوم مانند حباب — یا ہے افسانہ کوئی یا ہے خیال اور یا ہے خواب
تندرستی ہے بڑی شی اس کو نعمت جانئے — زندگی بہر عبادت ہے غنیمت جانئے
کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں — جب بڑھاپا آگیا، کچھ بات بن پڑتی نہیں
ہاتھ میں پاؤں میں پھر یہ زور یہ طاقت کہاں — نطق میں یہ بات بینائی میں یہ قوت کہاں
ہے بڑھاپا بھی غنیمت، گر جوانی ہو چکی — یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آگئی
جو گیا ملک عدم کو یاں نہیں آئے گا پھر — پنج روزہ زندگی کوئی نہیں پائے گا پھر
ہے یہاں جن کا تکبر سے دماغ افلاک پر — قبر میں سونا پڑے گا ان کو فرش خاک پر
ہفت کشور کا خزانہ آج ہے گر جن کے ہاتھ — گور میں جائیں گے کل وہ پا برہنہ خالی ہاتھ
شوکت وتخت وکلاہ بادشاہی ہے یہاں — بیکسی، دوگز زمیں، دلق گدائی ہے وہاں
ہیں یہاں زربفت کے کمخواب کے سو پیرہن — اور وہاں لیجائے گا یہاں سے اگر کچھ نہ کفن
جن کو کھانے کے لئے ہے یاں غذائے بیشمار — عاقبت ہوجائیں گے اک دن غذائے مور ومار

غیر اعمال نکو وہاں کچھ نہیں کام آئے گا چھوڑ کر تنہا چلے آئیں گے خویش واقربا
توبہ استغفار عصیاں سے کرو ڈرتے رہو
امر و نہی حق تعالیٰ کو ادا کرتے رہو

حضرات :۔ اب میں مختصراً آداب واحکام جمعہ بیان کرتا ہوں، ذرا گوش حق نیوش سے سنیئے۔

احکام جمعہ والصف:۔ مسئلہ :۔ اذان سن کر بیع وشرا یعنی معاملات دنیوی چھوڑ کر جمعہ کا اہتمام کرنا چاہیئے حتی کہ سب سے پہلے اور اول وقت آکر امام کے پاس بیٹھنے کا قصد کریں، مگر مسجد میں باتیں کر کے رجیسا کہ آج کل رواج اور دستور ہو گیا ہے کہ مسجدوں میں تمام دنیا بھر کے قصہ جات اور نزاعات اور مقدمات دنیوی فیصل کئے جاتے ہیں، اپنی نیکیاں ضائع نہ کریں، بلکہ اس حدیث پر عمل کر کے ثواب اخروی کے مستحق بنیں، وہ حدیث یہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول وقت آنے کا ثواب ایسا ہے، گویا ایک اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیا، پھر ایسا جیسے گائے قربانی کی، پھر ایسا جیسے مینڈھا قربانی کیا، پھر ایسا جیسے مرغ تصدق کیا، پھر ایسا جیسے انڈا تصدق کیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسئلہ۔ پہلی صف میں جگہ ہوتے، دوسری صف میں نہ بیٹھیں۔ جب ایک صف پوری بھر جائے تو دوسری میں بیٹھنا شروع کردیں۔ اسی طرح کل صفوں کو آراستہ کریں، صف میں خوب مل کر کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں اور ذرا بھی خالی جگہ نہ چھوڑیں، ورنہ شیطان اسمیں گھس کر نماز میں خراب کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسئلہ۔ لوگوں کو پھاند پھاند کر اول صف میں نہ جائیں، ہاں اگر اگلی صفوں میں جگہ باقی ہو تو اسے بھر لینا چاہیئے، جگہ کم ہو تو دو آدمیوں کے بیچ بیٹھ کر تکلیف نہ دیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسئلہ :۔ جو شخص پہلے آکر بیٹھ جائے، وہ جگہ اسی کا حق ہے، مگر کوئی کسی ضرورت سے جائے اور پھر لوٹ آنے کی امید ہو تو اسکی جگہ پر قبضہ نہ کریں۔ کسی کو اٹھا کر خود اسکی جگہ نہ بیٹھیں۔ کسی حیلہ سے جائے نماز وغیرہ بچھا کر جگہ نہ روکیں۔ جو جہاں بیٹھے بیٹھنے دیں۔ (مشکوٰۃ)

مسئلہ :۔ زاد المعاد میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ معمولی چھوٹا سا پڑھا کرتے تھے، مگر نماز کو ضرور طویل کرتے تھے۔

مسئلہ اثنائے خطبہ میں اگر کوئی بات قابل امر و نہی پیش آجاتی تھی تو آپ اسکی تعلیم فرمادیتے تھے۔

مسئلہ آپ کے آگے نہ کوئی چوبدار پکارتا چلتا تھا، نہ کسی خاص وضع کا لباس ہوتا تھا۔

مسئلہ آپ مسجد میں تشریف لاکر سب کو سلام کرتے تھے۔

مسئلہ آپ منبر پر چڑھ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر سلام کرتے اور بیٹھ جاتے۔

مسئلہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہتے، جب وہ اذان کہہ چکتے تو آپ کھڑے ہو کر خطبہ شروع فرماتے، اذان اور خطبہ میں کچھ فصل نہ ہوتا تھا۔

مسئلہ آپ کبھی کمان پر کبھی عصا پر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔

مسئلہ خطبہ کے وقت آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، اور آواز بلند ہوتی اور غضب شدید ہوتا جیسے کسی غنیم سے لوگوں کو ڈراتے تھے۔

مسئلہ اکثر آپ نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں منافقون پڑھتے، کبھی پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری میں هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے۔

مسئلہ خطبہ سننا واجب ہے، اس وقت باتیں کرنا، درود شریف، کلام مجید نماز وغیرہ (خواہ سنن جمعہ ہی ہوں) پڑھنا نہ چاہیئے (مشکوۃ)

مسئلہ جس وقت خطیب ممبر کی طرف چلے، اسی وقت سے سب کچھ چھوڑ کر ہمہ تن خطیب کی طرف متوجہ ہوں، اگر کوئی سنت پڑھتا ہو، تو اختصار قرأت کے ساتھ اسے پورا کرے (مشکوۃ)

مسئلہ اگر خطبہ کی آواز نہ آتی ہو، تب بھی کچھ نہ پڑھیں۔ اور نہ بات چیت کریں، بلکہ اسی طرف کان لگائے بیٹھے رہیں، اگر کوئی کچھ پڑھتا یا باتیں کرتا ہو۔ اسکو بھی منع نہ کریں۔ (زاد المعاد)

مسئلہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک آئے، تو اس وقت بھی درود شریف باواز بلند نہ پڑھیں، ہاں بلا حرکت زبان صرف دل میں پڑھ لینے سے کوئی مضائقہ نہیں اور جب آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥ (یعنی تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے رہتے ہیں، اے مسلمانو تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجا کرو) پڑھی جائے تو دل ہی دل میں درود و سلام بھیجیں (درمختار)

مسئلہ خطبہ عیدین میں نماز کے بعد بھاگنا اور خطبہ نہ سننا ممنوع ہے، چاہیئے کہ خطبہ کے بعد دعا مانگ کر جائیں، گو آواز وہاں تک نہ آتی ہو (درمختار)

اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو ان احکام پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

اب میں وعظ کو ان اشعار پر ختم کرتا ہوں جسے ایک درد والے نے نہایت ہی درد کیساتھ لکھا ہے۔

دلا برخیز و طاعت کن کہ طاعت بہ زہر کار است	سعادت آں کسے دارد کہ وقت صبح بیدار است
دلم گوید کہ برخیزم ہوا گوید دمے دیگر!	ہوا را سرزنش باید کہ وقت امر جبار است
خروساں سحر گویند قم قم اہل غفلت را	تو خود مستی نمیدانی کسے داند کہ ہشیار است

ترا اندر لحد آرند جنازہ مرکبت سازند — چو اندر گور درد آرند عمل آنجا ترا یار است
اگر سلطان تبریزی وگر شش شکر ریزی — یقیں درخاک آمیزی و در گورت شب تار است

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥

اینجا بنشیند

یاد رہے کہ اس دقفہ میں ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول نہیں، ہاں دل میں بلا ہاتھ اٹھائے دعا مانگنا مضائقہ نہیں، (غایۃ الاوطار) پھر اٹھ کر دوسرا خطبہ پڑھے۔

خُطْبَةُ الثَّانِيَة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ ذِى الْمَقَامِ الْاَسْنٰى قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ ط يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى وَصَامَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَعَلٰی اٰلِہٖ
الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ الطَّاھِرِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی اَوَّلِھِمْ
وَاَفْضَلِھِمْ بِالتَّصْدِیْقِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلَی الشَّیْخِ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَ
الصَّوَابِ اَلَّذِیْ کَانَ رَاْیُہٗ مُوَافِقًا بِالْوَحْیِ وَالْکِتَابِ
اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ
عَلٰی کَامِلِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ جَامِعِ اٰیٰتِ الْقُرْاٰنِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی مَظْھَرِ الْعَجَائِبِ
وَالْغَرَائِبِ اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلَی الْاِمَامَیْنِ
الْھُمَامَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ
الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَعَلٰی عَمَّیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ
بَیْنَ النَّاسِ الْحَمْزَۃِ وَالْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَعَلٰی

اَلسِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ
رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ
اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي
الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ
لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ
اَهَمُّ وَاَكْبَرُ ط

خطبۃ الاولیٰ (نمبر ۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَ

نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ
اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا
ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ
رَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ
مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَقَدْ غَوٰی
نَسْئَلُ اللّٰہَ رَبَّنَا اَنْ یَّجْعَلَنَا مِمَّنْ یُّطِیْعُہٗ وَیُطِیْعُ رَسُوْلَہٗ
وَیَتَّبِعُ رِضْوَانَہٗ وَیَجْتَنِبُ سَخَطَہٗ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ لَکُمْ
مَعَالِمَ فَانْتَھُوْا اِلٰی مَعَالِمِکُمْ وَاِنَّ لَکُمْ نِھَایَۃً فَانْتَھُوْا اِلٰی
نِھَایَتِکُمْ فَاِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ بَیْنَ الْمَخَافَتَیْنِ بَیْنَ اَجَلٍ قَدْ
مَضٰی لَا یَدْرِیْ مَا اللّٰہُ صَانِعٌ بِہٖ وَبَیْنَ اَجَلٍ قَدْ بَقِیَ لَا
یَدْرِیْ مَا اللّٰہُ قَاضٍ فِیْہِ فَلْیَتَزَوَّدِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِہٖ وَمِنْ
حَیٰوتِہٖ وَمِنْ شَبَابِہٖ لِکِبَرِہٖ وَمِنْ دُنْیَاہُ لِاٰخِرَتِہٖ

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُّسْتَعْتَبٍ وَّلَا بَعْدَ الدُّنْیَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝ سورۃ النساء

وعظ دوم در بیان شرک

حضرات! پیشتر اس سے کہ میں آیت کی تفسیر کیطرف آپکو توجہ دلاؤں مناسب سمجھتا ہوں کہ وعظ سننے کا مسنون ومندوب طریقہ بیان کردوں تاکہ وعظ سے جو اصل غرض اور مدعا ہے آپ کو حاصل ہو جائے۔

وعظ سننے سے لوگوں کے اغراض مختلف اور متفاوت ہوتے ہیں، بعض کی غرض تو محض نکتہ چینی ہوتی ہے بعض کی خوش الحانی اور چٹ پٹے اشعار سننا، بعض کی مقفٰی عبارتوں کی جانچ پڑتال، بعض کی صرف مجمع کی شرکت بعض کی خیر وبرکت بعض کی اپنے امراض خفیہ کا علاج ہوتی ہے' اسطرح کہ جو واعظ کہتا جائے اسکو اپنے ماحول پر منطبق کرکے دیکھتے جائیں کہ آیا جو کچھ یہ کہہ رہا ہے میں اس پر عمل کیا کرتا ہوں یا نہیں اور حقیقت میں غرض بھی یہی ہونی چاہیئے!

رہی یہ بات کہ اپنی امراض خفیہ ہر شخص کو کب معلوم ہو سکتے ہیں، جنکو وہ مضامین وعظ پر منطبق کرسکے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر مومن کے واسطے خواہ وہ کتنا ہی ضعیف الایمان کیوں نہ ہو ایک نور عظیم ہے، کہ جس سے وہ اپنے نفع اور نقصان کو دیکھ سکتا ہے۔ جیسے شمع کہ اس میں کم وبیش نور ضرور رہتا ہے۔ مگر ہاں! اس بصیرت کے لئے اتباع دین کا قصد ضرور شرط ہے' پس جو کوئی دین کا اتباع کرتا ہے نور عقل کے ساتھ وہی دیکھ سکتا ہے، لیکن آجکل حال بالکل اس کے برعکس ہو گیا کیونکہ لوگ عقل کا اتباع کرتے ہیں۔ اور دین کو اس کا تابع بناتے ہیں جو عقل ونقل کیخلاف ہے

الغرض مقصود وعظ سننے سے اپنے احوال کی اصلاح اور ان پر وعظ کے اقوال کی تطبیق دینا ہے پس اگر اصلاح کی کوشش میں بھی مر جائے گا تو صالح اور نیک بخت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی توفیق بخشے، کہ اس حیات مستعار کو غنیمت جان کر اپنی امراض خفیہ کا علاج کیا کریں۔

نظم

دس برس کی عمر حسن دن ہوگئی یا بیست کی
آدمی کو چاہیئے کچھ قدر سمجھے زیست کی

تیس کے سن تک نشاط زندگی حاصل رہے
جب ہوا چالیس کا ہر کام میں کاہل رہے

اور جب اس عمر کو تہ سے گئے پورے پچاس
فرق آتا ہے بصر میں جاتے ہیں ہوش وحواس

ساٹھویں میں تکیۂ دیوار کی حاجت پڑے
جب ہوا ستر کا پھر ہر کام میں دقت پڑے

جب ہوئی اسّی کی یا نوے ۹۰ کی عمر بے بقا
تن میں آئی ناتوانی جان پر رنج وعنا

بلکہ اب تو اسّی نوے کے بہت ہوتے ہیں کم
تھوڑی ہی سن میں چلے جاتے ہیں وہ سوئے عدم

دیکھتے ہی دیکھتے کیا طفل کیا پیر وجواں
چلتے پھرتے موت آئی مر گئے ہیں ناگہاں

قصہ کوتاہ ہے جیئے تم سو برس یا ایک دن
اس جہان بے بقا سے کوچ ہوگا ایک دن

مومنو سمجھو کیوں بے فکر و بے غم بے خبر
اک سفر درپیش ہے دور ودراز و پر خطر

توشۂ اعمال تھوڑا بار عصیاں بے شمار
منزل مقصود ہے بس دور شیطاں راہ مار

پل صراط از بسکہ باریک وطویل و تیز ہے
اس کے نیچے ایک دریا آگ سے لبریز ہے

نیک و بد اعمال تولے جائیں گے میزان میں
ہو حساب ذرہ ذرہ حشر کے میدان میں

منزل اوّل ہے اسکی شہر خاموشاں میں قبر
اسمیں تنگی کے سبب کروٹ کا بھی لینا ہے خیر

وہ اندھیری کوٹھری ہے ہر طرف سے بند آہ
روشنی کے اور ہوا کے واسطے روزن نہ راہ

ہے سرہانے پائینتی خاک اور دائیں بائیں خاک
نیچے اوپر خاک ہے تاریک تر ہے اک مغاک

توبہ عصیاں سے کرو اور رات دن ڈرتے رہو
امر و نہی حق تعالیٰ کو ادا کرتے رہو

آمدم برسر مطلب اب میں آیت مذکور الصدر کی طرف حاضرین کی توجہ مبذول کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سورۂ نساء میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس جرم کو تو معاف کرتا نہیں کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک گردانا جائے وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اور اسکے سوا جسکو چاہے معاف

کردے وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جس نے اللہ تعالیٰ کا شریک گردانا فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا تو بڑا طوفان باندھا جو گناہِ عظیم ہے۔

حضرات! سب سے پہلے لفظ شرک کے معنی سمجھنے ضروری ہیں، کیونکہ جب تک شرک کے معنی معلوم نہ ہو جائیں تب تک شرک کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔

لغت میں شرک کے معنی "باکسے شریک و انباز شدن" ہوتا ہے، شارع کی اصطلاح میں بھی اسی کو شرک کہتے ہیں کوئی اور معنی مقصود نہیں ہیں، یعنی خداوند تعالیٰ کے صفات مخصوصہ میں کسی مخلوق کو ساجھی اور شریک سمجھنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں صفت جو اللہ تبارک و تعالیٰ میں ہو وہی صفت اسی حیثیت سے بالاستقلال فلاں مخلوق میں بھی ہے، یا کسی شخص کو کسی کام کا فاعل حقیقی جاننا یعنی علاوہ اس وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کے کسی مخلوق کو بھی خدا سمجھنا اسی کا نام شرک ہے جس کی ممانعت میں قرآن مجید اور حدیث نبویہ ناطق ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر قرآن مجید سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ معرکۃ الآراء قصہ پیش کیا جاتا ہے، جس میں شرک کی حقیقت پر پوری پوری روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے:-

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ

اَکْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

حضرات! ان آیات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ نمرود کے زمانہ میں بعض ستاروں کو بعض چاند بعض سورج اور بعض نمرود کو خدا جانتے تھے اور جسوقت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ستارہ کو دیکھا جو زہرہ یا مشتری تھا، اور قوم اس کو سجدہ کرتی تھی، تو انھوں نے کہا یہ میرا پروردگار ہے، یعنی قوم اس ستارہ کو خدا کہتی ہے لیکن جب ستارہ ڈوب گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اسکی حالت تغیر و تبدل ہونے کے باعث اسکی خدائی سے انکار کیا، اسی طرح چاند اور سورج کو دیکھکر فرمایا چونکہ قوم اسکو پوجتی تھی، اس واسطے یکے بعد دیگرے وہ بھی اسکو خدا کہتے ہیں لیکن پھر اسکے تغیر و تبدل کو دیکھکر اپنی رائے کو بدل لیتے گئے، آخر الامر انھوں نے یہ کہا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٭ سوائے اس خدا کے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور کسی کو خدا نہ سمجھونگا اور قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگ جو شرک کرتے ہو یعنی کئی خدا ٹھہراتے ہو، اس شرک سے میں اپنے آپ کو بری کرتا ہوں۔

اس مقام پر ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستاروں وغیرہ کو خدا ٹھہراتی تھی چنانچہ لفظ الھۃ سے صاف ظاہر ہوتا ہے، جو اس آیت میں ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً یعنی جسوقت ابراہیم ؑ نے اپنے باپ آذر کو کہا کہ آیا تم بتوں کو الھۃ یعنی خدا بکڑتے ہو، اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے بھی ستارہ، چاند اور سورج کو یہ کہا تھا یعنی یہ میرا رب ہے۔ یہ انھوں نے اپنی قوم کے خیال کے موافق کہا تھا پھر انھوں نے اسی کو یعنی قوم جو بتوں کو اللہ سمجھتی تھی یا آپنے اپنی قوم کے خیال کے موافق ستارہ، چاند اور سورج کو رب کہا تھا شرک قرار دیکر اپنے کو اس سے بری کیا۔ یعنی یہ کہا کہ ہم بتوں کو اللہ یا ستاروں وغیرہ کو رب نہیں سمجھیں گے، اسواسطے کہ سوائے اس خدا کے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ان سب کو خدا سمجھنا شرک کرنا ہے یعنی خدا کا شریک ٹھہرانا ہے، پس اس قصہ سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک شرک اسی کا نام ہے، جو سوائے اس کے مخلوق کو اللہ یا رب کہے یا سمجھے یعنی خدا تعالیٰ کے سوا اور بھی خدا ٹھہرائے اور اس امر کے شرک ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے، اور کون نادان سوائے اس خدا وحدہ لا شریک کے دوسرے کو خدا کہہ سکتا ہے؛ اگر بالفرض محال کسی جاہل نا سمجھ مسلمان کا ایسا خیال خام ہو بھی تو بیشک اسے توبہ جدید اور تجدید نکاح کرنا چاہیئے۔ ہاں عوام کالانعام کی طبائع استمداد صاحبان قبور کی طرف زیادہ مائل ہیں، لیکن اگر ان سے بھی دریافت کیا جائے کہ تم کیا سمجھ کر ایسا کرتے ہو تو وہ یہی جواب دیں گے کہ چونکہ یہ سب خدا کے مقبول اور مقرب بندے ہیں اسواسطے ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے واسطے دعا کریں

یعنی ان کا خیال مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی معنوی کے شعروں کے موافق ہے۔

آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو — کاں سبو را ہم مدد باشد ز جو
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور — نور مہ ہم ز آفتاب است اے پسر

حضرات:۔ ایسا تو ان سادہ لوحوں کے دلوں میں یہ وہم بھی نہیں گذرتا ہوگا (العوذ باللہ) کہ یہ سب خدا ہیں علاوہ ازیں حدیث بھی موجود ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ تو اگر کوئی جاہل اور ناسمجھ ملا اس کو شرک کہے اور لوگوں کو شرک کا خوف دلا کر اس سے باز رکھنا چاہے تو یہ بجز یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ کے اور کیا سمجھا جائے گا اب میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ ہمیں سچی توحید اور صراط مستقیم پر قائم رکھے اور رسول اللہ صلعم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند

خُطْبَۃُ الثَّانِیَۃ

اِلٰهُ الْخَلْقِ ذُو الْمَنِّ الْعَظِيْمِ — جَوَادٌ مَّاجِدٌ مُّعْطِي النَّعِيْمِ
مَلِكٌ مَّلِكٌ مَّلِكٌ كَبِيْرٌ — حَكِيْمٌ قَادِرٌ مُّحْيِ الرَّمِيْمِ
وَحِيْدٌ حَامِدٌ حَيٌّ لَطِيْفٌ — رَفِيْعٌ مَّالِكُ الْمُلْكِ الْعَظِيْمِ
بَدِيْعُ الْخَلْقِ عَلَّامُ الْخَبَايَا — سَمِيْعُ الصَّوْتِ مِنْ تَحْتِ الْعَظِيْمِ
هُوَ الْفَرْدُ الْمُدَبِّرُ كُلَّ شَيْءٍ — هُوَ الْمَوْصُوْفُ بِالْوَصْفِ الْقَدِيْمِ
اِلٰهُ الْخَلْقِ فَوْقَ الْعٰلَمِيْنَ — عَظِيْمٌ صَاحِبُ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

نُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّ الْهَاشِمِیِّ رَسُوْلٍ صَاحِبِ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ

شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ بِیَوْمِ عُسْرٍ کَرِیْمٍ صَاحِبِ الْجَدِّ الْکَرِیْمِ

شَهِیْدٍ سَیِّدٍ مَوْلَی الْبَرَایَا اَمِیْنٍ صَاحِبِ الْوَحْیِ الْحَرِیْمِ

تَحِیَّاتٌ کَمِسْكٍ نَافِحَاتٌ نُثِرْنَ عَلَیْهِ کَالدُّرِّ النَّظِیْمِ

عَلَی الْاَوْلَادِ وَالْاَصْحَابِ طُرًّا جَوَادُ النَّاسِ بِالْفَیْضِ الْجَسِیْمِ

عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ مَنْ قَدْ فَاقَ دَهْرًا بِاَفْضَالٍ وَبِالْمَنِّ الْعَمِیْمِ

حَبِیْبِ الْمُصْطَفٰی جَهَّازِ جَیْشٍ رَفِیْقِ الْغَارِ رَقَّابِ شَهِیْمِ

عَلَی الْفَارُوْقِ سِرِّ الْحَقِّ وَالدِّیْنِ اَشَدِّ النَّاسِ فِی الْخُطَبِ الْجَسِیْمِ

قُحُوْمِ النَّاسِ فِی الْمَامُوْرِ طُرًّا قَدُوْمِ النَّاسِ فِی الْخُطَبِ الْجَسِیْمِ

عَلٰی عُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ اَوْفٰی بِعَهْدِ اللّٰهِ بِعَزْمِ الصَّمِیْمِ

شَهِیْدِ الدَّارِ حَمَّالِ الرَّزَایَا اَمِیْنٍ مَاجِدٍ بَرٍّ قَسِیْمِ

عَلٰی اَسَدِ الْوَلِیِّ الْمَوْلٰی عَلِیٍّ هُمَامٍ حَارِثٍ بَطَلٍ شَهِیْمِ

شُجَاعٍ ضَیْغَمٍ کَرَّارِ صَفٍّ مِنَ الْاَعْدَاءِ فِی الْحَرْبِ الْحَمِیْمِ

عَلٰی حَسَنَیْنِ مَظْلُوْمَیْنِ ابْنَیْ ۔ عَلَی الْمُرْتَضٰی الْمَوْلَی الْکَرِیْمِ

عَلَی الْعَبَّاسِ وَالْحَمْزَۃِ عَمَّیْ ۔ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُبْتَسِمٍ وَّسِیْمِ

عَلَی الزَّھْرَاءِ قَدْ فَاقَتْ نِسَاءً ۔ مُنَقَّاۃً مُّصَفَّاۃَ النَّسِیْمِ

وَعَائِشَۃَ الزَّکِیَّۃِ وَالْعَفِیْفَۃِ ۔ مُطَھَّرَۃِ الْغَرِیَّۃِ عَنْ نَّعِیْمِ

عَلَی الْاَنْصَارِ وَالْاَتْبَاعِ جَمْعًا ۔ وَمَنْ قَامُوْا بِدِیْنٍ مُّسْتَقِیْمِ

اِلٰہُ الْعٰلَمِیْنَ امْنُنْ عَلَیْنَا ۔ فَمَنْ غَیْرُکَ لِقَلَّاشٍ عَدِیْمِ

تَرَحَّمْ بِالنَّبِیِّ الْھَاشِمِیِّ ۔ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَالْقَلْبِ الْھَضِیْمِ

عَلَی الْحُجَّاجِ وَالزُّوَّارِ طُرًّا ۔ لِبَیْتِ اللّٰہِ وَالرُّکْنِ الْحَطِیْمِ

عَلَی الْغُرَبَآءِ وَالْفُقَرَآءِ مِنَّا ۔ عَلَی الْاُمِّ الضَّعِیْفَۃِ وَالْیَتِیْمِ

وَشُنَّ عَلٰی عُزَاۃِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۔ وَاَنْقِذْھُمْ مِّنَ الْیَوْمِ الْوَخِیْمِ

فَیَا رَبِّ اغْفِرَنْ عَنِّیْ ذُنُوْبِیْ ۔ وَاَدْخِلْنِیْ بِفَضْلِکَ النَّعِیْمِ

اُذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ

تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَجَلَّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَکْبَرُ ؕ

خُطبۃ الاُولیٰ نمبر (۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَمْطَرَ اَقْطَارَ الرَّحْمَۃِ مِنْ سَحَابِ الْمَغْفِرَۃِ وَنَوَّرَ قُلُوْبَ اَھْلِ الْمَعْرِفَۃِ بِفَیْضَانِ اَنْوَارِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَشَرَحَ صُدُوْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِنُوْرِ اَذْکَارِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ط وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ھُوَ سَلْسَبِیْلُ اَنْھَارِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَآئِہِ الَّذِیْنَ فَازُوْا اِلٰٓی اَعْلَی الدَّرَجٰتِ بِکَثْرَۃِ اَذْکَارِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خُصُوْصًا عَلٰٓی اَوَّلِھِمْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الصِّدِّیْقِ التَّقِیِّ اَسْبَقَ بِاِقْرَارِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلٰٓی اَعْدَلِھِمْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ النَّقِیِّ بِفَیْضَانِ اَنْوَارِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا

اَللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَعَلٰی اَحْلَمِھِمْ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ

الزَّکِیِّ جَامِعِ اَسْرَارِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلٰی

اَعْلَمِھِمْ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی قَاطِعِ الْکُفَّارِ بِذِی الْفِقَارِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلَی الْاِمَامَیْنِ الْھُمَامَیْنِ

السَّعِیْدَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ الَّذَیْنِ

مُحَبَّتُھُمَا مُوْجِبُ النَّجَاۃِ مِنَ الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ کَاشِفِیْ اَسْتَارِ لَا اِلٰہَ

اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ فَاطِمَۃَ

الزَّھْرَآءِ بِاَزْھَارِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلَی السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ

مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ بِبِشَارَۃِ الْمُصْطَفٰی وَعَلَی الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

وَعَلٰی کُلِّ مَنِ اسْتَقَرَّ بِاِقْرَارِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

شَفِیْعُ الْحَشْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَنُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَنَجَاۃٌ مِّنَ النِّیْرَانِ لَا اِلٰہَ اِلَّا

اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَمَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجِنَانِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَمَفْتُوْحٌ بَابُ الرَّحْمَۃِ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ بِبَرَکَۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ اَدْوَاحَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یُنَادِیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ یَا رَحْمٰنُ لَا نَطْلُبُ اَنْ تَحْشُرَنَا سَاعَۃً حَتّٰی نَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تیسرا وعظ در بیان کلمہ طیّبہ (توحید)

حضرات! اس خطبہ میں کلمہ طیبہ کی فضیلت اور بزرگی کا بیان کیا گیا ہے، جس کے مطالب و معانی کو سمجھنا ہر مسلمان پر فرض و واجب ہے، کیونکہ یہی وہ کلمہ پاک ہے، جو اسلام کا اصل الاصول ہے، اور جس کے باعث ہمیں دیگر اقوام پر فخر و امتیاز حاصل ہے، یہی وہ کلمہ ہے جسکی تبلیغ کے لئے ہزارہا پیغمبر مبعوث ہوئے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے محض زبان ہی سے کلمہ پڑھنا اصل مقصود سمجھ لیا ہے، حالانکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کلمہ سے اصل مقصود یہ ہے کہ اس کے معانی و مطالب پر غور و خوض کرکے اپنے حال پر منطبق کریں کہ آیا ہم میں اس کلمہ طیبہ کے معنی پورے طور پر پائے جاتے ہیں یا نہیں چنانچہ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جو شخص بصدق دل کہتا ہے، گویا یہ کہتا ہے کہ سوائے اللہ کے نہ کوئی واجب کو جود ہے اور نہ کوئی قدیم باقی رہنے والا نہ کوئی تمام ممکنات کا پیدا کرنے والا نہ کوئی معلومات غیر متناہی کا جاننے والا، نہ کوئی تمام ممکنات سے پاک کوئی نفع و ضرر پہنچانے والا نہ کوئی شے عالم میں اس کے علم اور ارادے کے بغیر ظاہر ہو سکتی ہے۔ پس اب آپ ان الفاظ پر تھوڑی دیر کے لئے غور و تامل کریں کہ آیا اوصاف جو مختص بذات الٰہی ہیں، ہم کسی اور میں تو نہیں سمجھتے، اور کیا ہم میں سچی توحید کا وہ نقشہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا ہے بدیہی طور پر پایا جاتا ہے۔ جیسے کہ حدیث شریف میں ہے عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ رواہ البخاری و مسلم

یعنی بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت (مزہ) پائے گا۔ ایک اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو۔ جس کی نشانی قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمائی ہے کہ دین کی مدد کرے قول اور فعل سے اور شریعت کی حمایت کرے، اور

اسلام کے مخالفین جو اسلام پر اعتراض کریں ان کا جواب دے۔ اور اخلاق و عادات میں آپ کی پیروی کرے مثلاً سخاوت ایثار، علم، صبر اور تواضع میں دوسرے فقط اللہ کے لئے کسی سے دوستی یعنی خداوند کریم کی رضامندی کے لئے نہ کسی دنیاوی غرض سے مثلاً دیندار عالم تشرع درویش سے محبت رکھنی، دوبارہ کافر بننا اس کو اتنا دشوار و ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا غرض یہ ہے کسوٹی اسلام جو مخبر صادق علیہ السلام نے ہمیں اپنا زر ایمان پرکھنے کے لئے بتائی ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی ہر گھڑی اپنا ایمان پرکھتے تھے۔ لہٰذا ہمیں بھی لازم ہے کہ اپنا زر ایمان دن میں کم از کم ایک بار خصوصاً رات کو سوتے وقت تو ضرور پرکھ لیا کریں جیسے دوکاندار دوکان بند کرنے کے وقت اپنا گلہ رقم شمار کر کے بعدہ یہ اندازہ لگاتا ہے کہ آج اس قم موصولہ سے کیا نفع یا نقصان حاصل ہوا اگر نفع ہوتا ہے تو تمام رات آرام و چین سے بستر استراحت پر لیٹتا ہے اور صبح اٹھ کر اور بہتر ذرائع و وسائل تلاش کرتا ہے کہ جس سے زیادہ نفع اور فائدہ ہو اور اگر نقصان معلوم ہوتا ہے تو تمام رات فکر و غم میں کٹتی ہے صبح کو حسب معمول دوکان کھولتا ہے اور تو رات کو کوشش اور سعی بلیغ کرتا ہے کہ آج تو ضرور کچھ فائدہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ شب و روز اسی تگ و دو میں سرشار رہتا ہے۔ آخر حصول مطالب میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مومن ہر رات کو اپنے اعمال پر ایک سرسری نظر ڈال لیا کرے تو انشاء اللہ تمام افعال بد آہستہ آہستہ کم ہو جائیں گے اور ایک دن ایسا ہوگا کہ وہ بالکل انسان کامل اور خدا کا مقبول بندہ بن جائے گا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اس پر بخوبی کاربند ہو گئے تو امید قوی ہے کہ آپ میں رسول اللہ صلعم کا نقشہ بدیہی طور سے نظر آئے گا۔ تو عین منشائے ایزدی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا یعنی جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ منزل مقصود کو پہنچا چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں واقعی یہ رسولی نقشہ پایا جاتا تھا منجملہ ان کے میں ایک عاشق صادق صحابی کا قصہ بیان کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عاشق صادق اور متبع سنت نبوی کیسے کیسے ہو گذرے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

تفسیر عزیزی اور مثنوی مولانا روم میں مروی ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے مملوک تھے تو پوشیدہ اسلام لائے تھے، آخر کو رفتہ رفتہ ان کے اسلام لانے کی خبر اس مردود کو پہنچی، تو اول ان کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ پھر ان کو اپنے سامنے بلوا کے پوچھا کہ تو کس کی پرستش کرتا ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی پرستش کرتا ہوں۔ اس مردود نے کہا کہ تم اس عقیدے سے باز آجاؤ۔ ورنہ میں بری طرح پیش آؤں گا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ میں تو اس پاک اور سچے عقیدے سے ہرگز نہیں پھر سکتا۔ اور تادم واپسیں اسی پر قائم رہوں گا، جو تیرا جی چاہے تو کر لے۔ کیوں کہ اس وقت میں تیرا غلام ہوں، کچھ عذر نہیں، یہ سنکر وہ شقی ازلی آگ بگولا ہو گیا، تو اسی وقت اپنے نوکروں اور خادموں کو حکم دیا کہ تا حکم ثانی ہر وقت میرے اس بے فرمان غلام کے

بدن میں ببول کے کانٹے چبھوتے رہو، اور جب آفتاب خوب گرم ہو، یعنی عین دوپہر کے وقت اس کو چت لٹا کر اس کے تمام جسم پر گرم بھاری پتھر رکھ دیا کرو، جس سے یہ جلتا رہے، اور ہل بھی نہ سکے، اور اس کے اردگرد آگ جلا دو کہ جس سے یہ اور بھی گرم رہے، اور جب شام ہو تو ہاتھ پاؤں باندھ کر اندھیرے مکان میں قید رکھو، علاوہ ازیں اسکورات بھر کوڑے مارتے رہو۔ پس کئی دن تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس مصیبت میں گرفتار رہے اور باوجود اس مصیبت و تکلیف کے آپ کلمۂ توحید یعنی اَحَد اَحَد یعنی میرا معبود ایک ہے، وحدہٗ لاشریک ہے، کہتے رہے، مولانا روم اپنی مشہور کتاب مثنوی معنوی میں اس سانحہ کو نہایت دردانگیز پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

تن فدائے خارمی کرد آن بلالؓ خواجہ اش میزد برائے گوشمال

کہ چرا تو یاد احمدؐ مے کنی بندۂ بد منکر دین نبی

مے زد اندر آفتابش او نہ خار او احد مے گفت بہر افتخار

تاکہ صدیق آں طرف می گشت تفت آن احد گفتن بگوشش او برفت

یعنی اتفاقاً حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا گذر بھی ادھر ہوا، اور بلال رضی اللہ عنہ کے اَحَد کہنے کی آواز آپ کے کان میں پڑی تو ؎

چشم او پر آب شد دل پر عنا زاں اَحَد می تافت بوئے آشنا

یعنی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دل رنج سے بھر گیا۔ اس سبب سے کہ اس لفظ اَحَد کے کہنے سے آشنا کی بو پلتے تھے ؎

بعد ازاں خلوت بدیدش پند داد کز جہوداں خفیہ می دار اعتقاد

عام السرست پنہاں دار کام گفت کردم تو بہ پیشت اے ہمام

یعنی اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے موقعہ پاکر حضرت بلال کو خلوت میں یہ نصیحت کی، کہ ان یہودوں سے اپنے اعتقاد کو چھپائے رکھو، حضرت بلالؓ نے کہا اے محب صادق بہت اچھا، مجھے آپ کا فرمانا بسر و چشم قبول ہے، لو آپ ہی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

روز دیگر در پگہ صدیق تفت آں طرف از بہر کار خویش رفت

باز اَحَد بشنید و زخم ضرب خار بر فروزید از دلش شور و شرار

یعنی دوسرے دن حضرت صدیق کو سبب اس طرف جانے کا اتفاق ہوا تو آپ کے کانوں میں پھر وہی احد کی پیاری سی آواز آئی اور کانٹوں کی مار سے ان کے دل میں شور و شر کی آگ بھڑکی۔

باز پندش داد یاز او توبہ کرد عشق آمد توبہ او را بخورد!
توبہ کردن زیں نمط بسیار شد عاقبت از توبہ او بیزار شد!

یعنی پھر حضرت ابوبکرؓ نے موقعہ پاکر ان کو نصیحت کی، پھر انھوں نے بھی تجدید توبہ کی، لیکن جب حضرت عشق نے غلبہ کیا، تو پھر توبہ وغیرہ نسیاً منسیا ہوگئی۔ غرض اسی طرح آپ نے بہت دفعہ توبہ کی اور توڑدی۔ آخر آپ باربار توبہ کرنے سے بیزار اور تنگ ہوگئے۔ القصہ ابوبکر صدیق رض نے زر کثیر دے کر بلال رضی اللہ عنہ کو اس مردود و ملعون کی غلامی سے آزاد کرایا۔ اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیئے مامور کیا۔

غرض یہ تھے موحد اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق و شیدا کہ حیفوں نے اپنی جانیں اس توحید کے اقرار میں نثار کردیں، اور ہزار ہا طرح کی تکالیف و مصائب برداشت کیں۔ مگر کلمۂ شرک زبان پر نہ لائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسی آزمایش کے وقت سچی توحید اور صراط مستقیم پر قائم و برقرار رکھے۔ آمین ثم آمین۔

از روز مردن غافلی مشغول دنیا تا بکے فکر لباس فاخرہ این ذوق بیجا تا بکے
گر دولت فغفور چین باشد ترا زیر نگین آخر روی زیر زمین تخت و تمنا تا بکے
کوچ است دور این منزل ست بے توشہ رفتن مشکل ست پائے ز عصیان در گل ست این کاہلیہا تا بکے
تا چند داری سیم و زر تا کے بگردی دربدر اے بوالہوس درہم نگر این سود را سودا تا بکے
تا چند داری شور و شر جرس اسپ گاؤ خر از یاد مولے بے خبر این شور و غوغا تا بکے
مرغ سحر در گفتگو دارد بہر شب جستجو! اے خفتہ دل آخر بگو این خواب شبہا تا بکے
کو حشمت اسکندری بر جملہ عالم سروری کو تبت و بالا تری مغرور دنیا تا بکے
دنیاست مانند حباب از وے کہ گشتہ کامیاب کو رستم و افراسیاب این ہم ہما تا بکے
زین پیر زال عشوہ گر خود را بدار اندر نظر اے بے خبر والے بے ہزار ز وے تولا تا بکے
تا چند مانی اے غنی آخر ز دنیا بگذری تا کے تن خود پروری در دہر رسوا تا بکے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥

(اینجا بنشیند، باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند، خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو خطبہ نمبر ا یا ۲)

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِکِ الْوَاحِدِ الْمَلِکِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الْاَعْلٰی اَلْمَحْمُوْدُ
بِکُلِّ حَامِدٍ وَالْمَدْحُ الْکَامِلُ الْمَمْدُوْحُ کُلِّ مَادِحٍ لَا مَوْلُوْدٌ لَہٗ
وَلَا وَالِدٌ حَدُّہٗ لَا مَحْدُوْدٌ عِلْمُہٗ لَا مَعْدُوْدٌ حِلْمُہٗ الْاَوْسَعُ
اَحَاطَ الْعَالَمَ وَمَا اَمْرُہٗ مَرْدُوْدٌ لَا مَامُوْلٌ مَا عَدَاہُ وَلَا
مَسْئُوْلٌ مَا سِوَاہُ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا وَھَدَاہُ وَوَعَدَ
لِکَمَالِ کَرَمِہٖ کُلَّ مُسْلِمٍ اَوَاہُ اِعْطَآءَ مَا لَا اَدَاہُ وَلَا اَحَدًا
اَعْطَاہُ ھُوَ الْاَوَّلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَلَّامُ اَلَا اَوْلَادَ اٰدَمَ مَاوٰی
لَکُمْ سِوَاہُ وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَکْرَمِ الْمُکَرَّمِ عَدَدَ
الرَّمْلِ وَالْحَصٰی عَلٰی اَکْمَلِ الْکُمَلَآءِ وَاَعْلَمِ الْعُلَمَآءِ مُحَمَّدٍ
حَامِلِ اللِّوَآءِ وَمَا وَصَلَ اِلٰی لِوَآئِہٖ اَحَدٌ اِلَّا سَلَّمَ لِلَاوَاءِ اِسْمِہٖ

عَلَى السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَمُسَمَّاهُ كَاِسْمِهٖ مَحْمُودٌ مَحْسُوْدٌ كُلُّ حَاسِدٍ
لَمَّا حَسَدَ وَكُلُّهٗ مُطَهَّرٌ طُهُوْرٌ مَّسْعُوْدٌ ط اَكْرَمَهٗ وَاَسْرَاهُ مَهْمَا
اَرَادَ اَنْ اَرْسَلَهٗ اِلَى الْعَالَمِ كُلِّهٖ وَوَلَّى الْعَسَاكِرَ وَسَادَ اَرْحَمَ الرُّحَمَاءِ
لِاَوِدَّائِهٖ اَحْلَمَ الْحُلَمَاءِ لِحُسَّادِهٖ وَاَعْدَائِهٖ دَعَا سَائِرَهُمْ اِلَى
الْاِسْلَامِ وَاَرَاهُمْ صِرَاطًا سَوَاءً ط وَاَسْمَعَهُمْ كَلَامَ اللّٰهِ وَاَحْكَامَهٗ
سَحَرًا وَّمَسَاءً مَسْلَكُ مَا سِوَاهُ لَدَيْهِ رُدٌّ وَّمَرَّهٗ كَالْمَاءِ عُمْرَهٗ دَمَّرَ
اَهْلَ الْحِرْصِ وَالْهَوٰى وَاَمَاطَ عِلَلَ الصَّدِّ وَرَدَّ اَرْسٰى
اَعْلَامَ الْاِسْلَامِ وَهَدَّمَ اَسَاسَ مِلَلٍ لِّلدُّهُوْرِ ط مَحَطٌّ
الْمَعَالِمِ وَمَطْرَحُ الْاَسْرَارِ صَدْرُهُ الرَّحْرَاحُ ط عَمِلَ كَلَامُهٗ
اَمَلَ كُئُوْسِ الْمُدَامِ وَالرَّاحِ ط مَا اَسْلَمَ وَمَا اَطَاعَهٗ اَحَدٌ
اِلَّا سَلِمَ وَعَلَا عَلَى الْمُلْكِ ط وَمَا عَصَاهُ عَاصٍ اِلَّا صَارَ مَرْدُوْدًا
وَهَلَكَ ط وَمَا سَلَكَ مَسْلَكَهٗ وَمَا وَالَاهُ اَحَدٌ اِلَّا اَهْدٰى وَمَا
وَلّٰى مُوَلٍّ صَادَ الْاَوُدَّ وَرَدَّ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا

سَهَا هُ سَاهٍ وَّ اَدُّ كَرَ مُدَّكِرٌ ط وَلَا عَدَّ لَهٗ وَلَا اِحْصَاءً وَّ لَوْ اَرَادُوْا حَصْرَهٗ مَا حَصَرَ ط وَالسَّلَامُ عَلٰى اٰلِهِ الرُّؤَسَاءِ وَاَوْلَادِهِ الْاَطْهَارِ سَلَامًا دَائِمًا كَامِلًا سَرْمَدًا اَعْدَادَ الْاَمْطَارِ وَمِلَاءَ الْاَمْصَارِ ط وَارْحَمْ كُلَّ مُسْلِمٍ وَطَهِّرْ اَسْرَارَهُمْ وَاَصْلِحْ اَحْوَالَهُمْ وَاَعْطِهِمْ اَوْطَارَهُمْ وَاَعْلِ الْاِسْلَامَ وَاحْرُسْ دَوْرَهٗ وَاَهْلَهٗ وَاسْمَعْ دُعَاءَهُمْ مَهْمَا دَعَوْكَ وَسَلِّطْ عَسَاكِرَهُمْ عَلٰى رَهْطٍ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَعَصَوْكَ ط

چوتھا وعظ در بیان فضائل کلمہ طیبہ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْكَلَامِ الْقَدِیْمِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ آیۃ الکرسی وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (حصین) حضرات

چونکہ یہ خطبہ ہی بے نقطہ ہے لہٰذا اس خطبہ کے وعظ کے واسطے بھی ایک ایسا کلمہ بے نقطہ تجویز کیا گیا ہے، جو اس مضمون کا لب لباب ہے اور تمام مسلمانوں کا وظیفہ لیل و نہار ہے۔ وہ کلمۂ متبرک یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط یعنی سوائے وحدہٗ لاشریک کے کوئی پرستش و عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں

مسلمانو! ایمان کے دو ارکان اس کلمۂ طیبہ میں پائے جاتے ہیں، اوّل خدا کو جاننا اس طرح کہ اس کا شریک دوسرے کو نہ سمجھے، دوم رسول کو رسول جاننا کہ اس کے سوا دوسرے کی راہ نہ پکڑے پس یہی کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے معنی ہیں، یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود پوجنے کے لائق نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول اور پیغمبر ہیں

چونکہ یہ کلمہ بڑا اہتم بالشان ہے اور توحید کا لب لباب ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شان میں فرمایا ہے اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ (حصن حصین) یعنی یہ کلمہ تمام نیکیوں سے افضل و برتر ہے، اس کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں توحید و رسالت کا (جو اصل الاصول دین و ایمان ہے) بیان پایا جاتا ہے۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کلمہ

لا الہ الا اللہ تمام ذکروں سے افضل ہے۔ وجہ افضلیت کی یہ ہے کہ اس میں توحید کا ثبوت اور شرک کی تردید پائی جاتی ہے۔ اسی واسطے یہ ذکر دیگر اذکار سے افضل و برتر ہے۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ کو کلمہ اخلاص بھی فرمایا ہے، جیساکہ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے لا الہ الا اللہ کلمۃ الاخلاص یعنی لا الہ اللہ کلمہ اخلاص ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے وہ شخص زیادہ مستفید ہوگا جس نے خالصۃً اللہ اپنے دل سے یہ کلمہ کہا ہے، مطلب اس کا یہ ہے کہ جس نے توحید اور رسالت کو قولاً و فعلاً ثابت کر دکھایا ہے اس کے لئے رسول اللہ صلعم ضرور بالضرور شفاعت کریں گے، کیونکہ اس نے بصدق دل ایسی بات کی تصدیق کی ہے جو عین منشائے ایزدی ہے، ترمذی شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اپنے خالص دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں یہانتک کہ وہ کلمہ عرش معلی تک پہنچ جاتا ہے۔

اگرچہ ان دونوں روایتوں سے کلمہ شریف کی بلند رسائی معلوم ہوتی ہے یہانتک کہ عرش عظیم اور اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے لیکن طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ان دونوں روایتوں سے مراد اصل جلدی قبول ہونا ہے۔

صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلمہ لا الہ الا اللہ ہمیشہ اس کے پڑھنے والے کو نفع دیتاہے اور اس سے معصیت دور کرتا ہے لیکن یعنی جبتک کہ وہ اسکی بیقدری نہ کریں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی بیقدری کیا ہے فرمایا کہ جب خلاف شرع کام ہونے لگیں، اور ان کی روک تھام نہ ہو۔ یعنی جو لوگ خلاف شرع کام کرتے ہوئے دیکھیں اور نہ ان کو عبرت نہ آئے اور اپنی طاقت بھر اس کے مٹانے کی کوشش نہ کریں تو گویا انھوں نے کلمۂ توحید اور اسلام کی بیقدری کی۔

حضرات :۔ اس کلمۂ طیبہ کے پڑھنے سے نہ صرف ثواب ہی ہوتا ہے، بلکہ ایمان کی تجدید بھی ہوتی ہے جیساکہ طبرانی رح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ یعنی تم اپنے ایمان کو نیا کرو وَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ایمان کو کس طرح نیا کریں قَالَ مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو آپ نے فرمایا کہ کلمۂ لا الہ الا اللہ بکثرت پڑھا کرو۔

الغرض۔ اس حدیث پر عمل کرنا صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ہی حصہ وبخرہ ہے، کہ وہ ذکر پاس و انفاس سے اپنے ایمان کی ہر لحظہ بلکہ ہر سانس کے ساتھ تجدید کرتے رہتے ہیں۔ جس کی پوری پوری واقفیت دیندار صوفیوں سے تعلق رکھنے والے ہی جانتے ہیں کہ وہ ظاہر و باطن میں اپنے آپ کو اس حدیث کا کس طرح مصداق بناتے ہیں۔

اس کلمۂ طیبہ کے پڑھنے سے گناہ دور ہوجاتے ہیں، جیساکہ مشکوٰۃ شریف میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم ایسے درخت کے پاس (جس کے پتے سوکھے ہوئے تھے) تشریف لے گئے، آپ نے اپنا عصا مبارک اس درخت پر مارا، جس سے اس درخت کے پتے جھڑ گئے۔ اس پر آپ نے فرمایا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَسَاقِطُ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ كَمَا يَتَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یعنی یہ چاروں کلمات الحمدللہ، سبحان اللہ۔ لاالہ الا اللہ و اللہ اکبر بندہ سے اس طرح گناہ دور کرتے ہیں، جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہیں۔

عن ابی سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے قَالَ مُوْسٰی علیہ السلام موسیٰ نے کہا يَارَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَذْکُرُكَ بِهٖ وَاَدْعُوْكَ بِهٖ اے میرے رب! مجھ کو ایسی چیز سکھلا جس کے وسیلے سے تیرا ذکر کروں اور تجھ سے ان الفاظ سے دعا کروں فقال موسیٰ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے موسیٰ علیہ السلام قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کلمہ لاالہ الا اللہ پڑھا کرو فقال یارب کل عبادك يقول هذا موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار، یہ تو تیرے سب بندے پڑھا کرتے ہیں۔ انما ارید شیئا تخصنی بہ لیکن میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے خاص شے سے مخصوص فرما قال یموسی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَعَامِرُهُنَّ غَيْرِیْ وَالْاَرْضِيْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِیْ كِفَّةٍ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِیْ كِفَّةٍ اگر بالتحقیق ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے (یعنی باشندے) میرے سوا اور زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور کلمہ لاالہ الا اللہ ایک پلڑے میں لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو بیشک لاالہ الا اللہ کا پلڑا جھک جائیگا (شرح السنۃ) سبحان اللہ! کلمہ طیبہ کے کیا کیا انوار و برکات ہیں۔

اس کلمہ کے پڑھنے سے نامۂ اعمال کے سابقہ گناہ بھی محو ہو جاتے ہیں چنانچہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو یہ کلمہ اس بندہ کے نامہ اعمال کے پاس جاکر اس بندہ کی جس خطا کو اس میں دیکھتا ہے، ان کو صحیفۂ اعمال سے دور کرتا ہے۔

علاوہ ازیں احیاء العلوم کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ کلمہ لاالہ الا اللہ پڑھنے والے کو نہ قبر میں اور نہ ہی قیامت میں نہ قبر سے اٹھتے وقت جبکہ تمام مخلوق حیران و سرگردان ہوگی، کوئی حیرانی اور وحشت نہ ہوگی۔ چونکہ اس کلمہ کی بدولت گناہ مغفور اور وحشت قبر دور ہو جاتی ہے اس لئے بندۂ مومن عذاب الٰہی سے مخلصی پاتا ہے کیونکہ اس کلمہ طیبہ کی بدولت عذاب الٰہی سے پناہ اور امن ملتا ہے، جیساکہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حصنی ومن دخل حصنی امن عذابی یعنی کلمہ طیبہ میرا قلعہ ہے جو کوئی میرے اس قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے امن پائے گا۔

پس جب بندہ عذاب اخروی سے مخلصی اور امن پائے گا تو بالیقین وہ جنت میں جائیگا۔ کیونکہ حدیث شریف

میں ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ یعنی کلمہ لاالٰہ الا اللہ جنت کی کنجی ہے (تنقیہ ابوالیلث)
تنبیہ الغافلین میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لِلْجَنَّۃِ ثَمَنٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بھی کچھ قیمت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں کلمہ لاالٰہ الا اللہ جنت کی قیمت ہے۔
خلاصہ یہ کہ کلمہ طیبہ کے پڑھنے اور مدام ورد رکھنے پر حدیثوں میں بہت کچھ ثواب کا وعدہ ہے جیسا کہ مختصراً بیان کیا گیا۔ غرض کلمہ طیبہ زندوں کے لئے تو باعث برکات ہے اور مردوں کے لئے موجب نجات ہے چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی میت مومن کی نیت سے ایک لاکھ بار کلمہ لاالٰہ الا اللہ پڑھے، ایک روایت میں ستر ہزار بار پڑھنا آیا ہے اور اس کا ثواب اس میت کو بخشے، اگر وہ مردہ قابل عذاب ہے، رہائی اور خلاصی ہوگی اور اگر قابل عذاب نہیں تو اس کے درجات و مقامات بلند کئے جائیں گے (مکتوبات جلد ۲)
سبحان اللہ اس کلمہ طیبہ میں کیا کیا انوار و برکاتِ الٰہی پائی جاتی ہیں کہ جیسے صرف ذرا زبان کے ہلا دینے سے ہی کیا شفقت یہ نعمتیں مل جاتی ہیں۔
حضرات: اس کلمہ طیبہ سے اصل فائدہ تو صوفیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے ہی حاصل کیا ہے، کیونکہ اس گروہ پاک نے اس پر عمل کر کے جو انوار و اسرار الٰہی حاصل کئے ہیں، انکو وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، دوسرے کو اس سے کیا خبر کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

چو دل بمہر نگارے نہ بستہ اے ماہ ترا ز حالت عشاق بے ترا چہ خبر

الحاصل۔ جو بندہ اس کلمہ طیبہ کو بصدق دل کہے اور اس اعتقاد پر اس کا خاتمہ ہو، تو وہ شخص جنت میں بلا روک ٹوک داخل ہوگا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ جس کا آخر کلام مرتے وقت لاالٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اپنے مریضوں کو مرتے وقت کلمہ لاالٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو، تاکہ اس اعتقاد پر ان کا خاتمہ ہو۔
مسئلہ یاد رہے کہ مریض کو مرتے وقت یوں نہ کہنا چاہیئے کہ کلمہ پڑھ مبادا وہ شدت مرض میں انکار کر دے اور کافر ہو جائے، بلکہ اس کے روبرو اگر وہ بیہوش ہے، تو خوب بلند آواز سے حاضرین وقت کلمہ طیبہ پڑھیں تاکہ دیکھ کر یا سنکر وہ بھی پڑھنے لگ جائے۔
غرض کلمہ طیبہ کے بڑے بڑے فوائد و برکات ہیں، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کے پڑھنے کی توفیق اور اس کے معانی کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

موت ہے سر پر کھڑی تدبیر کرنی چاہیئے
پھر نہ کر نے گا کچھ نہیں تاخیر کرنی چاہیئے
پاؤں چلنے پھرنے سے ہوجائیں گے بیکار پھر
دست و بازو ہل نہیں سکنے کے ہیں زنہار پھر
خشک ہونے کی زباں منہ سے نہ نکلے گا کلام
کچھ نہ کانوں سے سنائی دے گا اسدم لاکلام
آنکھیں بند ہوجائینگی ہوجائیں گے لب ایکبار
پھر تو یہ مردہ بدست زندہ ہے بے اختیار
توشۂ اعمال اپنا ساتھ لے جاؤ ابھی:
کون پیچھے قبر میں بھیجے گا سوچو تو سہی
بعد مرنے کے تمہیں اپنا پرایا بھول جائے
فاتحہ کو بھی قبر پر پھر نہ کوئی یار آئے
توبہ استغفار عصیاں سے کرو ڈرتے رہو
امر و نہی حق تعالیٰ کو ادا کرتے رہو

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند، دیکھو خطبہ نمبر ۱ یا نمبر ۲

مِنْ خُطُبِ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خطبۂ اولیٰ نمبر ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْئَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ قَدْ دَنٰى اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ

یعصیہما فقد ضل ضلالاً مبیناً ظہر علینا ابوطالبؓ وانا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نصلی ببطن نخلۃ فقال
ماذا تصنعان یا ابن اخی فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی الاسلام فقال ما بالذی تصنعان باس او بالذی تقولان
باس ولکن واللہ لا تعلونی استی ابداً وضحک تعجباً لقول ابیہ
ثم قال اللّٰھم لا اعترف ان عبداً لک من ھذہ الامۃ عبدک
قبلی غیر نبیک ثلث مرات لقد صلیت قبل ان یصلی الناس
سبعاً واللہ ما عندنا کتاب نقرأہ علیکم الا کتاب اللہ وھذہ
الصحیفۃ معلقۃ بسیفہ اخذتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فیہا فرائض الصدقۃ معلقۃ بسیف حلیتہ حدید او
قال بکراتہ حدید ای حلقۃ وعن وھب السوائی قال خطبنا
علیٌّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال من خیر ھذہ الامۃ بعد نبیہا
فقلت انت یا امیر المؤمنین قال لا خیر ھذہ الامۃ

بَعْدَ نَبِیِّہَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ وَمَا نَبْعُدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۰ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۰ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۰

پانچواں وعظ در بیان توحید

حضرات! اس سورت کا نام اخلاص ہے، اخلاص کے معنی ہیں خالص اور صاف کرنا۔ چونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی سچی توحید سکھا کر انسان کے جھوٹے معبودوں اور باطل اعتقادوں سے پاک صاف کیا گیا ہے، اس لئے اس سورت کا نام اخلاص ہوا۔

حضرات! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی نسبت مذہبی دنیا میں عجیب عجیب خیالات و اعتقادات ہیں۔ چنانچہ عیسائی باپ، بیٹا، روح القدس کو تین خدا یا خدا کی ذات کے تین اقانیم مساوی یک دیگر قرار دیتے ہیں۔ اور مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور شریک الوہیت ٹھہراتے، مجوس دو خدا، ایک خالق خیر اور ایک خالق شر قرار دیتے ہیں۔ بعض روح اور مادہ کو مخلوقیت سے باہر اور قدیم قرار دیتے ہیں، بعض انتظام عالم کو قوائے طبعیہ اور قوانین قدرت کے بس میں قرار دے کر اللہ تعالیٰ کو صرف کائنات سے معطل قرار دیتے، بعض دہریوں کی طرح سرے سے خدا ہی کے قائل نہ تھے، بعض بتوں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور سفارشی قرار دیتے اور سینکڑوں بتوں اور حیوانوں کی پرستش و پوجا کرتے تھے، چنانچہ سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ ان بت پرستوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے، کہ

اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّہُمْ یُخْلَقُوْنَ ۰ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَہُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَہُمْ یَنْصُرُوْنَ

یعنی۔ کیا مشرک ایسوں کو شریک بناتے ہیں، جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، اور وہ

آپ پیدا کیئے جاتے ہیں، اور نہ ان کی مدد کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں تمام مذاہب باطلہ کی تردید کر کے اپنی ذات وصفات کی بابت ٹھیک ٹھیک اور سچا اعتقاد ظاہر فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یعنی کہہ دو یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ اللہ ایک ہے اَللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور نہ کوئی اسکی مثل ہے۔

اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے باطل عقیدے کی تردید یوں فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ یعنی وہ لوگ بیشک کافر ہوگئے، جنھوں نے کہا، کہ اللہ تو یہی مریم کا بیٹا مسیح ہے۔ وقال المسیح حالانکہ مسیح تو یہ کہا کرتا تھا کہ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ط یعنی اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو، جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ یعنی کچھ شک نہیں کہ جو اللہ کا شریک گردانے اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور گنہگاروں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نصاریٰ کے عقیدۂ تثلیث کی تردید فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ط یعنی کافر ہوگئے جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں تیسرا ہے، یعنی تین خدا مانتے ہیں، ایک تو اللہ دوسرے عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرا خدا روح القدس (نعوذ باللہ من ذلک) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ حالانکہ کوئی معبود نہیں، مگر خدائے واحد وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ اور اگر وہ باز نہ آئیں گے ان خرافات سے جو وہ بکتے ہیں لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تو البتہ جو ان میں کفر پر رہیں گے ضرور دردناک عذاب پائیں گے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ مسیح علیہ السلام کے انسان ہونے کے دلائل کس خوبی اور عمدگی سے پیش کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ط قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ط كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ط یعنی بس مسیح ابن مریم تو ایک پیغمبر ہے، اس سے پہلے بہتیرے رسول گزر چکے ہیں اور اسکی والدہ ولی تھی۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ یعنی دیکھ تو ہم کیوں کر ان سے دلائل بیان کرتے ہیں۔

پھر دیکھو یہ لوگ کدھر بھٹکے چلے جاتے ہیں۔
العرض اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام دونوں خدا کے محتاج تھے، بھوک سے بے چین ہوتے، اور لوازمات بشریت سے ملوث تھے، اگر خدا ہوتے تو بے نیاز ہوتے۔
پھر اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی تردید کرتا ہے، جو جنات کو خدا کا شریک اور اس کے لئے بیٹے بیٹیاں تجویز کرتے تھے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ یعنی انھوں نے جنات کو اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ حالانکہ اللہ ہی نے جنات کو پیدا کیا ہے، اور انھوں نے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بے جانے بوجھے تراش لئے، وہ پاک ہے، اور ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں، بہت بلند ہے،
پھر دیکھئے کہ کس محبت سے اللہ تعالیٰ احکام شرع بیان فرماتا ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ یعنی تمہارا پروردگار ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تمام چیزوں کا خالق ہے، تو تم اسی کی عبادت کرو، وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔
غرض توحید کا سچے دل سے اقرار کرنا باعث نجات ہے۔ اور کسی مخلوق کو اس کا شریک و ساتھی ٹھہرانا ایسا گناہ عظیم ہے، کہ جس کا مرتکب عقبیٰ میں وَقُوْدُهَا النَّاسُ یعنی دوزخ کا ایندھن ہوگا، اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے زور سے اس کی تردید کی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رض قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ (اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ) یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ہرگز نہ ٹھہراؤ اگرچہ تو قتل کیا جائے یا جلایا جائے۔
عاشقان و محبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلا کب خاموش رہ سکتے تھے، انھوں نے بھی حضور کے فرمان کو اپنی کتابوں میں اشاعت و تبلیغ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مثنوی معنوی میں اس عنوان کو ایک دردناک قصے کے پیرائے میں بیان فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

آں جہود سگ ببیں چہ رائے کرد پہلوئے آتش بتے برپائے کرد
کانکہ ایں بت را سجود آرد بدست ورنیارد در دل آتش نشست

یعنی ایک یہودی مردود بادشاہ نے جو بت پرست تھا، حکم دیا کہ ایک جگہ بڑی بھاری آگ لگائی جائے اور اس کے مقابل ایک بت قائم کیا، پس فوراً حکم کی تعمیل ہوگئی۔ پھر یہ حکم نافذ کیا کہ جو شخص اس بت کو سجدہ کرے گا، تو چھوڑ دیا جائے گا۔ ورنہ اسکو آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

یک زنے با طفل آورد آں جہود پیش آں بت آتش اندر شعلہ بود
گفت اے زن پیش ایں بت سجدہ کن ور در آتش سوزی بے سخن

یعنی ایک عورت بچہ والی کو اس یہودی بادشاہ نے اس بت کے سامنے جہاں آگ بھڑکائی گئی تھی اور جب کہ آگ نہایت ہی شعلہ زن تھی، لاکر کہا، تو اس بت کو سجدہ کر، ورنہ تجھے ابھی اس دھکتی آگ میں جلادوں گا۔

بود آں زن پاک دین و مومنہ سجدۂ آں بت نکرد آں موقنہ

چونکہ وہ عورت پاک مذہب اور سچے ایمان والی تھی، اس لئے اس نے بت کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا ؎

طفل از و بستید و در آتش فگند زن بترسید و دل زیماں بکند
خواست او تا سجدہ آرد پیش بت بانگ زد آں طفل کہ انی لم امت

یعنی اس مردود نے اس پاکدامن عورت سے اس کا بچہ چھین کر آگ میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ہولناک دیکھکر اس سے نہ رہا گیا۔ اور اس کا دل ایمان سے اکھڑنا چاہا کہ اس بت کو سجدہ کرے تاکہ مع بال بچوں کے بچ جاؤں، ابھی وہ ان ہی خیالوں میں تھی کہ یکایک بچہ نے آگ میں سے آواز دی کہ اے ماں: خاطر جمع رکھ، میں حقیقت میں مرا نہیں ؎

اندر آ مادر کہ من ایں جا خوشم گرچہ در صورت میان آتشم
چشم بندست آتش از بہر حجیب رحمت ست این سر برآوردہ زجیب

یعنی اے ماں، تو بھی اس آگ میں گھس آ، کہ میں یہاں بہت ہی خوش ہوں، اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں، لیکن یہ آگ نہیں ہے، بلکہ چشم بند ہے، حجاب کے واسطے یہ تو سر گریبان سے نکالے ہوئے رحمت ہے ؎

اندر آ مادر ببین برہان حق تا ببینی عشرت خاصان حق

یعنی اے ماں! اس آگ میں گھس آ، اور برہان حق یعنے جو کلام اللہ سے سنا کرتی تھی، ان کو اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لے، کہ اللہ تعالے نے اپنے خاصیوں کو کیسی عشرت اور خوشی عطا کی ہے۔

اندر آؤ آب بین آتش مثال　　از جہائے کاتش ست آبش مثال

یعنی تو اس آگ میں بے دھڑک چلی آ، یہ آگ کی شبیہ پانی ہے، اور یہ اس جہان کی آگ ہے۔ جہاں آگ مثل پانی کے ہے، کہ وہ عالم مثال ہے، یعنی خواب میں دیکھا کہ آگ میں گر گئے، اور جاگے تو اس کا کچھ اثر نہیں، پس دنیا بھی ایسا ہی خواب و خیال ہے ؎

اندر آ اسرار ابراہیم بین　　کہ در آتش یافت درد و یاسمین

یعنی اے ماں، تو اس میں داخل ہو، پھر ابراہیم علیہ السلام کے بھید کو دیکھ کہ یہی آگ اُن پر گلاب و چنبیلی کے پھول ہو گئی تھی، میں تجھ سے پیدا ہوا تھا، تو ہر وقت مجھ کو موت کا خوف اور کانٹا سا کھٹکتا رہتا تھا۔ میرے لئے تجھ سے جدا ہو کر اس آگ میں پڑنا نہایت ہی اچھا ہوا۔

اندر آ مادر بحق مادرے　　بیں کہ ایں آزر ندارد آذرے

یعنی اے ماں، میں تجھ کو سمجھاتا ہوں، اور مادری کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو چلی آ، دیکھ تو اس آگ میں آگ پن ہی نہیں ہے ؎

قدرت آں سگ بدیدی اندر آ　　تا بہ بینی قدرت فضل خدا

یعنی اے ماں! تونے اس یہودی سگ کی قدرت تو دیکھ لی، اب اس میں آ، اور خدا کے فضل کی قدرت دیکھ

من ز رحمت می کشائم پائے تو　　کز طرف خود نیستم پروائے تو

مجھ کو تیرے حال پر رحم آتا ہے، اس لئے میں کہتا ہوں کہ قدم بڑھاؤ، ورنہ میں تو ایسے عیش و طرب میں ہوں کہ مجھ کو کچھ تیری پرواہ نہیں ہے۔

اندر آ و دیگراں را ہم بخواں　　کاندر آتش شاہ بنہادست خواں

پس تو بھی آ، اور دوسروں کو بھی بلا۔ کہ آج بادشاہ حقیقی نے آگ میں خوان نعمت بچھایا ہے۔

مادرش انداخت خود را اندر او　　دست او بگرفت طفل ماہ رو
اندر آمد مادر آں طفل خورد　　اندر آتش گوئے و دست را ببرد

الغرض اسکی ماں نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا، اور بچہ نے اس کا ہاتھ فوراً پکڑ لیا اور دونوں مل گئے۔ دیکھو کیسے آگ میں گر کے دولت ایمان ہمراہ لے گئے ؎

بازرش ہم زاں نسق گفتن گرفت | در وصف لطف حق سفتن گرفت
بانگ می زد درمیان آن گروہ | پر ہمے شد جان خلقاں از شکوہ
نعرہ مے زد خلق را کائے مرداں | اندر آتش بنگرید ایں بوستاں

اس بچہ کی طرح اسکی ماں بھی نعرے مار مار کے کہتی تھی، اے لوگو! تم بھی اس آگ میں آجاؤ، اور قدرت حق کا تماشہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس آگ کو باغ جناں بنادیا ہے، اور ان حقیقی اور سچی آوازوں اور للکاروں کی ایسی تاثیر ہوئی کہ

خلق خودرا بعد ازاں بے خویشتن | می فگندند اندر آتش مرد و زن
بے موکل بے کشش از عشق دوست | زانکہ شیریں کردن ہر تلخ از وست

تمام مردوں اور عورتوں نے بے اختیار ہوکر اپنے آپ کو اس آگ میں ڈالنا شروع کیا، ان پر نہ کوئی موکل اور نہ ہی کوئی اور اینچ تھی، اللہ تعالیٰ کے عشق سے خود بخود اس میں گرتے تھے، اس واسطے کہ کڑوے کا میٹھا کردینا یہ اسی کی قدرت ہے، غرض جب لوگ اس طرح دھڑا دھڑ آگ میں چھلانگیں مار رہے تھے، تو نوبت باینجا رسید ؎

تا چناں شد کاں عوانان خلق را | منع می کردند، کآتش درمیا

وہ ظالم بادشاہ سب کو منع کرتا تھا کہ آگ میں نہ آؤ۔

رو بآتش کرد شہ کائے تند خو | آں جہاں سوز طبیعی خوئے تو
چون نمی سوزی چہ شد خاصیت | یا نہ بخت ما دگر شد نیتت
مے نہ بخشائے تو ہر آتش پرست | آنکہ نہ پرستند ترا او چوں برست

غرض اس یہودنے براہ عتاب آتش کی طرف متوجہ ہوکر کہا اے تندخو! تیری وہ ذاتی تندخوئی اور جہاں سوزی کیا ہوئی؟ تو ان کو کیوں نہیں جلاتی، تیری خاصیت کیا ہوئی؟ یا تو ہماری قسمت بگڑ گئی، کہ تو اپنی اصلیت سے بدل گئی۔ جو تیری پرستش کرتے ہیں ان پر تو رحم نہیں کرتی، لیکن جو تیری پرستش نہیں کرتے، ان کو کیسے چھوڑ دیتی ہے۔

گفت آتش من ہمام آتشم | اندر آ تو تا بہ بینی تابشم
طبع من دیگر نہ گشت و عنصرم | تیغ حقم ہم بدستوری برم

آگ نے جواب میں کہا کہ میں تو وہی آگ ہوں، تو اندر آ اور دیکھ مجھ میں تپک ہے یا نہیں، میری طبیعت بدلی ہے نہ میرا عنصر، میں تو وہی حق کی تیغ شمشیر ہوں، مگر کاٹتی اس وقت ہوں جبکہ حکم باریتعالیٰ

ہوتا ہے۔

غرض یہ تھی حقیقی اور سچے موحد جنھوں نے اپنی جانیں قربان کردیں اور ہزارہا طرح کی تکالیف مصائب بھی برداشت کیں، مگر کلمہ شرک زبان پر نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسی آزمائش کے وقت استقامت بخشے، آمین

ای آدمی بے خبر آخر زدنیا می روی ‌ ‌ ہرچند داری سیم و زر آخر زدنیا میروی

جانت زتن بیروں شود حال تو دگرگوں شود ‌ ‌ عمرت بود صد یا نود آخر زدنیا میروی

اسپ ہوس راتاختی قصر عمارت ساختی! ‌ ‌ سررا بناز افراختی آخر زدنیا میروی

درخواب و خور ہمدم شدی از مال و زر خرم شدی ‌ ‌ در فکر دین کم کم شدی آخر زدنیا میروی

توجوانے آدمی کیں چوں زمردن بے غمی ‌ ‌ داری لباس ماتمی آخر زدنیا میروی

شاہاں کہ بودند سالہا با خود ببردند مالہا ‌ ‌ گشتند ابتر حالہا آخر زدنیا میروی

مردم بشل کاروان بستہ ہمہ بار گراں ‌ ‌ کس گاہ و کس بیگاہ رواں آخر زدنیا میروی

گر عمر نوحؑ و خضرؑ را یابی ز الطاف خدا ‌ ‌ از نغمہ صور فنا آخر زدنیا میروی

صبر و قناعت پیشہ کن تخم کرم در بیشہ کن

از رفتگاں اندیشہ کن آخر زدنیا میروی

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ خواند

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَبُّ تَعَالٰى شَانُهٗ ‌ ‌ اَضْحَى الضُّحٰى بُرْهَانُهٗ

اَعْلَى الْعُلٰى سُلْطَانُهٗ ‌ ‌ سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ

اَعْلَى الْاَعَالِيْ ظَاهِرٌ ‌ ‌ مَوْلَى الْمَوَالِيْ بَاهِرٌ

مِنْ کُلِّ شِبْہٍ ظَاھِرٌ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ
حَرَقَ الْقُلُوْبَ بِعِشْقِہٖ وَجَلَ الصُّدُوْرُ بِطَلَبِہٖ
فَقَدَ الْعُقُوْلُ بِوَھْلِہٖ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ
سُبْحَانَ جَلَّ جَلَالُہٗ لِلْکُلِّ عَمَّ نَوَالُہٗ
فَوْقَ الْفُھُوْمِ کَمَالُہٗ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ
سُبْحَانَ مَنْ ھُوَ وَحْدَہٗ اِخْتَارَ اَحْمَدَ عَبْدَہٗ
صِدْقٌ حَقِیْقٌ وَعْدَہٗ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ
صَلُّوْا عَلٰی مَحْبُوْبِہٖ خَیْرِ الرُّسُلِ مَطْلُوْبِہٖ
نُوْرِ الْھُدٰی مَقْصُوْدِہٖ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ
بَعْدَ النَّبِیِّ خَیْرُ الْبَشَرْ صِھْرُ الرَّسُوْلِ اَبُوْبَکْرْ
اَعْطَاہُ مَوْلَاہُ الْقَدَرْ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ
وَمِنَ الصَّحَابَۃِ اَعْدَلُ عُمَرُ النَّقِیُّ الْاَکْمَلُ
مِنْ فَضْلِ رَبِّہٖ اَفْضَلُ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

عُثْمَانُ ذُوالْحِلْمِ الْحَیَا حَافِظُ الْاٰیٰتِ الْھُدٰی
اِخْتَارَہٗ رَبُّ الْعُلٰی سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

ثُمَّ الْعَلِیُّ الْمُرْتَضٰی اِبْنُ لِعَمِّ الْمُصْطَفٰی
اَدْرَکَ مِنَ اللّٰہِ الْھُدٰی سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

اَلْفَاطِمَۃُ کَبِدُ النَّبِیِّ خَیْرُ النِّسَآءِ نُوْرُ بِھِیْ
بِضْعُ النَّبِیِّ الْاَبْطَحِیْ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

حَسَنٌ حُسَیْنٌ سُرُوْرُہٗ بَصَرُ الْعُیُوْنِ وَنُوْرُہٗ
سِبْطًا النَّبِیِّ وَظُھُوْرُہٗ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

عَمَّاہُ ذُو الْمَجْدِ الْکَرَمْ عَبَّاسُ حَمْزَۃُ مُحْتَرَمْ
یَا رَبِّ فَارْحَمْ جَمْعَھُمْ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

رِضْوَانُ رَبِّ مُحَمَّدٍ عَنْ اٰلِ صَحْبِ مُحَمَّدٍ
عَنْ کُلِّ حِزْبِ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

اَلْمُحْیِیْ دِیْنِ الْمُصْطَفٰی[۱] اَلشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ[۲]

اَلْمُرْشِدُ لِجَمِيْعِ الْوَرٰى سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ

چھٹا وعظ دربیان معرفت توحید حق تعالیٰ

حضرات:۔ یہ آیت قرآن مجید کی باقی آیات سے نسبتاً بڑی ہے، اور اس کی فضیلت و بزرگی میں تمام کتب احادیث و تفاسیر معمور اور بھرپور ہیں، ادنےٰ یہ کہ جو شخص اس کو ایک دفعہ رات کو سونے کے وقت معہ چار قل کے پڑھ لیا کرے، وہ متوحش اور پریشان خوابوں سے امن میں رہے گا۔ غرض اس کا ورد رکھنے والا جمیع بلیات سے محفوظ اور جن و شیاطین کے خوف و خطرے مصئون رہے گا۔ ہر نماز فرض کے بعد اسکو ایک دفعہ پڑھنے سے ثواب عظیم اور اجر جمیل ملتا ہے۔

اب میں اس آیت کریمہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرتا ہوں، ذرا کان لگا کر سنئے کہ اس آیت کریمہ میں اتنی بڑی خوبی کیا ہے، جو اُسے تمام قرآن مجید کی آیات سے فوقیت دی جاتی ہے،

حضرات: ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ہستی اور ذات وصفات کی تعلیم و تفہیم کے وقت دونوں فریق عقلاء و عوام کا لحاظ فرمایا یعنی افہام عوام کے لئے تشبیہ سے کام لیا۔ جیسا کہ اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یعنی اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے، یگانہ ہے کوئی اس کا شریک و نظیر نہیں اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور وہ خود اپنی ذات سے آپ موجود اور قائم ہے۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ اس کے اندر ارواح یا اجسام ہیں ذرہ ذرہ کا وہی مالک ہے، وہی خالق ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اس کا جلال اور ہیبت اس درجہ پر ہے، کہ تمام جن و بشر اور مقرب فرشتے بھی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے، بلکہ کسی کے لئے بطور سفارش کچھ نہیں کہہ سکتے، جب تک اللہ خود کلام کی اجازت نہ دے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ اور اس کو ذرہ ذرہ کا علم ہے تمام چیزیں کھلی یا چھپی، چھوٹی یا بڑی، اگلی یا پچھلی سب جانتا ہے، اس کی قدرت اور اس کا تصرف سب کو محیط ہے، ان سب کو جاننا اور سب پر تصرف کرنا اور سب کو قائم رکھنا ہرگز اسکو بھاری نہیں وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور یہ نہیں گھیر سکتے اس کے علم سے کچھ مگر وہ جو چاہے، گنجایش ہے، اس کی کرسی میں آسمان اور زمین کی وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا اور نہ ہی یہ کہ جب وہ ایک طرف کے کام پر متوجہ ہے، تو دوسری طرف کے کام پر متوجہ ہونے سے دوسری طرف کے کام میں کچھ غفلت آجائے وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وہ علی ہے یعنی ایسا عالی شان ہے کہ وہم و خیال بھی اُڑ کر اسکی بلندی شان کو نہیں پا سکتا، اور عظیم ہے، یعنی اسقدر بڑا کہ تمام عقلیں مل کر اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور فہم و ادراک کی رسائی بالکل قاصر ہے۔ جیسا کہ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد ۔۔۔ نہ فکرت بغور صفاتش رسد

تواں در بلاغت بسحباں رسید ۔۔۔ نہ در کنہ بے چوں سبحاں رسید

کہ خاصاں دریں راہ فرس راندہ اند ۔۔۔ بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند

خلاصہ: یہ کہ اسکی ہستی کی حقیقت کوئی شخص بجز نور ایمان کے معلوم نہیں کر سکتا۔ اور جن کو نور ایمان حاصل ہے، وہی اسکی توحید کے قائل اور مقر ہیں۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کو بنیاد اسلام میں داخل فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ

شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ (متفق علیہ) یعنی بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام پانچ چیزوں پر بنایا گیا ہے، اول اس بات کی گواہی دینی کہ سوائے اللہ کے کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ دوم نماز کا قائم کرنا، سوم زکوٰۃ دینا، چہارم حج کرنا، پنجم رمضان کے روزے رکھنا۔

حضرات:۔ ہر چیز کی ایک بنیاد اور جڑ ہوتی ہے، جس پر وہ چیز قائم ہوتی ہے، اگر وہ بنیاد اور جڑ نہ ہو، تو وہ چیز قائم نہیں رہ سکتی، مثلاً مکان کی بنیاد زمین پر اور چھت کی بنیاد دیواروں اور ستونوں پر ہوتی ہے، اسی طرح دین اسلام کی بنیاد اور جڑ بھی پانچ چیزیں ہیں۔ گویا اسلام انھیں پانچ چیزوں پر قائم ہے، اور یہی دین کے اصل الاصول ہیں۔

ہاں: میں ایک بات بھول گیا، وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں لفظ شہادت تشریح طلب ہے جس کے سمجھنے کے بغیر عوام الناس مستفید نہیں ہو سکتے، لہٰذا اسکی شرح کی جاتی ہے۔

میرے بھائیو! شہادت کہنے میں وہ گواہی ہوتی ہے، کہ جو بات آدمی کے نزدیک یقین کامل سے بے شک شبہ ثابت ہو، اگر وہ اسکی خبر دے، تو وہ گواہ سچا ہے، اگر اس کے نزدیک وہ بات یقین کامل سے ثابت نہ ہو، اگر وہ اس کی دیدے، تو وہ گواہ جھوٹا ہے، اگرچہ وہ بات حقیقت میں سچی ہی ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ (سورۂ منافقون) یعنی ہم گواہی دیتے ہیں، البتہ تم پیغمبر برحق ہو، (مگر دل سے اس بات پر یقین نہیں لاتے تھے) اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ یعنی اللہ جانتا ہے، کہ اے پیغمبر تو اس کا پیغمبر ہے، مگر وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ یعنی اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق البتہ جھوٹے ہیں، اس لئے زبان سے یہ بات کہتے ہیں، اور ان کو اس کا یقین کامل نہیں ہے۔

مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے، کہ جب آدمی کے نزدیک یقین کامل سے ثابت ہو جائے گا، تو زبان سے بھی اقرار کرے، کہ اللہ تعالیٰ ہی بندگی کے لائق ہے، اور کوئی نہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول اس کے ہیں۔ تب اس کا زبان سے کہنا سچا ہوگا۔ اور وہ کہنے والا مومن ٹھہرے گا۔ ورنہ نہیں، ہاں اگر گونگا ہو، یا دل میں یقین آنے کے بعد فوراً مرگیا، اور زبان سے کہنے نہ پایا تو اس کا قصور نہیں، کیونکہ امر مجبوری ہے دفع الاشکال

پس۔ توحید کا اول پوست یہ ہے کہ اپنی زبان سے کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرا پوست یہ ہے

کہ قول زبان سے کیا جائے، اور دل میں اس کا انکار نہ ہو۔ اس مضمون کی ذرا اور صاف تشریح کی جاتی ہے تاکہ عوام الناس اسکو بخوبی سمجھ لیں، احوال الاذکیاء وغیرہ میں جو تاریخ کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے، ایک شہور عام حکایت دلچسپ پیرائے میں لکھی ہے، کہ ایک موقعہ پر جب کہ لوگوں کے ایمان کا فیصلہ ہو رہا تھا حضرت آسیہ جھروکے میں بیٹھی ہوئیں فرعون کے ظلم وستم بالخصوص مشاطہ اور اس کے لڑکوں کا علانیہ اقرار اور اُن کے مراتب و درجات اس طرح پر کہ فرشتے ان کی ارواح کے استقبال کو آتے جاتے ہیں معائنہ کررہی تھیں جس سے ان کی تصدیق اور بھی کامل ہوتی گئی۔ پس جب فرعون مردود اس ظلم سے فارغ ہوکر گھر میں آیا تو حضرت آسیہ سے بطریق مفاخرت اس مشاطہ کا حال کہنے لگا۔ حضرت آسیہ نے فرمایا اَلْوَیْلُ لَکَ یَا فِرْعَوْنُ یعنی اے فرعون تجھ کو ویل ہے، اس پر فرعون نے کہا معلوم ہوتا ہے، کہ شاید وہی جنون تجھ کو بھی ہے، جو مشاطہ کو ہوا تھا، تب حضرت آسیہ نے فرمایا کہ میں دیوانی تو نہیں ہوں، مگر اس موسیٰ علیہ السلام کے دین کی حقیقت اور تیری وضع کا بطلان مجھ پر بخوبی منکشف ہوگیا ہے، اس لئے میں بصدق دل موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر جو واقعی سچا ہے ایمان لائی ہوں، اور صدق دل سے کہتی ہوں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہِ یہ سن کر اس مردود کے تن بدن میں آگ لگ گئی، اور فوراً حضرت آسیہ کے ہاتھ پاؤں میں میخیں گڑوائیں، اور دھوپ میں لٹاکر ایک بڑی چکی کا پاٹ ان کے سینہ پر رکھا تو اس وقت راسخ الاعتقاد حضرت آسیہ درگاہ رب العالمین میں بایں الفاظ مناجات کرنے لگیں، رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یعنی اے رب! میرے لئے ایک گھر بہشت میں بنا اور مجھ کو فرعون اور اس کے عمل سے بچا، اور قوم ظالم سے بچا۔ تب عزرائیل علیہ السلام بحکم باری تعالیٰ تشریف لائے اور ان کی روح پر فتوح کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ مقام علیین میں لے گئے۔

حضرات! یہ تھی سچی توحید کہ اپنی پیاری جان کو بھی نثار کرنے سے دریغ نہ کیا، اور مرتے دم تک اس عقیدے پر قائم رہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ابتلاؤ آزمائش کے وقت استقامت و استقلال بخشے، آمین

ابن آدم گر گدائی در سلیمانی چہ سود	در جہان بے وفا چہ دائم نے مانی چہ سود
بر زبانت یا صمد پیدا و در دل یا صنم	اے بباطن کافر و ظاہر مسلمانی چہ سود
لاف دانش میزنی خود را نمیدانی چرا	دعوی دل میکنی و غافل از جانی چہ سود
نفس را حلوای شیرین میدہی آن دشمن است	دشمنان را دادن حلوا و بریانی چہ سود
ایکہ تو زیر زمیں در خاک تیرہ خفتنی است	دے کہ تو مغرور بر سنجاب حیوانی چہ سود

کور باط کامرانی مال و ملک و مملکت
این ہمہ در بند جاؤ باغ دلستانی چہ سود
گو زن و فرزند یاران و برادر ھمسم پدر
جز عمل کس ہمراہ است پشیمانی چہ سود
قدر جان و زندگی ہرگز نہ دانستی چرا
در لحد واحسرتا السحال بے دانی چہ سود
ہر سحرگاہ نالہائے زد ہمے مولائے ردم
ابن آدم گر گدائی در سلیمانی چہ سود

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

این جا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواند ——— (دیکھو خطبۂ ثانیہ نمبر ا یا نمبر ۲)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَمِدْتُ اللّٰهَ حَمْدًا لَّا فَنَاهُ
وَحَدُّ الْحَمْدِ لَا يَعْلَمُ سِوَاهُ
لَهٗ اَسْمَاءُ صِفَاتٌ قَدْ تَعَالَتْ
وَجَلَّتْ وَانْجَلَتْ فَاطْلُبْ رِضَاهُ
حَلِيْمٌ حَاكِمٌ مُّخْتَارُ فِعْلٍ
عَمِيْمٌ فَيْضُهٗ عَامٌ عَطَاهُ
رَءُوْفٌ رَّازِقٌ لِّلْخَلْقِ رَبٌّ
سَمِيْعٌ عَالِمٌ دَائِمٌ بَقَاهُ
وَحَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَلَا يَفُوْتُ
عَدِيْمُ الْمِثْلِ لَمْ يَخْلُقْ سِوَاهُ

وَسَتَّارٌ وَغَفَّارٌ نَزِیْہٌ بَرِیٌّ بَارِیٌّ بَرٌّ اِلٰہٗ

وَجَبَّارٌ وَقَہَّارٌ وَغَنِیٌّ قَوِیٌّ قَادِرٌ فَاخْذُ بَلَاہٗ

وَمَوْلَانَا بَلَا کُفُوٍّ وَّزَوْجٍ قَدِیْمٌ لَا ابْتِدَآءَ وَلَا اِنْتِہَاہٗ

نُصَلِّیْ ثُمَّ بَعْدَ الْحَمْدِ صِدْقًا عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُصْطَفَاہٗ

اِمَامُ الْاَنْبِیَآءِ حَبِیْبُ رَبٍّ شَفِیْقٌ مُّشْفِقٌ حَقٌّ ھُدَاہٗ

رَسُوْلُ اللّٰہِ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْکُلِّ اِلٰی جِنٍّ وَّاِنْسٍ مَّا سِوَاہٗ

مُحَمَّدٌ مِیْمُہٗ مَوْتٌ لِّکُفْرٍ حَیٰوۃُ الْقَلْبِ الْمُؤْمِنِ حَاہٗ

وَثَانِیْ مِیْمُہٗ مَوْجُ الْمَوَاہِبِ وَدَالٌ خَیْرُ دَالٍ لَّا اشْتِبَاہٗ

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ مَلَاذُ اُمَّۃٍ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ تَبَّتْ یَدَاہٗ

فَاٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یَقِیْنًا فَنَوِّرْ سِرَّنَا زِدْنَا صَفَاہٗ

عَلَی الْاَصْحٰبِ ثُمَّ الْاٰلِ جَمْعًا صَلٰوۃٌ بَرَکَۃٌ رَحْمَۃٌ رِضَاہٗ

اَبِیْ بَکْرٍ خُصُوْصًا ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَعُثْمَانُ عَلِیُّ مُرْتَضَاہٗ

وَعَمَّیْہِ وَسِبْطَیْہِ وَبِنْتَیْہِ بَتُوْلٍ فَاطِمَۃٌ اُمِّیْ فِدَاہٗ

عَلَی السِّتِّ ابْنُوا قِیْ ثُمَّ سَلِّمْ فَیَا رَبِّیْ اَجِبْ عَبْدًا دُعَاہٗ

فَیَا اِخْوَۃُ عَلِمْتُمْ اَنَّ دُنْیَا ہَلَاکٌ مُّہْلِکٌ دَارُ فَنَاہٗ

فَلَا تَہْوُوْا اِلَیْہَا بَلْ دَعُوْہَا وَرَبَّکُمْ اتَّقُوْا حَقَّ التُّقَاۃٗ

وَتُوْبُوْا وَاذْکُرُوْا ذِکْرًا کَثِیْرًا بِصُبْحٍ ثُمَّ ظُہْرٍ فَالْمَسَاۃٗ

لَعَلَّ اللّٰہُ یُنْجِیْنَا جَحِیْمًا وَّیُؤْوِیْنَا جِنَانًا بِارْتِضَاۃٗ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ ہُوَ

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اَلْمَلِکُ

الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُہَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ

الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ ہُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

ساتواں وعظ در بیان تردید شرک

حضرات:۔ یہ آیات متبرکہ سورۂ حشر کے اخیر میں ہیں، ان میں ذات باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ذکر پایا جاتا ہے، جسکی مختصر تشریح اس وعظ میں کی جائے گی،

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ جب تک اسمائے حسنیٰ کی پوری پوری تشریح اور مطلب نہ سمجھوگے، تب تک توحید باری تعالیٰ کا صحیح نقشہ نہیں کھینچ سکوگے، اور نہ ہی مومن کامل بن سکوگے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے هوالله الذی لاالٰه الاھو یعنی وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، عالم الغیب والشھادۃ جاننے والا ہے، غیب حاضر کا۔ ھوالرحمٰن الرحیم وہ نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔ ھوالله الذی لاالٰہ الا ھو وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے الملک القدوس پادشاہ ہے پاک ذات ہے السلام المومن المھیمن عیب سے پاک ہے امن دینے والا نگہبان ہے، العزیز الجبار المتکبر زبردست ہے جبّار ہے، کبریائی والا ہے سبحان الله عما یشرکون پاک ہے ان کے شریک ٹھہرانے سے ھوالخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ وہ اللہ ہے پیدا کرنے والا، موجد، صورتیں بنانے والا، سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ یسبح لہ مافی السمٰوٰت والارض اسی کے لئے تسبیح پڑھتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وھوالعزیز الحکیم اور وہی ہے زبردست، حکمت والا۔

خدا وحدہٗ کا نہیں ہے نظیراً — وہی ہے علیٰ کل شئے قدیراً
جو کچھ کام کرتے ہو پوشیدہ یاں تم — وہ سب جانتا ہے سمیع خبیراً
وہی مالک الملک لاریب وشک ہے — جسے چاہے کردے غنی وفقیراً

مسلمانو! مشرکین مکہ کو اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح کے خیال تھے، چنانچہ بعض کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کا حال معلوم نہیں ہوتا جب تک کوئی بیچ کا ذریعہ اس کے یہاں سفارش نہ کرے، جیسے مخلوقات آپس میں ایک دوسرے کے لئے سفارش کرتی ہیں۔ بعض کہتے تھے کہ وہ بندوں کی عرضداشت کا جواب نہیں دیتا جب تک درمیانی ان کی حاجات کو پیش نہ کریں۔ پس ان ہی وجوہات سے شرک ایسا گناہ ٹھہرایا گیا جس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ تمام گناہوں کی مغفرت تو ہوسکتی ہے مگر شرک نہیں بخشا جائیگا حقیقت میں اگر بنظر غور وانصاف دیکھا جائے تو شرک ہرگز قابل عفو نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر شامت نفس سے کوئی قصور ہوگیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ جو غفور رحیم ہے ضرور بضرور درگزر فرمایا لیکن یہاں تو یہ غضب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ساجھی اور شریک ٹھہرا دیا۔ اور ہیئت کی شان ہرگز اسکی مقتضی نہیں جو اپنا

ساجھی اور شریک تجویز کرے یا ایسے شخص کے عقائد افعال و اقوال سے درگذر کرے جس نے ساجھی بنا رکھا۔
حضرات :۔ قرآن و احادیث سے دو طرح کی توحید ثابت ہوتی ہے، ایک لا معبود الا اللہ دوسری لا مقصود الا اللہ پس پہلی قسم یعنی لا معبود الا اللہ کا ثبوت قرآن مجید میں پایا جاتا ہے، چنانچہ سورۂ یوسف میں ارشاد ہوتا ہے یاصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار (یعنی یوسف علیہ السلام قیدیوں کو وعظ و نصیحت فرماتے) اے جیلخانہ کے رفیقو! بھلا سمجھو تم کہ تم جو طرح طرح کے اور جدا جدا خدا رکھتے ہو یعنی کوئی تو سونے کا ہے، کوئی چاندی کا، کوئی لوہے کا، کوئی پتھر کا، کوئی بڑا اور کوئی چھوٹا، آیا ان سب کا ماننا اچھا ہے، یا ایک زبردست خدائے تعالےٰ کا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ یعنی تم لوگ اللہ کے سوا کچھ نہیں پوجتے مگر ناموں کو، جو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے گھڑ رکھے ہیں۔ یعنی جو تمہارے بڑوں نے کئی نام مقرر کر رکھے ہیں وہ نرے نام ہی نام ہیں۔ لیکن درحقیقت کچھ بھی نہیں، اور نہ اللہ نے ان کے پوجنے کی کوئی سند آتاری ہے، ان الحکم الا للہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی حکومت نہیں۔ یعنی کسی کی بندگی کو نہیں فرمایا بلکہ امر الا تعبدوا الا ایاہ یعنی اس نے فرمایا کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اللہ کے کہ سب کا پیدا کرنے والا ہے ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی یہی دین (یعنی اسکی عبادت و پرستش کرنا) مضبوط اور سیدھا ہے، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے، اور نہ جاننے سے خراب ہیں۔

مسلمانو! یہی توحید ہے، جس کے اخلال و نقصان سے انسان کافر و مشرک ہو جاتا ہے، جہنم میں ابد الآباد رہنا پڑتا ہے، کیونکہ یہ کسی طرح معاف نہیں ہوتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ یہ تو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک گردانا جائے اور اس کے سوائے جسے چاہے بخشدے وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا یعنی اور جو اللہ کا شریک گردانے تو وہ دور بھٹک گیا بیشک۔

اور سنو اللہ تعالیٰ سورۂ حج میں ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ ط یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرے گویا وہ آسمان سے منہ کے بل گرا، پھر پرندے اسکو اچک لے جاتے ہیں، یعنی ہلاک ہو جاتا ہے، یا ہوا میں اسکو کسی دوسری جگہ میں لے جا کر ڈال دیتی ہے، یعنی رحمت خدا سے دور ہو جاتا ہے دیکھئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حکم کی کس زور شور سے تاکید فرماتے ہیں جیسا کہ متعدد احادیث میں پایا جاتا ہے۔ منجملہ ان کے ایک حدیث بیان کرتا ہوں، وہ یہ ہے، وعن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اوصانی خلیلی صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لا تشرک وان قتلت او حرقت (رواہ البخاری) یعنی صحیح بخاری میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی تم کو قتل کرے یا آگ میں جلائے تو بھی شرک نہ کرنا۔

مسلمانو! شرک واقعی نہایت بڑا گناہ ہے، کہ جس کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر بھیجے، اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس شرک سے محفوظ رہنے کی توفیق بخشے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

عزیزو عالم فانی میں جب اپنا گذر ہوگا ۔۔۔ نکل اس ملک سے زیر زمیں جنگل میں گھر ہوگا
اندھیرا تنگ وہ گھر ہے نہ تکیہ اور نہ بستر ہے ۔۔۔ مکان پر خطر ہوگا نہ آنگن اور نہ در ہوگا
مجھے ہے خوف اس دن کا نہ جانے کون سا دن ہو ۔۔۔ کہ جس دن یہ زمین و آسماں زیر و زبر ہوگا
نہ جانیں ہم کسی کو اور نہ کوئی ہم کو بھی جانے ۔۔۔ نہ کچھ پہچان حاکم سے کہو کیونکر گذر ہوگا

اب رہی توحید کی دوسری قسم **لا مقصود الا اللہ** پس اس کے معنی کا ثبوت اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کو شرک اصغر فرمایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ریا میں غیر اللہ معبود نہیں ہوتا۔ البتہ مقصود ضرور ہوتا ہے۔ جب غیر اللہ کا مقصود ہونا شرک ٹھیرا، تو توحید جو مقابل شرک ہے، اسکی حقیقت یہ ٹھہرے گی کہ اللہ ہی مقصود ہو، غیر اللہ بالکل مقصود نہ ہو، چنانچہ حدیث شریف میں محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی خوفناک چیز جس سے میں تم پر اندیشہ کرتا ہوں، شرک اصغر ہے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شرک اصغر کیا ہے، آپ نے فرمایا۔ ریا (رواہ احمد)

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی جن کے خاندان کے طفیل ہندوستان میں علم احادیث رائج ہوا اپنی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ ریا شرک کی ایک پوشیدہ شاخ ہے، بلکہ شرک سے بھی دو وجہ سے باعث قوی تر ہے، اول ریاکار لوگوں کو خدا سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، دوم شرک محض طاعت میں کرتا ہے کہ توحید اور اخلاص کا مقام ہے، نہ استعانت اور استمداد میں کہ دنیا کے کاموں سے متعلق ہیں، پس حقیقت میں وہ کفر کی سخت قسموں سے ہے۔

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ جندب بن ظہیر وامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عمل تو برائے خدا اور لوجہ اللہ تعالیٰ کرتا ہوں لیکن اس پر کسی کا مطلع ہونا مجھ کو خوش دل بنا دیتا ہے۔ یہ سنکر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ایسے عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں کوئی دوسرا شریک ہو جائے۔ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا یعنی جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی امید ہو، تو چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

مسلمانو! ریا کی بڑی موٹی تعریف یہ ہے کہ جو نیک کام لوگوں کو دکھائے اور محض ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے، اس کو ریا کہتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ اگر کوئی شخص کسی نیک کام کو ترویج و تعلیم کی غرض سے لوگوں کو دکھا کر کرے، تو یہ ریا نہیں، کیونکہ الاعمال و بالنیات مشہور حدیث موجود ہے۔

غرض ریا کی آفات عظیم ہیں، ان سے بچنے کے لئے بہت ہی اہتمام کرنا چاہیئے۔ مگر یہ یاد رہے کہ شیطان کے اغوا اور اعمال صالحہ کے ترک کرانے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ نیک اعمال میں وہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اس عمل کو نہ کرو، یہ ریا ہو جائے گی۔ اس صورت میں اسکو جواب دینا چاہیئے کہ ریا اس وقت ہو سکتی ہے، جب ہمارا قصد ہی یہی ہو، کہ مخلوق کو دکھائیں اور وہ خوش ہوں، اور ہم کو اس خیال سے حظ ہو پس جس حالت میں ہم اسکو برا سمجھ رہے ہیں، اور رفع کرنا چاہتے ہیں، خواہ رفع ہو یا نہ ہو، تو یہ ریا کہاں سے ہے، یہ جواب دے کر اعمال صالحہ میں مشغول ہونا چاہیئے۔ اور وساوس و خطرات کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ دو چار مرتبہ کسی قدر وسوسہ آئے گا، پھر شیطان جھک مار کر خود ہی رفع ہو جائے گا۔

حضرات:۔ اگر ریا و نمود سے دنیا میں کچھ فائدہ ہو گیا تو کیا ہوا۔ مطلب تو یہ ہے کہ کسی طرح عاقبت بخیر ہو۔ وہاں حیلے بہانے کچھ کام نہ دیں گے، کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ کرسی عدالت پر جلوہ گر ہو گا، اور ہر ایک اعضا سے انکار کے وقت سوال کرے گا، تو معلوم نہیں کہ اس وقت کیا راز پنہاں عیاں ہوں گے، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس سانحہ کو اپنی مثنوی معنوی میں یوں بیان فرماتے ہیں ؎

روز محشر ہر نہاں پیدا شود ہم زخود ہر مجرمے رسوا شود
دست و پا بدہد گواہی با بیاں بر فساد او بہ پیش مستعاں
دست گوید من چنیں دزدیدہ ام لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام
پا بگوید من شدستم تا منے فرج گوید من بکردستم زنے

اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس دن کی رسوائی سے محفوظ رکھے، اور اعمال حسنہ کی توفیق بخشے آمین۔ ثم آمین۔

حیف تو سوتا رہے ہر صبح اور وقت اذاں مرغ و ماہی سب اٹھیں یاد خدا کے واسطے

شمع اعمال نکو روشن تو کر ہمراہ لے
گنج قبر تنگ و تیرہ کی ضیا کے واسطے

پڑھ کے تو قرآن کو کچھ جمع کر لے اب ثواب
قبر پر کون آئے گا پھر فاتحہ کے واسطے

دست دیا کام و زبان و چشم و گوش اور نقد مال
چاہیئے سمجھو کہ ہیں شکر خدا کے واسطے

شکر کے معنی ہیں یہ ہو ان سے محتاجوں کو نفع
مت سمجھ اپنی ہی حاجت روا کے واسطے

تجھ سے جبتک ہو سکے ہو رنج کا ان کے شریک
یعنی کر سامان راحت اقربا کے واسطے

نارضامندی خدا کی جس میں ہو ہرگز نہ کر!
کام جو کرنا ہے کر، اس کی رضا کے واسطے

مت چھپا حق کو نہ کر ناحق کہ حق راضی رہے
سچ تو ہے کیوں جھوٹ بولیں آشنا کے واسطے

کام دوزخ کے لئے، جنت کا ہے امیدوار
قصر جنت تو بنا ہے پارسا کے واسطے

حق کی نافرمانیوں سے باز آ تو باز آ!
آگ دوزخ کی بھڑکتی ہے سزا کے واسطے

اے خدا ہو عاقبت ہر ایک مومن کی بخیر!
دونوں ہاتھوں کو اٹھاتا ہوں دعا کے واسطے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

(اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۵

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ

اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا
ھَادِیَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا
شَرِیْکَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعَنَا
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا
بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ
وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی ط نَسْاَلُ اللّٰہَ رَبَّنَا اَنْ یَّجْعَلَنَا
مَنْ یُّطِیْعُہٗ وَیُطِیْعُ رَسُوْلَہٗ وَیَتَّبِعُ رِضْوَانَہٗ وَیَجْتَنِبُ
سَخَطَہٗ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا عَرَضٌ حَاضِرٌ یَّاْکُلُ مِنْھَا الْبَرُّ وَ
الْفَاجِرُ اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَۃَ اَجَلٌ صَادِقٌ یَّقْضِیْ فِیْھَا مَلِکٌ
قَادِرٌ اَلَا وَاِنَّ الْخَیْرَ کُلَّہٗ بِحَذَافِیْرِہٖ فِی الْجَنَّۃِ اَلَا وَاِنَّ الشَّرَّ کُلَّہٗ
بِحَذَافِیْرِہٖ فِی النَّارِ ط اَلَا فَاعْلَمُوْا وَاَنْتُمْ مِنَ اللّٰہِ عَلٰی حَذَرٍ وَّ
اعْلَمُوْا اَنَّکُمْ مَعْرُوْضُوْنَ عَلٰٓی اَعْمَالِکُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ط وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ

شَرًّا تَرَہٗ ط اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عُرَاۃً غُرْلًا کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ ٥ ثُمَّ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ یُّکْسٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِبْرَاھِیْمُ ط اَلَا اِنَّہٗ یُجَاۤءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِیْ فَیُؤْخَذُ بِھِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ فَیُقَالُ اِنَّ ھٰۤؤُلَاۤءِ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰۤی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ

اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

آٹھواں وعظ در حکم ریش و موئے لب وغیرہ!

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے:۔
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ یعنی اے میرے حبیب! آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتے ہو فَاتَّبِعُوْنِیْ تو میری پیروی کرو۔ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

شانِ نزول اس آیت کا شان نزول یہ ہے، جو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حسن بصری سے روایت کی ہے، کہ بعض قوموں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اپنے رب سے محبت رکھتے ہیں، اس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی۔ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اس کے جواب میں انکو کہہ دے کہ تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اس صورت میں اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

مسلمانو! محبت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کے راضی کرنے کی انسان کوشش کرتا ہے، پس جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کا یہ قول اس صورت میں سچا سمجھا جائے گا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ میری رضامندی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میرے رسول کی پیروی کرو۔

پس یہاں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع نہیں کرتے، وہ سراسر جھوٹے اور غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت بغیر اطاعت رسول مقبول کے ہرگز قابل اعتبار نہیں، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بغیر ان کی پیروی و طاعت کے ہرگز قابل اعتبار نہ ہوگی۔ اس لئے محبت کا مقتضا یہ ہے کہ اپنے محبوب کی اطاعت کرے، اب سنئیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں، اور آپ کے نام لیوا

اس فرمان کی کیا قدر کرتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قُصُّوا الشَّارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی (متفق علیہ) یعنی بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ مونچھیں کترأو اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔

مسلمانو:۔ ذرا کان کھول کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں حکم صیغۂ امر سے ارشاد فرمائے۔ اور امر حقیقۃ وجوب کے لئے ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ دونوں حکم واجب ہیں۔ اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے پس ڈاڑھی کٹانا مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہوئے،

اور سنو:۔ صحیح ترمذی اور نسائی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی لبیں نہ کٹائے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔

پس جب ڈاڑھی کٹانے اور مونچھیں بڑھانے کا گناہ ہونا ثابت ہوگیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اسکو پسند کرتے ہیں اور ڈاڑھی بنانے کو عیب جانتے ہیں بلکہ ڈاڑھی والوں پر ہنستے اور ان کی ہجو کرتے ہیں ایسے مسلمانوں کا ایمان سلامت رہنا امر محال ہے، لہٰذا ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان ونکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت اللہ و رسول کے حکم کے موافق بنائیں۔

صاحبو! عقل بھی کہتی ہے کہ ڈاڑھی مردوں کے لئے ایسی ہے جیسے عورتوں کے لئے سر کے بال کہ دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورت کا سر منڈانا بدصورتی میں داخل ہے تو مردوں کا ڈاڑھی منڈانا خوبصورتی کیسی ہے۔ کچھ بھی نہیں محض رواج اور بے علمی نے بصیرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! ترک بھی تو ڈاڑھی منڈاتے ہیں۔ ہم ان ترک بھائیوں کی تقلید کرتے ہیں۔ ان کا وہی جواب مشہور ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو حجت نہیں ہوسکتا ہے، جو منڈاتا ہے برا کرتا ہے، خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ شریعت نے کسی قوم اور کسی فرقہ کو مخصوص نہیں کیا۔ یہ تو محض فضول حجت ہے، مثل مشہور ہے کہ "خوئے بدرا بہانہ بسیار"

بعض لوگ اپنے تئیں کم عمر ظاہر کرنے کو ڈاڑھی منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں کمال حاصل کرنا موجب عار ہے، یہ بھی ایک لغو خیال ہے، عمر تو عطیہ خداوندی ہے، جتنی زیادہ ہو، اتنا ہی اس کا چھپانا یہ بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے اور بڑی عمر میں کمال حاصل کرنا زیادہ کمال کی بات ہے، کہ بڑا ہی شوقین ہے، جو اس عمر میں کمال دھن میں لگا رہتا ہے، اگرچہ بے عقلوں کے نزدیک موجب عار ہے تو بہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا بھی موجب عار ہے، تو (نعوذ باللہ) کیا اسلام کو بھی جواب دے بیٹھو گے؟ پس جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مذہب اسلام کو ترک نہیں کرسکتے، تو فساق کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جائے

رکھنے سب شیطانی خیالات ہیں۔ نہایت افسوس یہ ہے کہ جنٹلمین نئی ظلمت والے بالخصوص اور طالب علم عربی خواں بھی بالعموم اس بلا میں مبتلا ہیں۔ عربی خواں طلبہ کی شان میں بجز اس کے اور کیا کہا جائے کہ "چار پائے بروکتابے چند" ان لوگوں پر سب سے زیادہ وبال پڑتا ہے۔ اول تو اوروں سے زیادہ واقف پھر اوروں کو نصیحت کریں اور مسئلے بتائیں مگر وہ خود بدعمل ہوں۔ عالم بے عمل کے حق میں کیا کیا وعیدیں قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی اور جاہل بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل کے اشتہاری مذہب دوسروں کے گمراہ کرنے میں اظہر من الشمس ثابت ہیں ان کی گمراہی کا وبال ان ہی کے برابر ان پر پڑتا ہے کیونکہ جو شخص کسی کے گناہ کا باعث ہوتا ہے، وہ بھی اس کے وبال کا شریک ہے (خسر الدنیا والآخرۃ)

اس موقعہ پر مجھے ایک مسئلہ یاد آگیا ہے، جس کا بیان نہایت ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ نائی کو جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بنائے جو شرعاً ممنوع ہو۔ خواہ ڈاڑھی کا ہو یا سر کا، کیونکہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے، اسکو چاہیئے کہ عذر و انکار کرے۔

الغرض حدیث شریف میں ان داڑھی منڈوں کی سخت مذمت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من طول شاربہ عوقب بالثلاث لم ینل شفاعتی ولم یشرب من حوضی وسلط اللہ تعالی منکرا ونکیرا بالغضب یعنی رسول نے فرمایا کہ جو شخص مونچھیں رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر تین طرح کے عذاب مقرر فرمائے گا۔ اول وہ شخص میری شفاعت سے محروم رہے گا دوسرے حوض کوثر سے پانی نہ پیئے گا، تیسرے اللہ تعالیٰ اس پر منکر و نکیر کو غضب کے ساتھ مقرر فرمائے گا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جو لوگ لمبی مونچھیں رکھتے ہیں، وہ قیامت کے دن جبکہ سب کو سجدہ کرنے کا حکم ہوگا، وہ نہ کر سکیں گے، اس کا سبب یہ ہے کہ اس وقت یہ مونچھیں تیروں کی طرح زمین پر کھڑی ہو جائیں گی جس کے سبب سے سر سجدہ تک نہ پہونچ سکے گا۔ اس وقت اس عذاب کے سبب اہل عرفات کافروں اور ان معذب لمبی مونچھوں والوں میں کچھ فرق نہ کریں گے۔

مسئلہ:۔ کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ اگر کافروں اور مسلمانوں کے مردے ایک ہی جگہ پر خلط ملط ہو جائیں تو ان کی شناخت کا یہ طریقہ ہے کہ ہر ایک مردے کی مونچھوں کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر مونچھیں کٹی ہوئی ہوں تو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔ ورنہ کافروں کی جگہ میں بے غسل و کفن دفن کر دینا چاہیئے (معاذ اللہ)

علاوہ ازیں مجھے اس موقع پر چند ضروری مسائل اور یاد آگئے، جو حجامت کے متعلق ہیں اور جن کا بیان کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ وہ یہ ہیں:۔

ابو داؤد میں عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ سفید بالوں کو نہ اکھاڑو، کیونکہ یہ مسلمانوں کا نور ہے، جس کا بال مسلمانی کی حالت میں سفید ہوا، اللہ تعالیٰ اس سفیدی کے سبب اس کے واسطے نیکی لکھتا ہے۔ اور اس سے اس کے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور اس سے اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ سفید بال ہونے سے مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے، اس طرح کہ ایک بال سفید ہونے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آتا ہے ایک نیکی کا ثواب لکھتا ہے، اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، اور اللہ کے ہاں اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ جوں جوں اس کے بال سفید ہوتے جاتے ہیں، اتنا ہی نور بڑھتا جاتا ہے، اور گناہ معاف ہوتے جاتے ہیں۔

امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطا میں بطریق مالک بروایت یحییٰ بن سعید بن المسیب نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (بڑھاپا) شیب دیکھا اور کہا کہ اے رب! یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وقار ہے، آپ نے کہا رب زدنی وقاراً (یعنی اے اللہ مجھ کو زیادہ وقار دے)

اب یہاں ایک یہ شبہ پیدا ہوتا ہے، کہ شیب وقار اور نور ٹھیرا، تو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں کس وجہ سے شیب نہ ہوا؟ اس کے جواب میں ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں حکمت یہی معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عورتوں سے زیادہ محبت تھی، اور عورتیں بالطبع پیری کو مکروہ جانتی ہیں۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتیں ناپسند کریں۔ (رفع الاشکال)

حضرات:۔ اب میں اس مضمون کے متعلق عورتوں کے لئے نصیحت کرتا ہوں، آپ لوگوں کو لازم ہے کہ اپنی عورتوں کو یہ مسئلہ سمجھا دیں۔ تاکہ آپ کی عورتیں بھی پکی مسلمان ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ بعض عورتیں زیب و زینت کے واسطے اپنے ماتھے کے بال اکھڑواتی ہیں، اور اپنے کو ریت کر چھوٹے چھوٹے الگ کرتی ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدل ڈالنے والی ہیں۔

پس اے مسلمانو! جس کام کے کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو اور تمہاری عورتوں کو منع فرمایا اس سے متنفر رہیں تاکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا پورا پورا نقشہ پایا جاوے جس کے باعث عذاب اخروی سے مخلصی اور بہشت میں درجات حاصل ہوں ؎

سنو تم روز محشر جب کہ قاضی خود خدا ہوگا ۔ حساب نیک و بد ہر اک کا سب اسدن جدا ہوگا
عمل نامہ نے آئیں گے کراماً کاتبین اسدم ۔ عدالت کیلئے میزان قیامت میں کھڑا ہوگا
تیرے اعمال تولیں گے یہ سب نیکی بدی تیری ۔ یقیں جانو نہیں ہرگز تفاوت اک ذرا ہوگا

عمل تیری کے ہو ویں گے ملائک محتسب اسدم ۔۔۔ یہ امر و نہی کا تم نے جو کھایا کچھ مزا ہوگا
گواہی کو یہ بولیں گے سب اعضا جسم کے تیرے ۔۔۔ عمل بس نیک وہ دنیا میں جو تم سے ہوا ہوگا
خدا پھر ایک سے پوچھیگا نہ کیوں تم نے عبادت کی ۔۔۔ وہاں اجر اس کا پاؤ گے جو کچھ تم نے کیا ہوگا
نہیں کی بندگی حق کی نہ مانا حکم پیغمبر ۔۔۔ اسی کے واسطے جانو در دوزخ کھلا ہوگا
جلال قہر ربانی کا اس دم جوش کھاکر کے ۔۔۔ ہزاراں صدمۂ محشر کا اسدن زلزلہ ہوگا
نہ ماں پوچھے گی بیٹے کو نہ باپ اسدم کرے الفت ۔۔۔ تیرے خویش و برادر سب نہ کوئی آشنا ہوگا
کہیں گے انبیا نفسی تزلزل دیکھ کر اسدم ۔۔۔ **محمد** امتی کہہ کر شفاعت کو کھڑا ہوگا
یہ دنیا ہے تماشائے طلسمی اس پہ مت بھولو ۔۔۔ جو آخر موت آئے گی کہو اس دم کیا ہوگا
کہاں تخت سلیمانی سکندر خسرو دارا ۔۔۔ ارم شداد نے یارو بنایا تھا سنا ہوگا
کہاں کاؤس و کسری سکو گنتی میں نہ تھی شوکت ۔۔۔ مگر جسکو سنا ہم نے وہ آخر مرگیا ہوگا
کہاں تخت سلیمانی کہ جسکو ہفت ہے اقلیم ۔۔۔ پڑی ہیں گور میں تنہا جزا ان کو ملا ہوگا
پھنسو مت حرص دنیا میں نہ دولت لے گیا کوئی ۔۔۔ یہاں سے جز کفن بھائی کوئی کیا لے گیا ہوگا
وہ سمجھو گور کی تنگی رہے کوئی نہیں ساتھی ۔۔۔ وہاں ایمان و دیں تیرے دیا ساتھی خدا ہوگا
دھریں گے گور میں تجھ کو کفن دے کرتہ گل میں ۔۔۔ اکیلا چھوڑ کر تجھ کو ہر اک واں سے جدا ہوگا
تب آکر تم سے پوچھیں گے وہاں منکر نکیر اسدم ۔۔۔ کہو من ربک و من دینک تیرا صدق و صفا ہوگا
یہ گرز آتشیں تیرے لگے گا جس گھڑی سر پر ۔۔۔ حشر تک درد و سوزش میں ہمیشہ مبتلا ہوگا
ڈرو حق سے ڈرو حق سے کرو مت مردم آزاری ۔۔۔ حشر تک منتقم اس کا جناب کبریا ہوگا
جو طاعت میں رہے حق کی ڈرے خوف الہی سے ۔۔۔ یقیں جانو اسی کو قصر جنت میں ملا ہوگا

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ
بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ
مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

این جا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (دیکھو خطبۂ ثانیہ اول و دوم)

خُطبَۃُ الاُولیٰ نمبر ۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِرَبٍّ ھُوَشَافٍ لِّسَقِیۡمٍ وَالشُّکۡرُ لِمَنۡ اَرۡحَمُ مِنۡ کُلِّ رَحِیۡمٍ
اَلۡعَالِمُ وَالۡوَاحِدُ وَالۡبَاقِیۡ اَبَدًا وَالۡغَافِرُ الذَّنۡبَ جَدِیۡدٍ وَّقَدِیۡمٍ
اَلظَّاھِرُ وَالۡبَاطِنُ وَالنَّافِعُ حَقًّا اَلرَّازِقُ لِلۡعَبۡدِ اِنۡ کَانَ اَثِیۡمٌ
اَلۡحَاکِمُ وَالنَّافِذُ لِلۡحُکۡمِ سَرِیۡعًا لَامَانِعَ مَا یُوۡصِلُ مِنۡ فَضۡلٍ کَرِیۡمٍ
اَلۡعَالِمُ وَالنَّاظِرُ فِیۡ کُلِّ اَوَانٍ وَالۡحَافِظُ مِنۡ نَارِ سَعِیۡرٍ وَّجَحِیۡمٍ
اَلۡقَابِضُ وَالۡبَاسِطُ وَالرَّافِعُ رَبِّیۡ اَلۡمُحۡیِ لِلۡمَیِّتِ مِنۡ عَظۡمٍ رَمِیۡمٍ
وَاَشۡھَدُ بِاللّٰہِ لَہٗ لَیۡسَ نَظِیۡرٌ اَلۡخَالِقُ لِلۡعِیۡسٰی مِنۡ بَطۡنٍ عَقِیۡمٍ
وَاَشۡھَدُ بِالصَّادِقِ لِلۡخَیۡرِ جَلِیٍّ اَلۡقَاسِمُ لِلۡکَوۡثَرِ مِنۡ کَرَمٍ عَمِیۡمٍ
فَعَلَیۡہِ صَلٰوۃٌ وَّسَلَامٌ بِکَمَالٍ مِنۡ عِنۡدِ ھُوَالۡقَادِرُ مِنۡ غَیۡرِ نَدِیۡمٍ
وَالۡمَلَکُ یُصَلُّوۡنَ عَلٰی اَفۡضَلِ رُسُلٍ وَالنَّاسُ جَمِیۡعُوۡنَ بِاٰدَابٍ عَظِیۡمٍ

وَعَلٰی اَوَّلِ اَصْحٰبِ نَبِیٍّ وَّرَسُوْلٍ ۔ صِدِّیْقٍ رَفِیْقٍ هُوَ فِی الْغَارِ نَدِیْمٌ

وَعَلٰی اَعْدَلِهِمْ نَاطِقٍ بِالْحَقِّ صَوَابًا ۔ مِنْ هَیْبَتِهٖ فَرَّ اِبْلِیْسُ رَجِیْمٌ

وَعَلٰی اَعْلَمِهِمْ جَامِعِ اٰیٰتٍ شَرِیْفَةٍ ۔ عُثْمَانَ قَتِیْلٍ بِیَدِ الْقَوْمِ رَجِیْمٍ

وَعَلٰی زَوْجِ بَتُوْلٍ اَسَدِ اللّٰهِ وَلِیٍّ ۔ وَهُوَ قَامِعُ الْخَیْبَرِ مِنْ فَضْلٍ عَمِیْمٍ

وَعَلٰی قُرَّةِ عَیْنَیْهِ شَهِیْدَیْنِ قَتِیْلَیْنِ ۔ حَسَنَیْنِ سَعِیْدَیْنِ بِجَنّٰتِ نَعِیْمٍ

وَعَلٰی حَمْزَةَ عَبَّاسٍ خِیَارَیْنِ اَمِیْرَیْنِ ۔ عَمَّیْنِ شَرِیْفَیْنِ رَسُوْلٍ وَّکَرِیْمٍ

وَعَلٰی بِنْتِ رَسُوْلٍ زَهْرَاءَ بَتُوْلٍ ۔ لِلْخَلْقِ ضَمِیْنٌ هِیَ فِیْ یَوْمٍ سَهِیْمٍ

وَعَلٰی سَائِرِ مَنْ تَابَعَ الدِّیْنَ حَنِیْفًا

رَحِمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَلَهُمْ فَضْلٌ عَظِیْمٌ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ

لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

نواں وعظ در بیان ریش وموئے لب وناخن وحجامت وغیرہ

حضرات:۔ اللہ تبارک تعالیٰ اس آیت کریمہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا، اور تمہارے گناہ بخش دیگا، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے،

صاحبان: محبت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کے راضی کرنے کی انسان کوشش کرتا ہے، پس جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کا یہ قول اسی صورت میں درست سمجھا جائے گا کہ انھیں اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی کوشش ہو۔ اس لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رضامندی حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ میرے رسول کی پیروی کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مراد یہ ہے کہ قولاً وفعلاً آپ کی فرمانبرداری کی جائے پس قابل غور ہے کہ کسی شخص کی پیروی کا دعویٰ تو کیا جائے، مگر اس کے فرمان پر عمل نہ کیا جائے، تو پھر طاعت اور تابعداری کیا ہوئی۔ دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں، اور آپ کے نام لیوا آپ کے ارشاد کی کہاں تک پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احفوا الشوارب واعفوا اللحی (متفق علیہ) یعنی بخاری ومسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں باریک کرو، اور خوب ترشواؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو، اور بڑھاؤ۔

پس داڑھی منڈانا اور ایک مشت سے کم کرنا، یا کوئی اور صورت اختیار کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خلاف ورزی ہے ؎

خلاف پیمبر کسے راہ گزید — کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

داڑھی منڈانے میں ایک طرح کی مجوس اور مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ بھی مشابہت پائی جاتی ہے، جس کی احادیث میں سخت ممانعت آئی ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصوا الشوارب واعفوا اللحیۃ وخالفوا المجوس۔ یعنی مونچھیں باریک تراشو، اور داڑھیاں بڑھاؤ، مجوس کے خلاف کرو، ایک روایت میں خالفوا المشرکین وارد ہے، جس کے معنی ہیں مشرکوں کی مخالفت کرو۔

حضرات:۔ سنیئے، مونچھیں کٹوانے میں کس قدر ثواب ملتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قص شاربہ اعطاہ اللہ تعالیٰ ادبعتہ الانوار نور فی وجہہ و نور فی قلبہ

ونور فی قبرہٖ ونور فی القیمۃ (مسعودی جلد اول) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مونچھیں چھوٹی رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو چار نور عطا فرمائے گا، ایک نور منہ میں، ایک نور دل، ایک نور قبر میں ایک نور قیامت کے دن۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مومن کی مونچھیں کتری ہوئی ہوں، اور وہ کلمہ شہادت پڑھے تو وہ کلمہ شہادت شہد کی مکھی کی طرح غراں (گونجتا ہوا) ساتوں آسمان کو طے کرکے ساق عرش تک جا پہونچتا ہے، یہاں تک کہ درگاہ رب العلمین سے خطاب ہوتا ہے کہ تو کس واسطے ساکت (چپ) نہیں ہوتا؟ تب وہ کلمہ شریف عرض کرتا ہے کہ میں کس طرح ساکن اور چپ رہوں، جب تک کہ تو میرے پڑھنے والے کو بخش نہ دے اس وقت اللہ جل جلالہٗ حکم فرماتا ہے کہ اچھا ہم نے تیرے پڑھنے والے کو بخش دیا، یہ سنکر کلمہ شہادت ساکت ہوجاتا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی شخص موئے لب دراز رکھے، اور کلمہ شہادت پڑھے تو وہ کلمہ پڑھنے والے کے منھ کے گرد پھرتا ہے، اور باہر نہیں آتا، تب فرشتگان کاتب اعمال سے کہتے ہیں کہ تو منہ سے کیوں باہر نہیں آتا، تب کلمہ شریف جواب دیتا ہے کہ یہ پردہ پلید یعنی دونوں دراز مونچھیں میری راہ میں ہیں، کسطرح نکلوں۔

آج کل یہ فیشن ہوگیا ہے کہ اگر داڑھی نہ رکھیں تو بالکل چٹ ہی کرائیں، اگر رکھیں تو اعتدال سے زیادہ حالانکہ حدیث شریف میں اعتدال سے زیادہ لمبی داڑھی رکھنے کی ممانعت ہے، چنانچہ موطا میں عطا ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مسند امام ابوحنیفہ میں ہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوقحافہ رضی اللہ عنہٗ آئے اور ان کی داڑھی پراگندہ تھی آپ نے فرمایا کاش اتم اس میں سے کچھ لیتے اور ہاتھ سے نواحی لحیہ کی طرف اشارہ کیا۔

صحیح ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت اپنی ریش مبارک سے عرضاً و طولاً اخذ کرتے تھے،

امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے مرد طویل ریش سے سخت تعجب آتا ہے کہ وہ اپنی ریش سے کیوں نہیں اخذ کرتا، اور اسکو لحیہ طویلہ و کثیرہ کے درمیان نہیں ٹھیراتا۔ حالانکہ توسط ہر شے میں بہتر ہوتا ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ جسکی داڑھی لمبی ہوتی ہے، اسکی عقل بھی ناقص ہوتی ہے، ہاں، ہاں! آج کل ایک اور مرض بھی پھیلا ہوا ہے کہ اکثر لوگ داڑھی کو سکھوں وغیرہ کی طرح لپیٹتے اور باندھتے ہیں حالانکہ داڑھی کو لپیٹنا اور باندھنا سخت ممنوع ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقد لحیتہ فان محمد ابری منہ یعنی جو شخص اپنی داڑھی کو لپیٹے یا باندھے پس تحقیق رسول اللہ صلعم اس سے بیزار ہیں۔

ترمذی اور نسائی وغیرہما میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا لم یاخذ من شاربہ فلیس منا رواہ الترمذی یعنی جو کوئی اپنی مونچھیں نہ کترائے، وہ ہم میں سے نہیں، اور ہمارے طریقہ پر نہیں۔

مسلمانو: غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر کسی ہندو سے چوٹی منڈانے کے واسطے کہا جائے تو وہ کبھی نہ مانے کیونکہ ان کے شعار دین میں سے ہے، لیکن افسوس ہے کہ مسلمان ہو کر ہمسایہ قوم کی خوشنودی اور اہل ہنود کی مشابہت کے واسطے دام دے کر داڑھی منڈائیں اور خوف من تشبہ بقوم فھو منھم اور عذاب خدا دل سے بھلا دیں، اس میں اختلاف ہے کہ مونچھوں کا کترانا افضل ہے یا منڈانا۔ لیکن موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں ہے یقص من الشارب حتی یبدو اطراف الشفۃ یعنی مونچھوں کو اتنا پست کرے کہ کنارہ لب نظر آجائے۔

صحیح روایت میں ہے کہ تمام اہل جنت سوائے ہارون علیہ السلام کے امرد (بے ریش) ہوں گے، شاید اس تخصیص کی وجہ اور حکمت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ ان کی وہ داڑھی آخرت میں پکڑی گئی تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اسکو باقی رکھا۔

مسئلہ۔ شمائل ترمذی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر میں تیل لگایا کرتے اور داڑھی میں کنگھی کیا کرتے تھے،

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوفا میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر جاتے، تو آپ کے لئے مسواک پانی اور کنگھی رکھ دیے جاتے، اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو رات کو بیدار کرتا، تو آپ اٹھ کر مسواک وضو اور کنگھی کرتے۔

خطیب بغدادی نے کفایہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں کو سفر و حضر میں ترک نہ کرتے تھے، آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، مدلائی (پشت خار) سوزن۔

حدیث ابن کعب میں رفعاً آیا ہے، کہ جو شخص ہر دن داڑھی میں کنگھی کرتا ہے، وہ ہر طرح کی بلا و آفات سے عافیت میں رہتا ہے، اور اسکی عمر بڑھتی ہے، عبد الرحمن نے اسے کتاب المجالس میں روایت کیا، جیسا کہ سیوطی نے ذکر کیا۔

شمائل ترمذی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طہور تنعل اور ترجل میں تیامن کو دوست رکھتے تھے، یعنی جانب راست شروع کرتے تھے۔

شمائل ترمذی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک بڑی گھنی تھی۔

محض زیب و زینت کے واسطے کنگھی کرنا ممنوع ہے، چنانچہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا، یعنی ہر وقت

کنگھی کرنا سر کے بالوں یا داڑھی میں یہ تکلف ہے، جو محض زینت وسنگار کے واسطے ہے، اور یہ ممنوع ہے ہاں کبھی کبھی کنگھی کرلی جائے، تاکہ بال خراب نہ ہوجائیں، تو یہ جائز ہے۔

مسئلہ حجامت میں ایک ادب یہ ہے کہ بال اور ناخن وغیرہ کو اجزائے بدن سے جمع کرکے دفن کردے۔ اور نیز کسی شے کو قطع نہ کرے۔ لیکن حالت طہارت پر یعنی باوضو۔

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ دس خصلتیں داڑھی میں ناجائز اور مکروہ ہیں۔

۱۔ داڑھی کا خضاب سیاہ کرنا۔ کہ وہ دوزخیوں کا خضاب ہے۔ جیسے سب سے پہلے فرعون نے کیا تھا۔

۲۔ اپنی عزت ووقار اور اظہار بزرگی اور تبحر علم کے واسطے دوا وغیرہ سے داڑھی سفید کرنا۔

۳۔ جوانی یا آغاز جوانی کے وقت بالوں کا نوچنا۔ تاکہ امرد یعنی لونڈے معلوم ہوں۔

۴۔ بڑھاپے سے ننگ وعار کے واسطے سفید بال کا نوچنا۔

۵۔ ایک مشت سے کم کرنا۔

۶۔ اس کو باشمول سر زیادہ کرنا۔

۷۔ داغ وگھنونے کے اظہار کے واسطے کنگھی نہ کرنا۔ اور الجھا رکھنا، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ داڑھی کی بھی خبر نہیں رکھتا۔

۸۔ لوگوں کو دکھانے کے واسطے آراستہ کرنا۔

۹۔ اسکی سیاہی یا سفیدی دیکھ کر جوانی یا بڑھاپے پر تکبر کرنا۔

۱۰۔ خضاب سرخ یا زرد کرنا۔ تاکہ لوگ متورع اور متقی جانیں، نہ اتباع سنت کے واسطے۔

مسئلہ ایک بات اور یاد رکھنی چاہیے کہ آج کل اکثر لوگ گردہ یا بدھی رکھتے ہیں، جسکی شریعت میں سخت ممانعت ہے، چنانچہ مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ اس کا تھوڑا سا سر منڈا ہوا اور تھوڑا سا چھوڑا ہوا تھا۔ آپ نے اسکے وارثوں کو بلا کر انھیں اس فعل سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اس کا سارا سر منڈواؤ یا سارا چھوڑ دو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پٹے ببری چندوا یا چوٹیاں لڑکوں کے سر پر رکھنا درست نہیں اگرچہ لڑکے غیر مکلف ہیں، مگر اس سے ان کے وارثوں پر گناہ ہوتا ہے۔ وارثوں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کا تمام سر منڈایا کریں، یا تمام سر پر بال رکھوایا کریں۔

چونکہ غیر مکلف لڑکے کی نسبت آپ نے ایسا ارشاد فرمایا تو بڑوں کو بدرجہ اولی ایسا نہ کرنا چاہیے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ جس کسی کا سر اس قسم کا منڈا ہوا دیکھیں تو اس کو منع کردیں، کیونکہ تبلیغ احکام سب

مسلمانوں پر فرض ہے۔

مسئلہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کبھی سر نہیں منڈایا تھا۔ مگر حج یا عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ہاں! حضرت علی کرم اللہ وجہٗ ضرور سر منڈایا کرتے تھے، اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ کثیر الجماع تھے، اور آپ کو غسل کی حاجت زیادہ رہتی تھی، چونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ تحت کل شعرۃ جنابۃ یعنی ہر بال کے نیچے جنابت ہے، اس پر آپ نے کہا ومن ثم عادیت راسی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کو سر منڈانے پر مقرر رکھا۔ پس اس صورت میں منڈانا سنت ہو گیا اس واسطے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ منجملہ خلفائے راشدین کے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین، یعنی تم پر فرض و واجب ہے میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت، لہٰذا آپ کا فعل عین فعل رسول ہوا ؎

اگر اپنا تم بھلا چاہتے ہو نبی سے دوستی دنیا میں رکھو
چلو ان کے طریقے پر شب و روز کہ روز قیامت بہجت اندوز
رسول اللہ کے ہمراہ ہو گے اگر ان کی محبت میں مرو گے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

لہٰذا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواہد (دیکھو خطبہ نمبر۱)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ

أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِى اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا
هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ
مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا
يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ط خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِىْ
مَا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَيَاْتِى الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَاَيْنَا اَنَّهٗ يُنْزِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقِيْلَ لَهٗ شَاْنُكَ تُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ فَسُرِّىَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ عَنْهُ الرُّحَضَاءُ فَقَالَ اَيْنَ

السَّائِلُ وَکَاَنَّہٗ حَمِدَہٗ فَقَالَ اِنَّ الْخَیْرَ لَا یَاْتِیْ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا یُنْبِتُ الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ اَوْ یُلِمُّ حَبَطًا اَلَمْ تَرَ اِلٰی اٰکِلَۃِ الْخُضْرَۃِ اَکَلَتْ حَتّٰی اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاھَا وَاسْتَقْبَلَتْ عَیْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَاِنَّ الْمَالَ حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَّنِعْمَ صَاحِبُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ ھُوَ لِمَنْ اَعْطٰی مِنْہُ الْمِسْکِیْنَ وَالْیَتِیْمَ وَابْنَ السَّبِیْلِ اَوْکَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ الَّذِیْ اَخَذَہٗ بِغَیْرِ حَقِّہٖ کَمَثَلِ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ فَیَکُوْنُ عَلَیْہِ شَھِیْدًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَلَا مَنْ وَّلِیَ یَتِیْمًا لَہٗ مَالٌ فَلْیَتَّجِرْ فِیْہِ وَلَا یَتْرُکْہُ حَتّٰی تَاْکُلَہُ الصَّدَقَۃُ اِتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَ اَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا اِذَا اَمَرَکُمْ ط اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط

دسواں وعظ دربیان آزار شرع وآداب بول وبراز

حضرات:۔ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تم کو دوست رکھے گا، اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

مسلمانو:۔ محبت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کے راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، پس جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کا دعوی کرتے ہیں، ان کا یہ قول اسی صورت میں سچا سمجھا جائے گا، کہ ان کو اللہ تعالےٰ کے راضی کرنے کی کوشش ہو، اس لئے اللہ تبارک تعالےٰ نے تبلا دیا کہ میری رضامندی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میرے رسول کی پیروی کرو، اب دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں، اور آپ کے نام لیوا آپ کے فرمان کی کیا قدر کرتے ہیں۔

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ اسد رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سب خوبیاں ہیں، اور وہ بہت ہی دیندار اور اچھے آدمی ہیں، مگر ان میں دو نقص ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کے سر کے بال لمبے لمبے ہیں، دوسرے یہ کہ ان کا ازار نیچا ہے، پس جب یہ خبر حریم رضی اللہ عنہ کو پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں ایسا ارشاد فرمایا ہے، تو انھوں نے فوراً اپنے سر کے بال کاٹ کر دونوں کانوں تک رکھے، اور ازار اونچا کر کے باندھا کہ پنڈلی کے درمیان یعنی زانو سے نیچے اور ٹخنے سے اوپر رکھا۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سر کے بال زیادہ لمبے رکھنا اور ازار یعنی تہ بند یا پائجامہ نیچے رکھنا سخت ممنوع ہے۔

صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا کہ جس کا ازار یعنی تہ بند یا پائجامہ ٹخنہ سے نیچے لٹکے وہ دوزخ میں ہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ڈر کر عرض کیا، کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے یہ حدیث فرمائی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست تصنع ذلک خیلاء قال لابی بکر رضی اللہ عنہ یعنی استرخاء الازار (رواہ البخاری) بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو غرور کی راہ سے نہیں کرتا یعنی تیرے ازار کا زمین پر لٹک جانا غرور سے نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ازار اور پائجامہ کو ٹخنے کے نیچے لٹکانا اگر بوجہ غرور یا آرائش ہے تو سخت حرام ہے ورنہ مکروہ۔ لیکن اگر بے اختیار بلاقصد لٹک جائے تو معاف ہے۔

غرض مردوں کو ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہننا درست نہیں کہ باعث عذاب اور محرومی عذاب ہے، چنانچہ بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ یعنی جو شخص اپنا کپڑا ازراہ تکبر کھینچے گا، اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اسکی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔

نیز صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار ای النار فی النار یعنی جو ازار ٹخنوں کے نیچے ہو۔ وہ یعنی صاحب ازار آگ میں ہے۔

مسلمانو! اس وعید کی طرف خیال کرو، اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو ازار کو ٹخنوں سے نیچے ہرگز نہ ہونے دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل کرو۔

حدیث مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پائجامہ اونچا کرنے کی متواتر دوبار تاکید فرمائی تھی، چنانچہ انھوں نے ہر بار پائجامہ اونچا کیا۔ تب کسی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ سے پوچھا کہ پائجامہ کہاں تک اونچا کرنا چاہیئے، انھوں نے جواب دیا کہ پائجامہ ٹخنے کے اوپر رکھنا مباح اور آدھی پنڈلی تک مستحب ہے، اسی واسطے فقہانے لکھا ہے کہ لنگی، پائجامہ آدھی پنڈلی تک مستحب ہے اور ٹخنے سے اوپر تک جائز ہے، آستین گٹے تک اور ازار نصف ساق تک اور پنڈلی کا شملہ آدھی تک۔

جو شخص حد شرع کے خلاف محض وضعداری کے لئے ٹخنوں سے نیچے کرکے پائجامہ پہنیں گے، وہ قیامت کے دن سخت سزا کے مستوجب ہوں گے، چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی جو شخص رسول کی مخالفت کرے، بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ہے اسکو ہدایت اور پیروی کرے مسلمانوں کے دوسرے راہ کی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ہم پھیر دیتے ہیں اسکو اس طرف جدھر وہ پھرا اور ہم ڈالیں گے اسکو جہنم میں جو بہت بری جگہ ہے، حضرات کس امید پر اپنی نادانی، جہالت، اور غرور سے اکڑے پھریں اور مختلف روشوں وضعداری اور خلاف شریعت راہوں کا دم بھریں اور خدا اور رسول کے احکام کی فرمانبرداری نہ کریں۔ بعض

دنیا سے وہن کے لئے جو ظاہر میں اپنے آپ کو عروس دنیا کے لباس میں ظاہر کرتی ہے، مگر درحقیقت عجوزہ بدرو ہے، افسوس ہے، کہ انسان اپنی چند روزہ زندگی میں ان اعمال شنیعہ و افعال قبیحہ کا مرتکب ہو، جس سے جہنم و ساءت مصیرا (یعنی دوزخ جو رہنے کی بری جگہ ہے) کا مستحق ٹھیرے، مسلمانو! اس دنیائے ناپائدار کے ساتھ ہرگز ہرگز دل نہ لگانا چاہیئے ؎

یہ دنیا ہے تحقیق دار فنا تو ہرگز کبھی اس میں دل مت لگا
نہ آیا کوئی جو کہ باقی رہا نہ ساغر رہا اور نہ ساقی رہا

خلاصہ یہ کہ دنیا کی الفت سے دل کی تاریکی بڑھتی ہے، اور علم و عمل سے چہرہ پر نور اور دل مسرور رہتا ہے، اور اللہ و رسول کی محبت سے دل میں نور بڑھتا ہے، پس لے دیندار بھائیو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع محبت سے اپنے دلوں کو روشن کرو، اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کو ذریعہ مغفرت اور وسیلہ نجات سمجھو، کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے ؎

کوئی مجھے ملے نہ ملے مصطفے ملے وہ شے ملے کہ جس کے ملے سے خدا ملے

سبحان اللہ! جن کو خدا سے واسطہ ہے، انھیں دنیائے فانی سے کیا رابطہ ہے۔

کبھی بھولے سے دنیا کا نہیں وہ نام لیتے ہیں جو خاصان خدا ہیں اپنے رب کا نام لیتے ہیں
ملے شاہی بھی گران کو نہیں لیتے نہیں لیتے گدائی کوئے احمد کی وہ یہ انجام لیتے ہیں
ازل میں حق نے دنیا کے لئے کیا کیا نہ فرمایا جو عاشق تھے وہ بول اٹھے کہ ہم اسلام لیتے ہیں

الغرض! ہم کو ہر قول و فعل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی چاہیئے۔

اب میں مختصراً آداب دخول خلا بیان کرتا ہوں، ذرا غور سے سنیئے۔ جب کوئی شخص قضا حاجت کو جانا چاہے تو پہلے بایاں پاؤں رکھے، اور باہر آتے وقت داہنا پاؤں آگے کرے لیکن ایسی چیز پاس نہ ہو جس پر اللہ و رسول کا نام لکھا ہو، مثلاً انگشتری وغیرہ اور ننگے سر اور ننگے پاؤں نہ جائے۔ دخول کے وقت یہ کہے بسم اللہ اعوذ باللہ من الرجس النجس الخبیث المخبث الشیطان الرجیم اور نکلنے کے وقت یہ کہے غفرانک الحمد للہ الذی اذھب عنی مایوذینی وابقی ما ینفعنی اور موضع حاجت پر استنجا پانی سے نہ کرے اور پیشاب کو اچھی طرح جھاڑے اور ڈھیلے کا استعمال کرے، اگر صحرا میں ہو تو لوگوں کی آنکھ سے کسی شے کی آڑ میں ہو جائے، اور جب تک موضع جلوس میں نہ پہنچے تب تک ستر نہ کھولے اور قبلہ کی طرف منھ اور پشت نہ کرے اور نہ لوگوں کی بات چیت کی جگہ میں، اور نہ ٹھیرے ہوئے پانی میں اور نہ درخت میوہ دار کے نیچے، اور نہ سوراخ وغیرہ میں اور سخت زمین پر اور نہ ہوا کے رخ پیشاب کرے تاکہ رشاش بول سے بچے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اکثر عذاب قبر اسی بے احتیاطی بول سے

ہوتا ہے، اور بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے، مگر ضرورت سے اور استنجا میں ڈھیلے اور پانی کو جمع کرے، اور استنجا بائیں ہاتھ سے کرے اور بعد فراغت ہاتھ کو زمین یا دیوار سے رگڑ کر دھو ڈالے۔

اس موقعہ پر مجھے ایک حدیث یاد آگئی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ اتفاق سے دو قبروں پر گذر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے، میں اس وقت دیکھ رہا تھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ اڑا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے ساتھ کرتہ کی آستین کپکپا اٹھی، ہم نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ نہیں۔ صرف بات یہ ہے کہ دونوں شخص اپنی قبروں میں ایک خفیف سے گناہ پر دردناک عذاب دیئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے کپڑوں کو نہ بچاتا تھا، اور دوسرا اپنی زبان سے لوگوں کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ یعنی چغلی وغیرہ کیا کرتا تھا، اس کے بعد آپ نے کھجور کی دو نرم شاخوں کو منگوایا۔ اور دونوں قبروں پر گاڑ دیں۔ اور فرمایا کہ اکثر عذاب قبر پیشاب سے نہ بچنے کے باعث حاصل ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ دونوں خفیف گناہ کے بدلے سخت عذاب دیئے جاتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اسے خفیف سمجھتے تھے، یا یہ معنی ہیں کہ انھیں اس کا چھوڑنا آسان تھا۔ کیونکہ چغل خوری کے چھوڑنے اور پیشاب سے ستھرے رہنے میں چنداں مشقت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان احکام پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ آمین۔

ترا بکوئے اجل ہم گذار خواہد بود — قرارگاہ تو دار القرار خواہد بود
ترا بکنج لحد سالہا بباید خفت — تن تو طعمۂ ہر مور و مار خواہد بود
ترا بہ تختۂ تابوت برکشند از تخت — اگر خزانہ و لشکر ہزار خواہد بود
اگر تو در چمن روزگار ہمچو گلے — دمیدہ بر سر خاک تو خار خواہد بود
بیا سوار کہ آنجا پیادہ خواہد بود — بیا پیادہ کہ آنجا سوار خواہد بود
گناہ می کنی و از خدا نمی ترسی — ندامت ست کہ چہ انجام کار خواہد بود
نیازمندی یاراں ندارد ت سودے — مگر عمل کہ ترا یار غار خواہد بود
ز ذرہ ذرہ حساب ثواب خواہد شد — ز قطرہ قطرہ حرامت شمار خواہد بود
گناہ را اگر از مرداں ہمی پوشی — بروز حشر ہمہ آشکار خواہد بود
ستم مکن بکسے فکر کن کہ آخر کار — بحق ترا ہمہ گیر دار خواہد بود

بساز چارہ رفتن کہ ہمرہاں رفتند
ز سعدی ایں سخن یادگار خواہد بود

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَ
الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (دیکھو خطبہ پہلا یا دوسرا)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

حَامِدًا لَّكَ يَا اِلٰهِيْ اَنْتَ مَحْمُوْدٌ جَمِيْلٌ
قَدْ تَقَدَّسَ اِسْمُكَ الْاَعْظَمُ هُوَ الْجَلِيْلُ
جَلَّتِ الْاَسْمَآءُ وَالْاَوْصَافُ وَالْاَفْعَالُ لَكَ
عَمَّتِ الْاٰلَآءُ وَالنَّعْمَآءُ لِلْخَلْقِ الذَّلِيْلِ
اَنْزِلِ اللّٰهُمَّ اَمْطَارَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ
الْهَاشِمِيِّ الْاَبْطَحِيِّ مَادَامَ يُثْمِرُ فَا النَّخِيْلُ

بَعْدَ ھَا الْاَوْلَادِ وَالْاَصْحٰبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ
ھُمْ ذَوِی الْقُرْبٰی وَعِنْدَ اللّٰہِ لِیْ اَقْوَی الْوَسِیْلْ
عَمَّہٗ الْعَبَّاسُ وَالْحَمْزَۃُ قُرَیْشِیُّ النَّسَبْ
قُرَّۃُ عَیْنَیْہِ الْحَسَنَانِ مَعْدُوْمَا الْعَدِیْلِ
اَلْبَتُوْلُ الْفَاطِمَۃُ بِنْتُ الرَّسُوْلِ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ ذُوالْفَضْلِ الْجَزِیْلِ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ الْحَقُّ اِلَّا وَجْھَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ الرَّسُوْلَ مُحَمَّدُ ھَادِی السَّبِیْلِ
اَوَّلُ الْاَصْحٰبِ بِالتَّفْضِیْلِ بُوْبَکْرٍ صِدُّوْقٍ
اَعْدَلُ الْاَحْبَابِ بُوْحَفْصٍ عُمَرُ خَیْرُ الدَّلِیْلُ
مُجْمَعُ النُّوْرَیْنِ عُثْمَانُ الْغَنِیُّ الْمُسْتَحِیْ
اَشْجَعُ الشُّجْعَانِ حَیْدَرُ قَالِعُ الْبَابِ الثَّقِیْلِ
یٰمَعْشَرَ الْعُشَّاقِ فِیْ ذِکْرِ الْحَبِیْبِ اسْتَغْفِرُوْا

ثُمَّ مُوْتُوْا قَبْلَ مَوْتٍ قَبْلَ اٰخْبَارِ الرَّحِيْلِ
اُذْكُرُوْا ذِكْرًا كَثِيْرًا لَّا تَكُوْنُوْا هَازِلًا
اُسْكُتُوْا عَمَّا سِوَاهُ اِدْرَءُوْا قَالًا وَّقِيْلَ
اَيُّهَا الْمَشْغُوْفُ فِىْ حُبِّ الرَّسُوْلِ مُحَمَّدٍ
كُنْ عَلَى السُّنَّةِ مُدِيْمًا فِى الْبُكُوْرِ وَالْاَصِيْلِ
اِتِّبَاعُ الشَّرْعِ فَرْضٌ لَّازِمٌ بِالْاِعْتِقَادِ
كُنْ كَسُوْبًا فَاعِلًا لِّلْخَيْرِ بِالْفِعْلِ الْجَمِيْلِ
مَا نَجٰى نُوْحٌ وَّاِسْمٰعِيْلُ مِنْ اٰجَالِهِمْ
مَا نَجٰى يَحْيٰى وَاِلْيَاسَ وَخِضْرٌ وَّالْخَلِيْلُ
فَاذْكُرُوْا مَوْتًا بِاِيْمَانٍ وَّعِلْمٍ حَازِمٍ
وَاعْمَلُوْا اَعْمَالَ خَيْرٍ وَّاحْذَرُوْا شَرًّا وَّبِيْلَ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط

گیارھواں وعظ دربیان لباس مسنون

حضرات! اس آیت میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمانو! یہ بات پایۂ ثبوت تک پہونچ چکی ہے کہ جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے اس کے راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، پس جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کی یہ بات اسی صورت میں سچی سمجھی جائے گی کہ جب انھیں اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی کوشش ہو، اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے بتلادیا کہ میری رضامندی حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ میرے رسول کی پیروی کرو۔

اب دیکھیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں، اور آپ کے نام لیوا آپ کے فرمان کی کیا قدر کرتے ہیں۔

ترمذی اور ابو داؤد میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد گھر سے باہر اس حال میں نکلا کہ اس کے بدن پر دو سرخ کپڑے تھے، اس کو راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے، اس نے آپ سے السلام علیکم کیا، آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو سرخ کپڑا پہننا ہرگز جائز نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ کپڑے پہنے ہوئے مسلمان کو سلام کا جواب تک نہ دیا۔ حالانکہ سلام کا جواب دینا ضروری تھا۔

حضرات: سرخ لباس تو ایک طرف رہا، آج کل تو اس سے بڑھ کر ناجائز کپڑا استعمال کیا جارہا ہے، جسکی ممانعت میں بے شمار حدیثیں پائی جاتی ہیں، وہ لباس ریشمی کپڑے کا ہے، کہ ہمارے نوجوان بھائی بڑے کرو فر سے اس کا استعمال کرتے ہیں۔ دیکھئے حدیث شریف میں ہے، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما یلبس الحریر من لاخلاق لہ رواہ مسلم یعنی صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے۔

عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم

لم یلبسہ فی الاخرۃ (رواہ البخاری ومسلم) یعنی بخاری ومسلم میں عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں جو شخص ریشمی کپڑا پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہنے گا۔ یعنی جو مرد دنیا میں حریر پہنے وہ آخرت کی نعمتوں سے محروم رہے گا۔

مسئلہ۔ ریشمی کپڑا وہ ہے، جس کا تانا اور بانا ریشم کا ہو، جیسے اطلس، گلبدن، کمخواب اور ریشمی مخمل و حریر وغیرہ اس قسم کا کپڑا عورتوں کو پہننا درست ہے۔ لیکن مردوں کو حرام ہے، مگر بقدر سنجاب درست ہے اور جس کا تانا ریشم کا ہو۔ اور بانا سوت کا وہ مردوں کو بھی جائز ہے، ہاں اس کا عکس یعنی بانا ریشم کا اور تانا سوت کا حرام ہے۔ (کتب فقہ)

حدیث صحیح میں مروی ہے، کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کرتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو ریشمی کپڑے کو حرام فرماتے ہیں، پھر آپ نے مجھ کو کیوں بھیجا۔ تب آپ نے یہ حدیث فرمائی۔

عن انس رضی اللہ عنہ لم ابعثہا الیک لتلبسہا وانما بعثت الیک لتنتفع بثمنہا (رواہ البخاری ومسلم)

یعنی بخاری ومسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور البتہ میں نے ریشمی کرتہ تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا کہ تو اسکو پہنے، بلکہ میں نے اس واسطے بھیجا تھا کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائیے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے، لیکن خرید و فروخت کرنا درست ہے، برخلاف شراب اور سور کے کہ ان کا کھانا اور بیچنا دونوں حرام ہیں۔ (ہدایہ، درمختار وغیرہ)

آج کل ایک بہت بری رسم لباس زنانہ کے متعلق رواج پاگئی ہے، کہ عورتیں نہایت ہی باریک کپڑے پہننے کی شوقین ہوگئی ہیں، حالانکہ از روئے شرع شریف عورتوں کو باریک کپڑا پہننا درست نہیں، چنانچہ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ایسے حال میں تشریف لائیں جبکہ وہ اپنے بدن پر باریک کپڑے پہنے ہوئی تھیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منھ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ اے اسماء جب عورت سن بلوغ کو پہنچے تو اُسے اپنے بدن کا دکھانا ہرگز مناسب نہیں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ایسا باریک کپڑا جس سے بدن نظر آتا ہو، مثلاً جالیدار دوپٹہ، ڈوریا، باریک ململ جھی وغیرہ پہننا درست نہیں ہے، اور عورت کا کوئی عضو ننگا رہنا جائز نہیں مگر گٹے تک ہاتھ پاؤں کے کھلے رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے، جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ علقمہ بن ابی علقمہؓ نے اپنی ماں سے سنا ہوا بیان کیا۔ کہ بی بی حفصہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا عائشہ صدیقہؓ کے پاس باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے آئیں، تو عائشہؓ نے اس اوڑھنی کو پھاڑ ڈالا۔ اور اسکو گاڑھی اوڑھنی پہنائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی محفل میں بھی عورت کو باریک کپڑا پہن کر جانا درست نہیں تو پھر بھلا دیور اور جیٹھ وغیرہ مردوں کا تو ذکر ہی کیا ہے، ملک پنجاب اور ہندوستان میں یہ رسم عام پھیلی ہوئی ہے کہ عورتیں دیور بالخصوص اور جیٹھ وغیرہ سے بالعموم پردہ نہیں کرتیں اور ان کے ساتھ کہنیوں تک ہاتھ اور گردن تک سر کھلے ہوئے بے دھڑک پھرا کرتی ہیں، اس سے بچنا چاہئے۔ بلکہ ہر ایک مسلمان کو واجب و لازم ہے کہ اپنی اپنی بیبیوں کو متنبہ کردے، تاکہ وہ آئندہ ایسے غیر مشروع فعل سے باز آجائیں اور عذاب خودی سے بچ جائیں۔

مسئلہ۔ یاد رہے، کہ باہر کے غیر مردوں اور ان مردوں میں پردے کے معاملے میں کچھ فرق نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کا شوہر کے بھائی بھتیجوں کے سامنے ہونا درست ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایسے رشتہ دار عورت کے حق میں گویا موت ہیں۔ یعنی جیسا لوگ موت سے ڈرتے بچتے اور پرہیز کرتے ہیں، ویسا ہی عورت کو خاوند کے بھائی وغیرہ سے بچنا اور پردہ کرنا چاہئے۔ آجکل ایک اور بدعت مستورات میں پھیل گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ عورتیں مردوں کیطرح کپڑے پہننے لگ گئی ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں اس امر کی سخت ممانعت ہے۔ چنانچہ ابوداؤد نے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد بننے والی عورت یعنی جو عورت مردوں کا لباس پہنے پر لعنت فرمائی۔ مثلاً قبا۔ انگرکھا۔ جوتا۔ پگڑی، پاجامہ وغیرہ وغیرہ مردوں کا سا پہننا۔

مسئلہ:۔ یاد رہے کہ عورت کو اپنی زینت اور سنگار نہ کرنا بھی گویا مردوں کی وضع اختیار کرنا ہے۔ یہ بدرسم بھی اکثر عورتوں میں پھیلی ہوئی ہے اور بعض فقراء وغیرہ ایسے لباس پہنتے ہیں کہ لوگ خیال کریں کہ یہ شخص بڑا عابد زاہد یا شیخ وقت ہے، ایسے لباس کا پہننا یا استعمال کرنا شریعت میں سخت ممنوع ہے۔ چنانچہ امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس نے دنیا میں مشہور ہونے کا کپڑا پہنا اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن رسوائی اور ذلت کا کپڑا پہنائیگا، پس جس شخص نے ایسا کپڑا پہنا کہ جس کے سبب مشہور ہو کہ یہ شخص ایسا ہے مثلاً سبز پگڑی یا عصا اسواسطے باندھے کہ لوگ باتیں کریں یہ حاجی ہے یا اونچی ٹوپی جیسے بعض فقیر پہنتے ہیں یا تاج سر پر رکھنا اور لنگی سر پر باندھنا وغیرہ تاکہ لوگ جانیں کہ فقیر ہیں یا کرتہ جبہ فرغل وغیرہ اس واسطے کہ لوگ جانیں کہ یہ بڑے عالم فاضل اور مشائخ بزرگ ہیں، غرض جو کام نمود اور دکھلاوے کے واسطے ہوں وہ حرام ہیں ورنہ نہیں، انما الاعمال بالنیات لیکن یاد رہے کہ سپاہیوں یا نوکری کی وردی اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ اور بات ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول و فعل پر عمل کرنے کی توفیق بخشے ۵

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے بغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر! — ہووے گا ایک دن مردار یہ کرموں نے کھانا ہے

اجل کے روز کو کر یاد کر سامان چلنے کا — زمیں کے فرش پر سونا ہے اینٹوں کا سرہانا ہے

نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ اور مائی! — کیا پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے

جہاں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل — کریں دعویٰ جو یہ دنیا میرا دائم ٹھکانا ہے

غلط فہمید ہے تیری نہیں آرام اس پل میں — مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا ٹھکانا ہے

فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کوٹوں پر — محلاں اونچیاں والے تیرا گور میں ٹھکانا ہے

کہاں وہ ماہ کنعانی کہاں تختِ سلیمانی — گئے سب چھوڑ یہ فانی اگر نادان و دانا ہے

عزیزا یاد کر وہ دن جو ملک الموت آوے گا! — نہ جاوے ساتھ تیرے کو اکیلے تو نے جانا ہے

نظر کر دیکھ خویشوں میں کہ ساتھی کون ہے تیرا — انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے

نظر کر ماڑیاں خالی کہاں وہ ماڑیاں والے — سبھی جھوٹا پسارا ہے دغابازی کا بانا ہے

غلام اک دم نہ ہو غافل حیاتی پر نہ کر غرہ — خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

(اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو صفحہ ١١ یا ٢٠)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ١٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَا الْبَرَايَا بِالْكَرَمِ ط

وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ الَّذِىْ رَبَّ الرَّمَايَا بِالنِّعَمِ ط

اَبْدَی الْکَوَاکِبَ فِی السَّمَآءِ اَعْلَی السَّمَاءَ عَلَی الْھَوٰی
وَالْاَرْضَ اَحْیَاھَا فَقَدْ رَاَنَّھَا النَّاسُ الْعُمُمْ
رَبٌّ غَفُوْرٌ مَّاجِدٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ وَّاجِدٌ
لِلّٰہِ کُلٌّ سَاجِدٌ سُبْحَانَہٗ نِعْمَ الْحَکَمِ
سُبْحَانَ مَنْ زَانَ الْوَرٰی مِنْ جُوْدِہٖ بَانَ الْوَرٰی
مِنْ فَضْلِہٖ صَانَ الْوَرٰی مِنْ طَوْلِہٖ اَعْطَی الْھِمَمْ
رَبٌّ عَلَا سُلْطَانُہٗ فَرْدٌ جَلَا بُرْھَانُہٗ
کُلٌّ مَلَا فَیْضَانُہٗ فَادْعُوْہُ فِیْ وَصْفِ الْقِدَمِ
ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ھَادِ لِّلشَّیْخِ وَالصَّبِیِّ
دَاعِی الزَّکِیِّ مَعَ الْغَبِیِّ مَحْبُوْبُنَا خَیْرُ النَّسِمْ
اِخْتَارَہٗ رَبُّ الْعُلٰی سَمَّاہُ اَحْمَدُ فِی الْوَرٰی
وَصْفًا لَہٗ بِالْمُصْطَفٰی اَعْلٰی لَہُ اللّٰہُ الْقَلَمْ
صِدِّیْقُہٗ یَمُّ التُّقٰی فَارُوْقُ یَنْبُوْعُ النُّقَا

عُثْمَانُہٗ عَیْنُ الْحَیَا اَلْمُرْتَضٰی بَحْرُ الْحِکَمْ
سِبْطَاہُ مِنْ اَہْلِ الْبَلَا عَمَّاہُ فِیْ صَفِّ الصَّفَا
زَہْرَاءُہٗ خَیْرُ النِّسَا فَارْفَعْ لَہُمْ دَرَجَ النِّعَمْ
اَصْلِحْ لَنَا اَحْوَالَنَا اَخْلِصْ لَنَا اَعْمَالَنَا
حَسِّنْ لَنَا اَفْعَالَنَا یَا مَنْ تَلَاطَفَ بِالْکَرَمْ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؕ

بارھواں وعظ دربیان سترِ پردہ

حضرات :۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے کلام معجز نظام میں یوں ارشاد فرماتا ہے، کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمانو! یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جب کسی سے محبت ہوتی ہے، اس کے راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے پس جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں، ان کی بات اسی

صورت میں سچی سمجھی جائے گی، کہ جب انھیں اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی کوشش ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تبلادیا۔ کہ میری رضامندی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میرے رسول کی پیروی کرو، اب سنئیے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔

ترمذی میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) ہم اپنے چھپانے کا بدن کس موقعہ پر چھپائیں، اور کس موقعہ پر نہ چھپائیں! آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ستر تمام لوگوں سے بجز اپنی بیوی اور لونڈی کے محفوظ رکھو۔

مسئلہ:- یاد رہے کہ اس لونڈی سے وہ لونڈی مراد نہیں ہے جو پنجاب اور ہندوستان میں اکثر بڑے بڑے امیر گھرانوں میں موجود رہتی ہیں۔ کیونکہ یہ شرعی قاعدے سے آزاد ہیں۔ نہ تو ان سے جبراً خدمت لینا جائز ہے، اور نہ ہی ان سے خلوت وصحبت کی اجازت ہے۔ بالکل اجنبی آزاد عورت کی طرح ہیں۔ نوکروں جیسا ان سے برتاؤ کرنا چاہیئے۔ ان کو اختیار ہے، جس سے چاہیں نکاح کریں۔ جب اور جہاں چاہیں چلی جائیں۔ ان پر کوئی بس اور دباؤ نہیں ہے۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی ایک شخص دوسرے کے پاس رہتا ہے۔ یعنی ہر وقت ایک جگہ رہنے سے محافظت مشکل ہے، تو اس پر آپ نے فرمایا کہ حتی المقدور تم کو محافظت کرنا لازم ہے۔ پھر انھوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی آدمی تنہائی میں ہوتا ہے۔ یعنی تنہائی میں تو ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی، جس سے پردہ کیا جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر تجھے اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا مناسب ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ ہونا خواہ کل یا بعض بدن سے جس کا چھپانا مجمع میں واجب ہے جائز نہیں ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور فرشتگان سے حیا کرنا چاہیئے۔

ترمذی شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو۔ وہ حمام میں بے لنگی باندھے ہوئے نہ جائے، اسکی وجہ یہ ہے کہ حمام میں کئی آدمی یک جا غسل کرتے ہیں۔ اس لئے پردہ واجب ہے۔

آج کل حماموں میں بے پردگی اور بے حیائی بکثرت ہوئی ہے۔ انھیں اس حدیث

پر غور و خوض کرنا چاہیئے۔ افسوس ہے کہ لوگوں نے آلہ تناسل کو ڈھانکنا ہی فرض سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ شریعت میں مردوں کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈھانکنا فرض ہے۔ مسلمانوں کو اس مسئلہ کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطلع فی بیت قوم بغیر اذنھم فقد حل لھم ان یفقؤا عینہ رواہ مسلم۔ یعنی مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کے گھر میں بغیر ان کی اجازت کے جھانکے، تو بیشک ان کو جائز ہے کہ اس شخص کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدون اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا ناجائز اور حرام ہے لیکن آج کل تو تاڑ بازی کا ایسا بازار گرم ہے کہ چاروں طرف اس مرض میں بڑے بڑے اکابر خاندان بھی مبتلا پائے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی کچھ بھی قدر نہیں سمجھی۔

کتب فقہ میں پردے کے مسائل مفصل لکھے ہوئے ہیں، یہاں اسقدر سمجھ لینا ضروری ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک بدن ڈھانکنا ضروری ہے، اور عورت کو سر سے پاؤں تک ہاں جسکو نامحرم کے روبرو کسی ضرورت سے سامنے آنا پڑتا ہو، اسکو چہرہ اور دو ہاتھ گھٹنے تک، اور دونوں پاؤں ٹخنے کے نیچے تک کھولنا جائز ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی بری نگاہ سے دیکھے گا تو وہ گنہ گار ہوگا۔ اور اس پر الزام نہیں۔ لیکن تمام بدن ایسے موٹے کپڑے سے جو سفید اور سادہ ہو، اور مکلف نہ ہو ڈھکا ہونا چاہیئے۔ خوشبو وغیرہ نامحرم کے روبرو لگا کر نہ آنا چاہیئے۔ زیور جہاں تک ہو چھپا ہوا ہو، بہت باتیں بالخصوص بے تکلفی اور لطف کی باتیں غیر محرم سے نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ جو چیز بضرورت جائز ہے، وہ زائد از ضرورت ممنوع ہے۔

مسلمانو: ان باتوں کی خوب احتیاط رکھو، اور دیکھو اللہ اور رسول تم پر بہت شفیق ہیں، جس چیز سے منع کیا ہے اس کے ماننے سے سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اس زمانہ میں نہ بدن کا پردہ ہے، نہ آواز کا۔ اسی واسطے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے ؎

اے دل نداے مرگ تراہم شنیدنی ست — صبح اجل ز مطلع عمرت دمیدنی ست
ویں نام زندگی کہ نہادیم مر ترا — ناگاہ نام میت تو رسیدنی ست

تا دوختہ قمیص بجز آستیں بریں — از دست دیگراں بقد تو رسیدنی است
بر تخت نازو بالش ابریشمیں مناز — تنہا بجائے تنگ ترا آرمیدنی است
چوں حضرت رسول خدا در جہاں نماند — کس را چہ اعتبار بقا بود دو بودنی است
ایں ملک دولتے کہ تو داری دریں جہاں — ماند بجائے خویش تو باخود ندیدنی است
اے آدمی تو سنگ دلے بلکہ آہنے — در راہ خوفناک ترا آوریدنی است
پیوستگی مکن بجہاں دل ورو مبند — زیرا کہ زیں جہاں بکلی بریدنی است
غرہ مشو بریں گل رعنائے نو بہار — باد خزاں بریں گل رعنا وزیدنی است
آنہا کجا شدند کہ بودند ہم نشیں! — چوں میزباں نماند ترا ہم پریدنی است
چیزے شکار کن کہ بمیدان روزگار — ایں مرکب حیات نہ دائم دویدنی است
جامی مشو تو سست دریں راہ پر خطر — بے زاد راہ سخت خجالت کشیدنی است

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ؕ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ؕ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؕ

اینجا نشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواند دیکھو صفحہ نمبر۱۱ یا نمبر۲۰

خُطْبَةُ الْاُوْلٰی نمبر۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَنَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْاَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ قَدْ دَنٰى اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۙ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاعْتِصَامٍ بِاَمْرِ اللّٰهِ الَّذِىْ شَرَعَ لَكُمْ وَهَدٰىكُمْ بِهٖ فَاِنَّ جَوَامِعَ هُدَى الْاِسْلَامِ بَعْدَ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِمَنْ وَّلَّاهُ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَاُولِى الْاَمْرِ بِالْاَمْرِ الْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْىِ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَدَّى الَّذِىْ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَاِيَّاكُمْ وَاتِّبَاعَ الْهَوٰى فَقَدْ اَفْلَحَ وَمَنْ حَفِظَ مِنَ الْهَوٰى وَالطَّمَعِ وَالْغَضَبِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفَخْرَ وَمَا فَخْرُ مَنْ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِلَى التُّرَابِ يَعُوْدُ ثُمَّ يَاْكُلُهُ الدُّوْدُ ثُمَّ هُوَ الْيَوْمَ حَىٌّ وَّغَدًا

مَیِّتٌ فَاعْلَمُوْا یَوْمًا بِیَوْمٍ وَسَاعَةً بِسَاعَةٍ وَتَوَقَّوْا
دُعَاءَ الْمَظْلُوْمِ وَاَعِدُّوْا اَنْفُسَكُمْ فِی الْمَوْتٰی وَاصْبِرُوْا
اِنَّ الْعَمَلَ كُلَّهٗ بِالصَّبْرِ وَاحْذَرُوْا وَالْحَذَرُ یَنْفَعُ وَاعْمَلُوْا وَالْعَمَلُ
یُقْبَلُ وَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَكُمُ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَارِعُوْا
فِیْمَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَافْهَمُوْا وَتَفَهَّمُوْا وَاتَّقُوْا وَ
تَوَقَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَیَّنَ لَكُمْ مَا اَهْلَكَ بِهٖ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
وَمَا نَجّٰی بِهٖ مَنْ نَجّٰی قَبْلَكُمْ قَدْ بَیَّنَ لَكُمْ فِیْ كِتَابِهٖ حَلَالَهٗ وَ
حَرَامَهٗ وَمَا یُحِبُّ مِنَ الْاَعْمَالِ وَمَا یَكْرَهُ فَاِنِّیْ لَا اٰلُوْكُمْ وَنَفْسِیْ
نُصْحًا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ
مَا اَخْلَصْتُمْ لِلّٰهِ مِنْ اَعْمَالِكُمْ فَرَبَّكُمْ اَطَعْتُمْ وَحَظَّكُمْ حَفِظْتُمْ
وَاغْتَبَطْتُمْ وَتَطَوَّعْتُمْ بِهٖ لِدِیْنِكُمْ فَاجْعَلُوْهُ نَوَافِلَ بَیْنَ
اَیْدِیْكُمْ تَسْتَوْفُوْا لِسَلَفِكُمْ وَتُؤْتَوْا جَزَاءَكُمْ حِیْنَ فَقْرِكُمْ وَ
حَاجَتِكُمْ اِلَیْهَا ثُمَّ تَفَكَّرُوْا عِبَادَ اللّٰهِ فِیْ اِخْوَانِكُمْ وَصَحَابَتِكُمْ

الَّذِیْنَ مَضَوْا قَدْ وَرَدُوْا عَلٰی مَا قَدَّمُوْا فَاَقَامُوْا عَلَیْہِ وَ اَحَلُّوْا فِی الشَّقَآءِ وَالسَّعَادَۃِ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ لَہٗ شَرِیْکٌ وَلَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ نَسَبٌ یُّعْطِیْہِ بِہٖ خَیْرًا وَّلَا یَصْرِفُ عَنْہُ سُوْٓءً اِلَّا بِطَاعَتِہٖ وَاتِّبَاعِ اَمْرِہٖ فَاِنَّہٗ لَاخَیْرَ فِیْ خَیْرٍ بَعْدَہُ النَّارُ وَلَاشَرَّ فِیْ شَرٍّ بَعْدَہُ الْجَنَّۃُ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

تیرھواں وعظ در بیان احکام زر وسیم

حضرات:۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے، کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا' اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمانو! محبت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے' اس کے راضی کرنے کی انسان کوشش کرتا ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالےٰ سے محبت رکھنے کا دعوی کرتے ہیں' ان کا یہ قول اسی صورت میں سچا سمجھا جائے گا۔ کہ ان کو اللہ تعالےٰ کے راضی کرنے کی کوشش ہو اس لئے اللہ تعالےٰ نے تبلا دیا کہ میری رضا مندی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میرے رسول کی پیروی کرو۔

اب دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ اور آپ کے نام لیوا آپ کے فرمان کی کیا قدر کرتے ہیں۔

عَنْ ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعمد احدکم الی جرۃ من نار فیجعلہ مافی یدہ معالدحین رای خاتما من ذھب فی ید رجل فنزعہ فطرحہ فقیل للرجل بعد ماذھب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذ خاتمک انتفع بہ فقال لا واللہ لا اخذہ ابدا وقد طرحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(رواہ البخاری والمسلم) یعنے مشکوٰۃ کے باب الخاتم میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ' اور مشارق الانوار کے نمبر ۱۲، ۱۶ میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے اتار کر پھینک دی، پھر آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص آگ کی چنگاری کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو اس کو ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ پھر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اٹھالے۔ اور اس سے کچھ فائدہ حاصل کرلے۔ اس نے کہا کہ میں اس کو ہرگز کبھی نہ لوں گا۔ جس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پھینک دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی انگوٹھی یا چھلا وغیرہ مرد کو پہننا حرام ہے۔ گویا کہ دوزخ کی چنگاریاں ہیں۔

ایک اور حدیث میں امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں حریر لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا پھر فرمایا کہ تحقیق یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو زینت کے واسطے حریر اور سونے کا استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ ہاں! اگر غرض صحیح پیش آجاوے تو تھوڑی دیر ہاتھ میں لے لینا مضائقہ نہیں۔ جیسے اشرفی وغیرہ توڑنے کو۔ خلاصہ یہ کہ حریر بیچنے یا کسی کے دکھلانے کو ہاتھ میں لے لینا مباح ہے۔ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

۱۔ عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الذی یشرب فی اناء الفضۃ فانما یجرجر فی بطنہ نار امن جہنم (رواہ المسلم) یعنی بخاری و مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ کر کے ڈالتا ہے۔

۲۔ عن ام سلمۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شرب فی اناء من ذہب او فضۃ فانما یجرجر فی بطنہ نارا من جہنم (رواہ المسلم) یعنی مسلم میں حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سونے چاندی کے برتن میں پیا۔ اس نے اپنے پیٹ میں غٹ غٹ کر کے دوزخ کی آگ بھر لی۔

۳۔ مشکوۃ کے باب الاثر میں دار قطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے سونے یا چاندی کے برتن میں پیا یا اس برتن میں کچھ بھی سونا چاندی ہو، وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غرغر پیتا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سونے کا برتن ہو یا چاندی کا یا دونوں سے ملا ہوا یا جس برتن میں سونے یا چاندی کا ملمع ہو یا سونے چاندی کے گل بوٹے ہوں، اس میں کھانا پینا ایسا برا ہے کہ قیامت کے دن اسکو دوزخ کی آگ پلائی جائے گی۔

آج کل مسلمانوں پر ایسی تاریکی اور ظلمت چھائی ہوئی ہے کہ انھوں نے احکام شریعت کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور بالکل سگ دنیا ہو گئے ہیں۔ اور جائز و ناجائز میں مطلق امتیاز نہیں

کرتے ۔ سونے چاندی کے برتن اور ریشمی لباس کا استعمال کرنے لگ گئے ہیں ۔ حالانکہ شریعت میں صاف صاف بلا اختلاف غیرے ممنوع ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔

عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تلبسوا الحریر ولا الدیباج ولا تشربوا فی آنیۃ الذھب ولا تاکلوا فی صحافھا فانھا لھم فی الدنیا ولکم فی الاخرۃ (رواہ البخاری والمسلم) یعنی بخاری و مسلم میں حذیفہ بن یمان رضی اللّٰہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ ریشمی کپڑا پہنو نہ دیبا پہنو۔ (دیبا ایک ریشمی کپڑے کی قسم ہے ۔ بعض ریشمی لوٹہ دار کو دیبا کہتے ہیں) اور نہ سونے چاندی کے برتنوں میں پیو اور نہ ان کے پیالے میں کھاؤ۔ اس واسطے کہ دنیا میں یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں ۔ اور اے مسلمانو! تمہارے واسطے آخرت میں یہ چیزیں ہیں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمخواب ۔ دریائی ۔ اطلس اور گلبدن وغیرہ مردوں کو حرام ہے، اور چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا بھی حرام ہے ۔ ہاں اگر تکلف ہی منظور ہے، تو اور عمدہ کپڑے اور عمدہ قسم کی چینی، بلور اور شیشے کے برتن کیا کم ہیں ۔ جو ریشمی کپڑے اور چاندی سونے کے برتنوں کو استعمال کر کے خدا اور اس کے رسول کو ناخوش کریں ۔

دیکھئے! رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کی کس قدر سخت ممانعت کی ہے، یہاں تک کہ ایک موقعہ پر حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ کو دیکھ کر اس کے استعمال سے ناراض ہو گئے تھے، کیونکہ شریعت میں کسی طرفداری اور لحاظ وغیرہ نہیں ہوتا ۔ آپ کا خواہ کیسا ہی دوست اور محب ہو اگر شریعت کے برخلاف کام کرتا تھا تو فوراً اس سے متنفر اور بیزار ہو جاتے تھے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۔

عن علی رضی اللّٰہ قال اھدیت لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حلۃ سیراء فبعث بھا الی فلبستھا فعرفت الغضب فی وجھہ فقال انی لم ابعث بھا الیک لتلبسھا انما بعثتھا بھا الیک خمرا بین النساء (رواہ البخاری ومسلم) بخاری و مسلم میں علی رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک ریشمی خط دار جوڑا بھیجا گیا ۔ آپ نے اُسے میرے پاس بھیجدیا ۔ میں نے اُسے پہن لیا ۔ اس کے پہننے سے آپ کے چہرۂ مبارک میں غصہ کے آثار معلوم ہوئے ۔ پھر فرمایا میں نے اسے تمہارے پہننے کے لئے نہیں بھیجا ۔ بلکہ اس واسطے بھیجا ہے کہ اس کی اوڑھنیاں پھاڑ کر عورتوں میں تقسیم کرو ۔

الحاصل ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لئے ریشمی کپڑا پہننا ناجائز اور حرام ہے ۔ اللّٰہ

تعالیٰ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، اور ان مسلمانوں کو جو ریشمی کپڑے پہنتے ہیں ہدایت دے۔

دنیا کو فانی جان لو مرنے کو بر حق ٹھان لو   یہ بات حق کی مان لو! مانو اسے فرض اتم
جو امر حق لادے بجا ڈرتا رہے حق سے سدا   کرتا رہے سب فرض ادا جنت ملے اس کو ارم
جو امر سے غافل رہے اور نہی میں شامل رہے   در دوزخ اسفل رہے جلتا بصد درد و الم
یارو عزیزو دوستو! دنیا میں ہرگز مت پھنسو!   دل اسکی الفت میں نہ دوست ہارو تم اپنا حشم
آدم کہاں، حوا کہاں، مریم کہاں عیسےٰ کہاں   ہاروں کہاں موسیٰ کہاں اس بات کا ہے سبکو غم
چلنا یہاں سے ایک دن آوے نہ کام اعمال بن   چلنے کا آوے ایک دن وعدے سے دم زاید نہ کم
اک روز ایسا ہویگا جو قبر میں تو سووے گا   شرم گناہ سے رووے گا مولیٰ رکھے اس جا شرم
چلنا وہاں لاچار ہے جس جا نہ کوئی یار ہے   یا مور ہے یا مار ہے یا خاک ہے یا خوں بہم
ڈر اس گھڑی سے یار من چھوڑیں تجھے کرکے دفن   الٹے پھریں سب مرد و زن ماٹی میں کرکے منعدم
منکر نکیر آکر کے تب پوچھیں گے تیرا کون رب!   چاروں طرف سے از غضب پھر خاک ہو تجھ پر ختم
مت کر بھروسہ روز کا مت دل دکھا اک مور کا   کر یاد اندھیرا گور کا جو ہے وہاں سو سو قدم
روز قیامت آوے جب خلقت اٹھی قبروں سے تب   قاضی ہووے اس روز رب جاری کرے سب پر حکم
نیکی بدی تولیں وہاں نامہ عمل کھولیں وہاں   جب ہاتھ و پا بولیں وہاں جاتا رہے سارا بھرم
بھائی کو بھائی چھوڑ دے بیٹے کو مائی چھوڑ دے   خاوند لگائی چھوڑ دے ایسی پڑے کھلبل بہم
بیٹا نہ پوچھے باپ کو جب دیکھے اس کے پاپ کو   سب یار اپنے آپ کو ساتھی نہ ہو جز اپنا دم
آدم سے تا عیسیٰ نبی نفسی پکاریں گے سب ہی   بولیں وہاں اک امتی احمد نبی صاحب حشم
کوئی نہ کام آوے وہاں غیر از عمل اے مومناں   یا مصطفےٰ ہوویں شفیع یا بخشے مولےٰ از کرم

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَ
الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

این جا بنشیند و باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند۔

(دیکھو صفحہ نمبر ۱۱ یا نمبر ۲۰)

خُطْبَۃُ الْاُوْلٰی نمبر ۱۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَجْلَی الْوُجُوْدَ مِنَ الْعَدَمِ

وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِیَدِہٖ اَنْوَاعُ النِّعَمِ

ھُوَ خَالِقٌ ھُوَ رَازِقٌ ھُوَ فَاتِحٌ ھُوَ فَالِقٌ

ھُوَ فِی الْمَوَاعِدِ صَادِقٌ فَیَضَانُہٗ اَعْلٰی اَعَمْ

ھُوَ نَاصِرٌ لِعِبَادِہٖ ھُوَ کَاسِرٌ لِضِّادِہٖ

لَاشَکَّ فِیْ اِرْشَادِہٖ وَیْلٌ لِّعُبَّادِ الصَّنَمْ

بُرْھَانُہٗ غَلَبَ الْعِدٰی سُلْطَانُہٗ بَلَغَ الْعُلٰی

غُفْرَانُہٗ سَتَرَ اللُّغٰی رِضْوَانُہٗ اَوْلٰی اَھَمْ

ثُمَّ الثَّنَا لِرَسُوْلِہٖ ھُوَ وَاسِطٌ لِوُصُوْلِہٖ

سَبَبٌ لِحُسْنِ قَبُوْلِہٖ ھُوَ مُظْھِرُ الْفَیْضِ الْاَتَمْ

اَحْمَدُ مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰی خَیْرُالْوَرٰی نُوْرُالْهُدٰی

فَخْرُ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ اَعْلَی الْاِلٰهُ لَهُ الْعَلَمْ

اَوْلَادُهٗ آلْبَادُهٗ اَصْحَابُهٗ اَوْتَادُهٗ

اَحْبَابُهٗ اَمْجَادُهٗ اَتْبَاعُهٗ خَیْرُالْاُمَمْ

صِدِّیْقُهٗ اَهْلُ الصَّفَا فَارُوْقُهٗ ذُوالْاِجْتِبَا

عُثْمَانُهٗ عَیْنُ الْحَیَا اَلْمُرْتَضٰی بَحْرُالْکَرَمْ

زَهْرَاءُهٗ فِیْ نُوْرِهٖ سَبْطَاهُ سِرُّ سُرُوْرِهٖ

عَمَّاهُ فِیْ مَنْشُوْرِهٖ لِلْعَشْرِ بُشْرٰی یَا آدَمْ

یَاقَوْمِ مَوْتٌ بِالْقَفَا تُوْبُوْا اِلَی اللهِ بِالصَّفَا

مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ قَدْ مَضٰی قَبْلَ الْفَوَاتِ وَالْعَدَمْ

یَغْفِرْ ذُنُوْبًا کُلَّهَا اَعْنِیْ اللهُ فَاقَ وَجَلَّهَا

یَحْفَظْكَ نَارًا غُلَّهَا یُدْخِلْكَ جَنّٰتِ النِّعَمْ

وَاذْکُرْهُ ذِکْرًا دَائِمًا جَنْبًا قُعُوْدًا قَائِمًا

فِیْ حُبِّہٖ سِرْ دَائِمًا فِیْ دِیْنِہٖ ثَبِّتْ قَدَمْ

سِرْ فِیْ سَبِیْلِ ثَنَآءِہٖ کُنْ رَاضِیًا بِقَضَآئِہٖ

کَیْ تَحْتَظِیْ بِلِقَآئِہٖ فِیْ جَنَّۃٍ دَارِ الْقَدَمْ

یَارَبِّ اٰتِ رِجَآءَنَا بِالْفَضْلِ وَاعْفُ خَطَآئَنَا

صَرِّفْ اِلَیْکَ ھَوَاءَنَا وَامْنَحْ لَنَا الْھِمَمْ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ

لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

چودھواں وعظ در بیان ممانعت تصاویر جاندار

حضرات! اللہ تبارک و تعالٰے اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالٰے سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمانو! محبت کا تقاضہ تو یہ ہوتا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کے راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، پس جو لوگ اللہ تعالٰے سے محبت رکھنے کا دعوے کرتے ہیں،

ان کا یہ قول اسی صورت میں سچا سمجھا جائے گا۔ جب کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی کوشش ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ میری رضامندی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میرے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تعمیل کرتے ہیں یا نہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ علیہ وسلم یعنی بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یقول قال اللّٰہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری پیدائش کی طرح پیدا کرے یعنی تصویر بنائے۔ فلیخلقوا ذرۃ جو چاہے کہ ایسے لوگ ایک چیونٹی تو بنائیں او لیخلقوا حبۃ وشعیرۃ یا دانہ یا جو تو پیدا کریں۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صور صورۃ فان اللّٰہ معذبہ حتی ینفخ فیھا الروح وما ھو بنافخ فیھا ابداً یعنی بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی جاندار کی تصویر بنائی، تو اللہ تعالیٰ اس پر عذاب کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس میں جان ڈالے اور جان ڈالنا اس سے کبھی نہ ہو سکیگا، لہٰذا عذاب بھی موقوف نہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاندار کی تصویر بنانا بڑا گناہ ہے، اس واسطے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور تصویر بنانے والا درپردہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تصویر سازی بت پرستی کی جڑ ہے۔ لیکن درخت، پہاڑ اور بیل بوٹا بنانا درست ہے۔

کسی ولی یا نبی یا رسول وغیرہ کی تصویر بھی تبرکاً یا مکان کی زینت کے واسطے لگانا یا رکھنا درست نہیں ہے۔

مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں بخاری ومسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں (عائشہ) نے ایک غالیچہ خریدا اور اس میں جانداروں کی تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو آپ دروازہ پر کھڑے ہو رہے اور اندر تشریف نہ لائے میں نے آپ کے چہرے سے آثار ناخوشی دیکھ کر کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں (عائشہ) اللہ و رسول کے روبرو توبہ کرتی ہوں کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے کہ حضور ناخوش معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غالیچہ کیسا ہے۔ میں

نے کہا کہ یہ آپ کے واسطے خریدا ہے۔ تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس کا تکیہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی کہ مصور عذاب میں پھنسیں گے۔ اور ان کو کہا جائے گا کہ ان میں جان ڈالو جو تم نے بنائیں اور یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے، اس میں فرشتے نہیں آتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکان وغیرہ کی زینت کے واسطے بھی تصویریں نہیں رکھنی چاہئیں چہ جائیکہ تصویریں بالخصوص بنانا اور خریدنا اور مکان کی زینت کے واسطے آئینوں میں لگانا۔

ان احادیث صحیحہ سے مرزائی فرقہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے جو مرزا کی تصویر اپنے پاس رکھتے ہیں، اور دل وجان سے اس کی عظمت کرتے ہیں۔ اور اس عظمت و پرستش کے جواز کے لئے طرح طرح کے حیلے وغیرہ کئے جاتے ہیں۔ اللہ انھیں بصیرت بخشے تاکہ وہ کفر اور ظلمت سے باز آجائیں۔

دیکھیئے! ایک اور حدیث میں مشکوۃ کے باب التصاویر میں ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں کل آپ کے پاس آیا تھا۔ مجھ کو کسی نے مکان کے اندر جانیسے نہ روکا مگر اس سبب سے اندر نہ گیا کہ دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں رنگین پردہ تھا۔ نیز گھر میں کتا تھا پس حکم کرو کہ وہ سب تصاویر جو دروازے پر ہیں دور کردی جائیں اور ہو جائیں، جیسے درخت کی تصاویر اور حکم کرو پردہ کے لئے کہ پھاڑا جائے اور اس سے دو تکیئے بنائے جائیں اور وہ پاؤں کے نیچے روندنے کو پڑے رہیں۔ اور حکم کرو کتے کے واسطے کہ نکال دیا جائے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک لمبی گردن نکلے گی، اور اسکی دو آنکھیں دیکھنے کو ہوں گی، اور دو کان سننے کو ہوں گے اور ایک زبان بولنے کو ہوگی۔ اور وہ کہے گی کہ میں تین شخصوں پر معین ہوں (۱) ہر مغرور ڈھیٹھ پر (۲) ایسے لوگوں پر جنھوں نے اللہ کے ساتھ معبود ٹھیرایا (۳) تصاویر بنانے والوں پر۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر درخت کی تصویر ہو یا ایسی تصویر جو ذلیل وخوار پاؤں کے نیچے پڑی رہے اور اس سے کچھ خوبصورتی مقصود نہ ہو اور نیز وہ چیز بھی ممتاز کی نہ ہو پھر پڑی رہتی ہو جیسے تکیہ وغیرہ کسی چیز کے اندر ہو کہ ظاہر میں معلوم نہ ہوتی ہو مضائقہ نہیں۔ مگر زیب وزینت کے واسطے تصاویر یا مورتیں رکھنا خواہ دروازے پر ہوں خواہ مکان کے اندر خواہ دیوار پر خواہ کپڑے پر ہوں ناجائز ہیں اور کتا پالنا اور گھر میں رکھنا ایسا برا ہے کہ رحمت کے فرشتے وہاں نہیں آتے اور قیامت کے مصور۔ کافر۔ منکر اور غرور سرکشی کرنے والے لوگ ایک ساتھ دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

سید عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت! شریعت نے کتے کے

پالنے اور گھر میں رکھنے سے کیوں منع کیا؟ یہ جانور بڑا رفیق اور جان و مال کا محافظ ہے۔ آپ نے فرمایا بھائی کتا پالنے والا ایک قسم کا مشرک ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو حافظ حقیقی ہے اسکو چھوڑ کر کتے پر بھروسہ کرتا ہے، کتے کو اللہ تعالیٰ نے ناپاک کردیا اور پالنے والا ایسا گنہگار ہوتا ہے کہ فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس کے گھر میں نہیں آتے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے ایک نیچری نے پوچھا کہ جناب یہ تو بتائیے کہ شریعت نے کتے کے پالنے سے کیوں منع کیا ہے، یہ تو بڑا رفیق غریب دروازے پر پڑا رہتا ہے آپ نے جواب دیا کہ بھائی اس میں ایک عیب اتنا بڑا ہے کہ اس کے تمام اوصاف کو خاک میں ملا دیتا ہے اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں قومی ہمدردی نہیں ہے بلکہ باہم ایک دوسرے کا دشمن ہے یہ سنکر وہ بہت محظوظ ہوا۔

سبحان اللہ! دونوں صاحبوں نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق کیا کیا عمدہ جواب دیے۔

عن سفیان ابن ابی زہیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا لا یغنی ذرعا ولا ضرعا نقص من عملہ کل یوم قیراط (رواہ البخاری ومسلم) یعنی صحیح بخاری و مسلم میں سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا کتا رکھے کہ نہ اس کے کھیت کی رکھوالی کرے اور نہ بھیڑ بکری کی رکھوالی کرے تو ہر روز اس کے نیک کام ایک قیراط یعنی پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا کتا پالے کہ نہ تو شکاری ہو نہ مویشی کی حفاظت کے لئے تو اس کے ہر دن کے عمل میں سے دو قیراط ثواب گھٹایا جاتا ہے

ان دونوں مختلف روایتوں میں وجہ تطبیق یہ ہو کہ یہ کتوں کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کے اختلاف پر ہے جسکا ضرر بڑھا ہوا ہوگا تو اس کے پالنے سے عمل میں سے دو قیراط کا ثواب کم کیا جائے گا۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ مکانوں کے اختلاف کے اعتبار سے ہوگا جو کتے شہر میں پلتے ہیں وہ دو قیراط ثواب گھٹانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اور بستیوں والے ایک قیراط کے پاپی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قیراط کا ذکر فرمایا۔ پھر تغلیظ میں زیادہ کرنے کے لئے دو قیراط بڑھا دیے۔

الغرض ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کتے کا پالنا تین قوموں کے لئے درست ہے۔ اول کھیت کی حفاظت کے واسطے۔ دوم بھیڑ بکری کی رکھوالی کے لئے۔ سوم شکار کے واسطے۔ ماسوا ان تینوں کاموں کے کتا پالنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے نیک اعمال گھٹتے جاتے ہیں۔

منقول ہے کہ نوح علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ یا الہ العالمین! آپ نے مجھے کشتی بنانے کا حکم کیا تھا۔ میں دن بھر اسے تیار کرتا رہتا ہوں۔ مگر رات کو میری قوم کے سرکش اور نافرمان لوگ اسے بگاڑ ڈالتے

ہیں حکم ہوا کہ ایک کتا پال لے وہ تیری حفاظت کرے گا۔ نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور جب قوم کے لوگ ان کے بنائے کو بگاڑنے آئے تو کتا ان پر بھونکا جس سے نوح علیہ السلام جونک پڑے اور اٹھ کر انھیں بھگا دیا پس نوح علیہ السلام سب سے اول وہ شخص ہیں جنھوں نے حفاظت کے لئے کتا پالا۔ (نزہۃ المجالس)

بغداد شریف کا ذکر ہے کہ ایک شخص اپنے محلے سے نکل کر اپنے دشمنوں پر گذرا ان ظالموں نے اسے گھر میں لے جا کر بڑی بیرحمی سے قتل کر ڈالا۔ اور لاش کی پوٹ باندھ کر کنوئیں میں ڈال دی مگر کتا جو اپنے مالک کیساتھ ساتھ تھا گھر کے دروازے پر جما بیٹھا رہا۔ جب ان میں سے ایک شخص باہر آیا تو کتا اسے حمیٹ گیا۔ اس شخص نے بہت واویلا کیا۔ اور لوگوں سے فریاد کی جنھوں نے بڑی دشواری سے اس سے پیچھا چھڑایا رفتہ رفتہ خلیفہ کے کان میں یہ خبر جا پہونچی بلا کر پوچھا کہ یہ کیا وجہ ہے کتا تجھ کو لپٹا اور کسی کو نہ لپٹا؟ اتنے میں مقتول کی ماں آگئی اور کہنے لگی حضور! یہ میرے بچے کے دشمنوں میں سے ہے اور شاید کہ میرے بچے کو اس ظالم ہی نے مار ڈالا ہے۔ خلیفہ نے کہا اچھا کتے کو چھوڑ دو۔ انھوں نے چھوڑ دیا۔ کتا آگے آگے اور بادشاہ کے نوکروں کی ایک جماعت پیچھے پیچھے چلی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ کتا ایک گھر میں داخل ہوا اور کنوئیں کی منڈیر پر کھڑا ہو کر بھونکا۔ اس وقت اس شخص نے اقرار کیا اور اپنے ساتھ کے لوگوں کو بھی بتا دیا خلیفہ نے سب کو قصاص میں مار ڈالا (نزہۃ المجالس)

مسلمانو! انگریز لوگ تو اپنی حفاظت کے لئے کتے رکھتے ہیں۔ بھلا ہم لوگوں کو کتے کی کیا ضرورت ہے، بجز اس کے کہ ایک شان سمجھی جائے اور نیز حاکم وقت کی تقلید ہے، مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا کہ ایک صاحب ریل میں کتا لئے بیٹھے تھے، اور ظاہراً وضع بھی ایسی نہ تھی جس سے مسلمان سمجھے جاتے ایک دوسرے صاحب گئے تو آپ نے شکایت کی کہ آپ نے سنت اسلام سے کیوں پرہیز کیا یعنی آپ نے علیک سلیک نہیں کی انھوں نے یہ عذر کیا کہ حضرت میں نے آپکو مسلمان نہیں سمجھا تھا۔ کہنے لگے کہ اسلام صرف وضع سے معلوم ہوتا ہے میں نے سنا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جہاں کتا ہوتا ہے وہاں فرشتے نہیں آتے بس یہ خیال کر کے میں نے کتا رکھنا اختیار کیا ہے کہ جبتک کتا میرے پاس رہے گا موت کا فرشتہ نہیں آئے گا۔ انھوں نے کہا جناب کتے بھی تو مرتے ہیں۔ جو فرشتہ کتے کی جان نکالیگا وہی آپ کے واسطے بھی کافی ہوگا۔ پھر تو آپ کتے کی موت مر گئے

اللہ تبارک تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور وساوس شیطانی سے محفوظ رکھے ؎

اگر تو ملک جہاں را بدست آوردی ۔۔۔ مباش غرہ کہ ناپائدار خواہد بود

بمال غرہ چہ باشی کہ بعد روزے چند ۔۔۔ ہمہ بقبضۂ میراث غیر خواہد بود

بسا امیر کہ آنجا اسیر خواہد شد
بسا اسیر کہ فرماں گزار خواہد بود

چرا ز حال قیامت نمے نیندیشی
کہ حال بے خبراں سخت زار خواہد بود

بہشت می طلبی وا زگنہ نہ پرہیزی
بہشت منزل پرہیزگار خواہد بود

گزر ز باطل و مردانہ حق پرستی کن
زحق پرستی بہتر چہ کار خواہد بود

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(ایں جا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند دیکھو صفحہ ۱۱ یا ۲۰)

مِنْ خُطَبِ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر (۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْئَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ط فَاِنَّهٗ قَدْ دَنٰى اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا

مُّبِيْنًا ط اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَاَنْ تُثْنُوْا عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ
وَاَنْ تَخْلِطُوْا الرَّغْبَةَ بِالرَّهْبَةِ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلٰى ذَكَرِيَّا
وَاَهْلِ بَيْتِهٖ فَقَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ
يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ ط ثُمَّ اعْلَمُوْا عِبَادَ اللهِ
اِنَّ اللهَ قَدِ ارْتَهَنَ بِحَقِّهٖ اَنْفُسَكُمْ وَاَخَذَ عَلٰى ذٰلِكَ مَوَاثِيْقَكُمْ
وَاشْتَرٰى مِنْكُمُ الْقَلِيْلَ الْفَانِيَ بِالْكَثِيْرِ الْبَاقِيْ هٰذَا كِتَابُ اللهِ
فِيْكُمْ لَا يُطْفَأُ نُوْرُهٗ وَلَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ فَاسْتَضِيْئُوْا بِنُوْرِهٖ
وَانْتَصِحُوْا كِتَابَهٗ وَاسْتَضِيْئُوْا مِنْهُ لِيَوْمِ الظُّلْمَةِ فَاِنَّهٗ اِنَّمَا
خَلَقَكُمْ لِعِبَادَتِهٖ وَوَكَّلَ بِكُمْ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ط ثُمَّ اعْلَمُوْا عِبَادَ اللهِ اِنَّكُمْ
تَغْدُوْنَ وَتَرُوْحُوْنَ فِيْ اَجَلٍ قَدْ غُيِّبَ عَنْكُمْ عِلْمُهٗ
فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْقَضِيَ الْاَجَلُ وَاَنْتُمْ فِيْ عَمَلِ
اللهِ فَافْعَلُوْا وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ

سابقوا فی آجالکم قبل ان تنقضی آجالکم فتردکم الی
اسوء اعمالکم فان قوما جعلوا آجالهم لغیرهم ونسوا
انفسهم فانهاکم ان تکونوا امثالهم فالوحا الوحا النجا النجا فان
وراءکم طالبا حثیثا امره سریع این الوضاة الحسنة وجوههم
المعجبون بشبابهم این الملوک الذین بنوا المدائن وحصنوها
این الذین کانوا یعطون الغلبة فی مواطن الحرب قد تضعضع
ارکانهم حین اخنی بهم الدهر واصبحوا فی ظلمات القبور
الوحا الوحا النجا النجا اما بعد قال الله تبارک وتعالی فی الکلام
القدیم اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم بسم الله
الرحمٰن الرحیم قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم والله غفور رحیم

پندرھواں وعظ دربیان احکام السلام علیکم

حضرات: اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے کہ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمانو:۔ محبت کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کے راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کی یہ بات اسی صورت میں سچی سمجھی جائے گی، کہ اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی کوشش ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ میری رضامندی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میرے رسول کی پیروی کرو۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ آیا جو کچھ رسول اللہ صلعم ارشاد فرماتے ہیں آپ کے نام لیوا اس پر عمل کرتے ہیں یا نہیں، نسائی شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ اول بیماری میں خبر لینا۔ دوم مرنے پر جنازہ پڑھنا، سوم دعوت کرے تو قبول کرنا چہارم چھینک مارے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہنا پنجم آگے پیچھے اسکی خبر گیری کرنا، ششم ملتے وقت السلام علیکم کہنا۔ دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے السلام علیکم کو حقوق العباد فرمایا مگر افسوس ہے ہمارے نوجوان بھائیوں کا جو بڑے مہذب اور شائستہ ہیں یہ حال ہے کہ ان کے نزدیک السلام علیکم کہنا ہی بے ادبی اور خلاف تہذیب ہو۔ ہاں! گڈمارننگ، گڈ ایوننگ، گڈبائی اور گڈنائٹ وغیرہ وغیرہ بڑے اشتیاق سے کہتے ہیں۔ بعض تو بجائے السلام علیکم کے ہاتھ یا چھڑی کر دیتے ہیں۔ بعض صرف سر کو ہلا دیتے ہیں۔ بعض بندگی اور آداب عرض وغیرہ کرتے ہیں۔ اور بعض یہ الفاظ کہتے ہیں کہ "جناب منشی صاحب" مولوی صاحب۔ بابو صاحب، اجی حضرت خان صاحب، چودہری صاحب بعض جہلا بجائے السلام علیکم کے "یا علی مدد" اور "مولا علی مدد" وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ مسلمان مردوں کا حال ہے۔ عورتوں کا یہ دستور ہے کہ بڑی بی چھوٹی کو کبھی سلام نہیں کہتی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اگر چھوٹی بی بڑی بی کو سلام بھی کرے تو وہ کبھی بھی وعلیکم السلام نہیں کہے گی۔ بلکہ اس کے بجائے کوئی اور ہی لفظ استعمال کرتی ہیں۔ مثلاً ٹھنڈی رہو۔ عمر برکت وغیرہ وغیرہ حالانکہ حدیث شریف میں آدم علیہ السلام سے ابتک یہی معمول چلا آیا ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری و ترمذی شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم علیہ السلام چھینکے اور الحمد للہ کہا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یرحمک اللہ یا آدم پھر فرمایا یہ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہے ان کو السلام علیکم کہو۔ پس آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو السلام علیکم کہا۔ انھوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا تحفہ ہے۔

بخاری ومسلم شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا اَیُّ اِلا سلامِ خَیْرٌ اسلام کی خصلتوں اور ادبوں سے کون سی خصلت اور ادب بہتر ہے، آپ نے فرمایا تطعم الطعام وتقری السلام علی من عرفت ومن لم تعرف یعنی کھانا کھلانا اور ہر واقف و ناواقف کو سلام کہنا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام حقوق اسلام سے ہے یہ کوئی رشتہ داری یا آشنائی کا حق نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک مسلمان کو خواہ وہ واقف ہو یا نہ ہو یہ تحفہ سلام دینا مسنون ہے۔

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو السلام علیکم سے بخل کرتا ہے یعنی مسلمان بھائی کی ملاقات کے وقت السلام علیکم نہیں کرتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی کے مکان پر جائے تو پہلے السلام علیکم کہے بعدہٗ اجازت لے کر اندر جائے، اندر جا کر پھر السلام علیکم نہ کہے۔ جب واپس ہو تو بھی السلام علیکم کہہ کر آئے نیز فرمایا کہ جو شخص السلام علیکم نہ کہے اسے اندر آنے کی اجازت نہ دو۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو السلام علیکم کہا کرو وہ سلام تمہارے اور تمہارے گھر کے لئے موجب برکت ہوگا۔ بلکہ فرمایا جو کوئی سلام کہہ کر گھر میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں صلح وصفائی کا ذمہ دار ہے اس کے گھر میں فساد نہیں ہوگا

حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کبھی پکے مسلمان نہیں ہو گے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو گے اور محبت پھیلانے کا ذریعہ آپ نے یہ بتلایا کہ آپس میں ملتے وقت سلام علیکم کہا کرو۔

حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بازار میں مجلسیں لگا کر نہ بیٹھا کرو اگر تم کو ضرورت ہو تو بیٹھ کر راستہ کا حق ادا کیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نظر نیچے رکھو، چلتی پھرتی عورتوں سے نگاہیں نہ لڑاؤ۔ چلنے والوں کو تکلیف نہ دو، بڑی بات یہ ہے کہ السلام علیکم کرو اور سلام کا جواب دو اور بھلی باتیں لوگوں کو بتاؤ اور بری باتوں سے روکو۔

حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص پہلے سلام سے کلام کرے اس کا جواب نہ دو۔ جو شخص آتے ہوئے سلام نہ کرے اسکو کھانے کی دعوت نہ دو۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کبھی کسی مجلس میں جاؤ تو جہاں تم کو جگہ ملے سلام کر کے بیٹھ جاؤ۔ اور جب جانے لگو تو پھر بھی سلام کہو یہ نہ سمجھو کہ پہلا سلام ہی کافی ہے، پہلا سلام اپنے موقعہ پر اور دوسرا اپنے مرتبہ پر۔

حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم آپس میں ملو

تو السلام علیکم کہا کرو۔ اگر علیحدہ ہو کر اسی گھڑی ملو گو تم میں ایک دیوار ہی کا فاصلہ ہو تو بھی پہلے سلام پر قناعت نہ کرو۔ بلکہ دوسرا سلام کہا کرو۔

بعض جہلا ان احکام پر ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں بصیرت بخشے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی فہمید عطا فرمائے۔

دیکھئے اصحابہ کرامؓ کا کیا حال تھا۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ بازار میں بغیر کسی مطلب کے بھی چلے جاتے ایک روز کسی نے ان سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ بغیر مطلب دنیوی کے بھی بازار میں پھرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اس واسطے بازار میں پھرتا ہوں کہ لوگوں سے ملکر السلام علیکم کہوں یا اور کوئی مجھے سلام کہے تو میں جواب دوں تاکہ مجھے ثواب حاصل ہو۔

چونکہ سلام میں ابتدا کرنے کی بہت بڑی فضیلت ہے اس لئے جو عمر میں بڑا رتبے میں اعلیٰ درجہ پر ہو اسی کو چاہیئے کہ سلام میں تقدیم کرے دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اس کے کہ سارے عالم سے افضل و برتر تھے، عورتوں اور لڑکوں کو بھی خود ہی پہلے سلام کیا کرتے تھے، چنانچہ امام احمد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علی نسوۃ فسلم علیہن یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں پر گذرے پس آپ نے ان کو سلام کیا۔

ترمذی شریف میں سیار رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے قال کنت امشی مع ثابت البنانی فمر علی صبیان فسلم علیہم فقال ثابت کنت مع انسؓ فمر علی صبیان فسلم علیہم وقال انس کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمر علی صبیان فسلم علیہم یعنی سیار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں ثابت بنانیؓ کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ ان کا گذر لڑکوں پر ہوا۔ انھوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ میں انس رضؓ کے ساتھ تھا وہ لڑکوں پر گذرے انھوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ کے ہمراہ تھا آپکا گذر لڑکوں پر ہوا آپنے انکو سلام کیا

معلوم ہوا کہ سلام میں سبقت بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام کرنے میں کسی طرح کا نقصان نہیں ہے بلکہ بہت سے فائدے ہیں۔ اول یہ کہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت ہوتی ہے۔ دوم اجر ملتا ہے سوم کرنیوالے اور جواب دینے والے دونوں کو دعا ملتی ہے۔ چہارم سلام کرنا باہمی محبت کو بڑھاتا ہے۔ اور دلوں سے دشمنی کو نکالتا ہے۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر السلام علیکم کہا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام پھر وہ مرد بیٹھ گیا بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عشر" یعنے اس شخص کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ پھر وہ بیٹھ گیا بعدہ آپ نے فرمایا عشرون یعنے اس شخص کے نامہ

اعمال میں بیس نیکیاں لکھی گئیں، پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر وہ بیٹھ گیا۔ بعدہ آپ نے فرمایا ثلثون یعنی اس شخص کے نامہ اعمال میں تیس نیکیاں لکھی گئیں، پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرۃ پھر وہ بیٹھ گیا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا اربعون یعنی اس شخص کے نامۂ اعمال میں چالیس نیکیاں لکھی گئیں۔

مسئلہ سلام کہتے وقت دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ سلام مصافحہ سے پورا ہوتا ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان مصافحہ[۱] کرتے ہیں تو ان کے ہاتھ چھوٹنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مصافحہ کرنے سے دلوں سے رنج اور کدورتیں دفع ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ اگر کوئی شخص سافری سے آئے تو علاوہ السلام علیکم کے اور مصافحہ کے اس سے معانقہ یعنی گلے ملنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ اگر سلام کہنے والا اکیلا ہے تو جواب میں جیسے وعلیکم السلام کہنا جائز ہے ویسے ہی وعلیک السلام بھی درست ہے۔

مسئلہ جس مجلس میں مسلمانوں کے ساتھ کافر بھی ہوں انکو بھی السلام علیکم کہنا جائز ہے۔

مسئلہ جب آدمی اپنے گھر میں جائے تو بلند آواز سے اپنی بیوی اور گھر والوں کو السلام علیکم کہے اور وہ بھی بلند آواز سے وعلیکم السلام جواب دیں۔

مسئلہ جو شخص کہ اسے کسی غائب کی طرف سے سلام پہنچے تو اُسے چاہیئے کہ پہنچانے والے کو یوں جواب دے وعلیک وعلیہ السلام یعنی تجھ پر بھی (اے پہونچانے والے) اور اس پر بھی (جس نے سلام بھیجا ہے) سلام ہو۔

مسئلہ:۔ کافروں کو ہندو ہو یا عیسائی، یہودی ہو یا پارسی، مرزائی ہو یا چکڑالوی، دہریہ ہو یا نیچری، السلام علیکم کے بجائے ملک کا مروجہ سلام کرنا جائز ہے۔ مگر کوئی لفظ خلاف شرع نہ ہو۔

---

[۱] حدیث شریف میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا بھی پایا جاتا ہے لیکن صحیح حدیث دونوں ہاتھوں والی ہے علاوہ ازیں تمام مشایخ اور صوفیائے کرام کا اسی طرز پر معمول ہے۔ گویا اجماع امت دونوں ہاتھوں پر ہے۔ فرقہ غیر مقلدین اس صحیح حدیث پر عمل کرتے ہوئے نظر نہیں آتے دراصل وہ وہ کام کرتے ہیں جو صوفیائے کرام کے خلاف ہو اللہ تعالیٰ انھیں بصیرت بخشے (صوفی عفاعنہ)

مسئلہ۔ اگر کوئی بڑا پارسا پیر و مرشد ہو اور کسی بدکردار کا جواب اس لئے نہ دے کہ وہ اپنے بدکردار سے باز آجائے تو جائز ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کہا کرتے تھے کہ شراب خواروں کو سلام علیکم نہ کہا کرو۔

مسئلہ۔ خط میں بھی شروع مطلب سے پہلے السلام علیکم لکھنا درست ہے۔

مسئلہ۔ سامنے سے چلتی ہوئی جب دو جماعتیں ملیں تو تھوڑے بہتوں کو اور چھوٹا بڑے کو السلام علیکم کہے اور سوار چلتے کو اور چلتا ہوا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے۔

مسئلہ اگر دو شخص آپس میں خفا ہوں، ان کو تین دن کے اندر ہی اندر السلام علیکم کر لینا ضروری ہے، اگر تین دن سے بڑھ گئے تو ان کی عبادت قبول نہ ہوگی جب تک صلح نہ کریں، ہاں اگر کوئی بے دین مفسد ہو اور اس وجہ سے اس کو چھوڑا جائے تو درست ہے۔ لیکن اگر ان میں سے ایک نے السلام علیکم کہا اور دوسرے نے قبول نہ کیا تو کہنے والا اس گناہ سے چھوٹ جائے گا جو خفگی کی حالت میں دونوں پر ہوتا تھا۔

الغرض لفظ سلام کے دو معنے ہیں۔ اول سلامت، دوم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے پس السلام علیکم کے دو معنی ہوئے کہ اللہ تیرے حال سے اطلاع رکھتا ہے تو غافل مت رہ یا اللہ تعالیٰ کا اسم تجھ پر ہے یعنی تو اس کے حفظ وامان میں ہے جیسے اللّٰہ معک یعنی اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے۔ بعض علماء السلام علیکم کے معنی یہ بھی لیتے ہیں کہ تیری طرف سے اپنے کو بے پرواہ رکھ اور وعلیکم السلام کے معنی یہ ہوئے کہ تو بھی میری طرف سے اپنے کو بے پرواہ رکھ۔

مسلمانو! اسلام میں کافر اور مسلمان کے فرق وتمیز کے واسطے خاص یہ سلام کا دستور وطریقہ مقرر ہوا ہے کیونکہ یہود اور نصاریٰ کا سلام ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے اور اسلام کا سلام السلام علیکم کہنا سنت ہے، اور اس کا جواب دینا واجب ہے لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان کے جاہل مسلمان سلام کے بجائے ہاتھ یا چھڑی یا سر کے اشارہ سے کہتے ہیں اور زبان سے السلام علیکم اور وعلیکم السلام نہیں کہتے۔ یہ طریقہ متکبر اور مغرور دولتمندوں کا ہے کہ اگر کوئی غریب السلام علیکم کہے تو بعض سرکش متکبر جواب میں وعلیکم السلام نہیں کہتے، بلکہ دل میں یہ کہتے ہیں کہ یہ کمینہ ہم کو سلام کرنے کے لائق نہیں۔ لو یہ ہماری برابری کرنے لگا۔ اسی واسطے نماز با جماعت نہیں پڑھتے کہ ہم کو ان کمینوں اور ذلیلوں اور کم درجے والوں کے ساتھ کھڑا ہونا پڑیگا۔ اور ہماری عزت میں فرق آجائے گا۔

الغرض ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے شریعت کی اہانت ہوتی ہے۔ اور آپ گنہ گار ہو جاتے ہیں ایسے متکبروں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ھم السفھاء فرمایا ہے۔ یعنی قریش کے کافر اور منافق اپنے کو بڑا اشرف جانتے تھے اور اپنی نجابت، شرافت اور عمدگی کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک غریب بازی، اہل حرفہ، کمینہ اور کم رتبہ ایمان لاکر جمع ہوتے ہیں ہم اشرافوں سے ان کی کہاں کی برابری۔ ان کی مجالس میں بیٹھنے سے ہم کو غیرت آتی ہے۔ اس لئے ہم ایمان واسلام قبول نہیں کرتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں هم السفهاء فرمایا یعنی وہ کافر بڑے کمینے ہیں۔ اور جو ایمان لائے وہ بڑے اشرف اور نیک بخت ہیں۔ زادهم الله تعالیٰ ایمانا کاملا

خصوصاً اس ملک کے امیر اور منصب دار لوگ اسلام کی دولت سے محروم ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی بے نصیب کرتے ہیں۔ پیغمبروں کے آداب خصوصاً سب پیغمبروں کے سرتاج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے منکر ہوتے ہیں تکبر سے کسی کو السلام علیکم بھی نہیں کہتے اور کسی کو السلام علیکم کہنا بھی نہیں سکھاتے۔ بلکہ اس کے عوض لوگ سر کو رکوع اور سجدہ کے قریب تک جھکاتے ہیں۔

مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی ظاہر و باطن میں مرتبے والا نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ ان کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم) کے برابر کوئی ادب جاننے والا بھی نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ پس ایسے دو جہان کے بادشاہ کو اصحاب السلام علیکم کہتے تھے، لیکن جھکتے نہیں تھے، اکثر اوقات جناب رسالتمآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درخت اور جانور اور اونٹ وغیرہ سجدہ کرتے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم بھی سجدہ کریں آپ نے فرمایا خدا کے سوا اگر کسی مخلوق کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں جوروں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

الغرض! اے مسلمانو! آپس میں رابطہ اتحاد بڑھانے اور خدا اور اس کے رسول اکرم صلعم کے احکام کی تابعداری کرنے کی کوشش کرو۔ تکبر اور غرور کی رسی سے چاہ ضلالت میں نہ گرو اور سرائے فانی کے لذات وشہوات کے پیچھے پڑکر اپنی عاقبت کو خراب نہ کرو۔ اور جہان جاودانی کے انعامات واکرام سے محروم نہ رہو اس دنیا کی تھوڑی بہت نعمت پر قناعت کرنا ایک لازمی امر ہے۔

اے دل بکام خویش جہاں را تو دیدہ گیر	در وے ہزار سال چو نوح آرمیدہ گیر
بستان و باغ ساختہ گیر اند روے بسے	ایوان و قصر سر بفلک برکشیدہ گیر
با دوستان مشفق و یاران مہرباں	بنشستہ و شراب مروق چشیدہ گیر
ہر ماہرو کہ ہست در ایام روزگار	آں را بناز در بر خود آرمیدہ گیر
ہر نعمتے کہ ہست بعالم تو خوردہ داں	ہر لذتے کہ ہست سراسر چشیدہ گیر
چوں بادشاہ عادل بر تخت سلطنت	صد جامہ حریر بدولت دریدہ گیر
ہر گنج و ہر خزانہ کہ شاہاں نہادہ اند	آں گنج و آں خزانہ بچنگ آوردہ گیر

ہر بندہ کہ ہست بہ بلغار و ہند و روم — آں بندہ را بسیم و زر خود خریدہ گیر
آواز عود و بربط و نائے سرود و چنگ — آں طنطنہ را کہ می شنوی آنرا شنیدہ گیر
در آرزوئے آب حیات تو ہر زماں — مانند خضر گرد جہاں در دویدہ گیر
تو ہمچو عنکبوتے و حال جہاں مگس — چوں عنکبوت گرد مگس بر تنیدہ گیر
گیرم ترا کہ مال ز قاروں فزوں شود — عمرت بعمر نوح پیمبر رسیدہ گیر
چندیں ہزار اطلس و کمخواب روزگار — پوشیدہ در تنعم و آنگہ دریدہ گیر
اما ز مرگ چارہ نداری و عاقبت! — در خاک تیرہ گول لحد در خزیدہ گیر
روزے پسیں کہ ہیچ نماند بجز دریغ — صد بار پشت دست بدنداں گزیدہ گیر
سعدی تو نیز ازیں قفس تنگ نالے دہر — روزے قفس شکستہ و مرغش پریدہ گیر

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند۔ (دیکھو ثانیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۰۲)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر (۱۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْجَلِيْلِ ط السَّتَّارِ الْعَظِيْمِ الْجَلِيْلِ رَافِعِ قُبَّةِ السَّمَآءِ وَمُكَلِّلِهَا بِالنُّجُوْمِ تَكْلِيْلًا ط وَبَاسِطِ الْاَرْضِ وَمُذَلِّلِهَا تَحْتَ الْاَقْدَامِ تَذْلِيْلًا وَخَصَّ وَعَمَّ بِالْاَجْرِ هٰذَا الْيَوْمِ

اَلْمُبَارَكَ بِالتَّشْرِيْفِ وَالتَّفْضِيْلِ ط اَحْمَدُهٗ حَمْدًا اَبْلُغُ بِهٖ مِنَ

اللّٰهِ الْاَجْرَ الْجَزِيْلُ ط وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا

شَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً يُّتَّخَذُ بِهَا اِلٰى رِضْوَانِ اللّٰهِ سَبِيْلٌ ط

وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ ط يَا ابْنَ اٰدَمَ لَا تَظْلِمْ فَيُقْتَصَّ مِنْكَ غَدًا

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ فَتِيْلًا ط فَعَلَيْكَ بِمِثْلِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ

فَاِنَّهٗ يَوْمٌ فَضِيْلٌ ط فِيْهِ تَابَ اللّٰهُ عَلٰى اٰدَمَ بَعْدَ الطَّرْدِ وَ

الْبُكَآءِ وَالْعَوِيْلِ ط وَفِيْهِ رَفَعَ اِدْرِيْسَ مَكَانًا عَلِيًّا ط وَفِيْهِ

نَجَا نُوْحٌ وَّمَنْ مَّعَهٗ فِي السَّفِيْنَةِ بِالزَّادِ الْقَلِيْلِ ط وَفِيْهِ

اَطْفَا اللّٰهُ نَارَ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ ط وَفِيْهِ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى وَ

اَنْزَلَ عَلٰى يَعْقُوْبَ بَعْدَ حُزْنِهِ الطَّوِيْلِ ط وَفِيْهِ اَخْرَجَ

يُوْنُسَ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ ط وَفِيْهِ فَلَقَ الْبَحْرَ

لِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَفِيْهِ غَفَرَ لِدَاؤُدَ ذَنْبَهٗ وَفِيْهِ

رَدَّ لِسُلَیْمَانَ مُلْکَہٗ رَدًّا جَمِیْلًا وَفِیْہِ رَفَعَ عِیْسٰی وَفِیْہِ بِالرَّحْمَۃِ جِبْرَائِیْلُ وَ فِیْہِ غَفَرَ لِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَنْبَہٗ الْکَثِیْرَ مِنْہُ وَالْقَلِیْلَ وَفِیْہِ قُتِلَ سِبْطُ رَسُوْلِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ وَکَمْ قُتِلَ مَعَہٗ وَمَنْ صَامَہٗ فَکَاَنَّمَا صَامَ الدَّھْرَ کُلَّہٗ وَفَازَ بِالْاَجْرِ الْجَزِیْلِ وَمَنْ کَسَا فِیْہِ عُرْیَانًا اَجَارَہُ اللّٰہُ مِنَ الْعَذَابِ الْوَبِیْلِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ الْفَضِیْلِ وَخُصَّنَا فِیْہِ بِالْاَجْرِ الْوَافِرِ وَالْعَطَآءِ الْجَزِیْلِ وَاغْفِرْ لَنَا فِیْہِ کُلَّ ذَنْبٍ عَظِیْمٍ وَخَفِّفْ ظُھُوْرَنَا مِنْ کُلِّ وِزْرٍ ثَقِیْلٍ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝

سولہواں وعظ در بیان بدعت

مسلمانو! اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، اور اس کی حدوں سے بڑھ چلے تو اللہ اس کو آگ میں داخل کرے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اسکو ذلت کی مار ہوگی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور وہ باتیں جن کی شریعت میں کچھ اصل نہیں ہے مقرر اور رائج کر دینا سراسر نافرمانی اور عدول حکمی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا صلوۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا ویخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ من العجین (رواہ ابن ماجۃ) یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدعتی سے قبول نہیں کرتا اس کے روزے، اس کی نماز، اس کے حج، اس کے عمرے اس کے جہاد اس کی خیرات اور اس کے انصاف کو اور وہ شخص اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہاں بدعتی سے عام بدعتی مراد ہے خواہ بدعت کو وہ نکالے خواہ کوئی اور نکالے، اور یہ اسکو پسند کر کے خود اختیار کرے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

۱۔ عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلعم من کثر سواد القوم فھو منھم من رضی عمل قوم کان شریکا من عمل بہ یعنی دیلمی نے ابن سعید رضی اللہ عنہ سے اور سیوطی نے جمع الجوامع میں روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، جس نے ایک قوم کے رواج کو زیادہ کیا پس وہ ان ہی میں سے ہے، اور جو ایک قوم کے عمل سے راضی ہوا وہ اس شخص کا شریک ہے جس نے بدعت کے ساتھ عمل کیا ہے یعنی اس کے جانے سے ان کو زینت و رونق ہو جاتی ہے اور اس کا رواج زیادہ ہو جاتا ہے کہ ایک کے دیکھا دیکھی بہت لوگ جمع ہو جاتے ہیں

۲۔ قال النبی صلعم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہٖ وان لم یستطع فبقلبہٖ وذلک اضعف الایمان (رواہ المسلم) یعنی صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے انکار کی ایک چیز دیکھی تو چاہیئے کہ اُسے اپنے ہاتھ سے دور کرے پس اگر یہ طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اُسے برا کہے پھر اگر یہ بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے برا جانے اور دل کے ساتھ برا جاننا بہت ضعیف ایمان ہے۔ یعنی ضعیف الایمان بھی ہونا اچھا نہیں ہے۔ کیوں کہ بدعت کو ہاتھ سے دور کرنا ضروری اور لابدی ہے۔ چوں کہ اب زمانہ نازک ہے۔ اس لئے ہاتھ سے تو ہو نہیں

سکتا۔ مگر ہاں! زبان سے تو ہو سکتا ہے پس جس نے نہ ہاتھ سے دور کیا نہ زبان سے اور نہ دل سے بُرا جانا بلکہ نیک جان کر اس کو کیا تو تحقیق جاننا چاہیئے کہ وہ بلاحساب دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

۳۔ قال النبی صلعم من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہ اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل فیہا لا ینقص من اوزارھم شیئاً (رواہ الترمذی وابن ماجۃ) یعنی ترمذی اور ابن ماجہ میں عمرو بن عوف اور بلال بن حارث رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک ایسی بدعت نکالی جو گمراہی ہے کہ اس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہیں، اس پر ان لوگوں کی مانند گناہ ہے جنھوں نے اس بدعت پر عمل اور ان کے گناہوں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا یعنے جس شخص نے ایک بدعت نکالی اور لوگوں نے اس کو اختیار کیا تو اس کے اختیار کرنے والے لوگوں کے برابر اس شخص کو گناہ ہوتا ہے اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان کے گناہ کم ہو کر اس پر ہوتے ہیں۔ بلکہ جس قدر ان پر ہوتے ہیں اسی قدر اس پر ہوتے ہیں۔

۴۔ قال النبی صلعم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردٌّ (رواہ فی مشکوٰۃ) مشکوٰۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہمارے دین میں ایک نئی بات نکالی ایسی کہ اس دین سے نہ ہو پس وہ مردود ہے۔

مسلمانو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردود کریں پھر اس کا کہاں ٹھکانا ہے۔ اللّٰھم احفظنا من ذلک

۵۔ عن ابن عباسؓ وبزاز نعمان قال قال النبی صلعم من احدث حدثا او اویٰ محدثا علیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بزاز نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک بات نکالی یا اس نکالی ہوئی بات کو پسند کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں کی لعنت ہے اور نیز اللہ تعالیٰ اس سے خیرات اور انصاف وغیرہ قبول نہیں کرتا۔

۶۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (رواہ فی مشکوٰۃ) یعنی مشکوٰۃ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے میری سنت کو دوست رکھا۔ پس تحقیق کہ اس نے مجھ کو دوست رکھا۔ اور جس نے مجھ کو دوست رکھا پس تحقیق وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

اللہ اکبر! جس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کا وعدہ فرما دیں۔ اس کو چھوڑ

کر جان بوجھ کر دوزخ اختیار کریں؟ تعجب کی بات ہے، بلکہ چاہیئے تھا کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے برخلاف ہو اسکو ہرگز ہرگز اختیار نہ کیا جائے اگرچہ اسکے چھوڑنے میں کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

۷۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار (رواہ فی المشکوٰۃ) مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام امورات سے بدترین امر ایک نئی چیز کا نکالنا ہے۔ اور جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ بدعت اسکو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے وقت میں نہ ہوا اور بعد میں دین میں نئی بات نکالی جائے، پس علمائے اسلام نے بدعت کو پانچ قسموں پر منقسم کیا ہے۔

اول:۔ بعض بدعات واجب ہیں مثلاً علم صرف اور علم نحو کا پڑھنا۔ کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ کلام اللہ اور احادیث کے معنی بخوبی سمجھے جائیں۔ چونکہ اس کے پڑھنے کے بغیر عربی زبان حاصل نہیں ہوسکتی، اس واسطے اس کا پڑھنا واجب ہوا۔

دوم بعض بدعات مستحب ہیں مثلاً سرائیں، کنوئیں اور دینی مدرسے وغیرہ بنانا جن میں طالبعلم پڑھتے ہیں۔

سوم بعض بدعات مباح ہیں مثلاً زیورات اور عمدہ پوشاک کا پہننا۔

چہارم بعض بدعات مکروہ ہیں مثلاً کلام اللہ اور مسجدوں پر سنہری کام کرنا۔

پنجم بعض بدعات حرام ہیں۔ کہ امور دین میں ایک نئی بات پیدا کرنا۔ مثلاً تعزیہ وغیرہ نکالنا۔

آج کل ہند و پنجاب میں ایک اور بات پیدا ہوگئی ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی کا بھائی یا خاوند وغیرہ مرجاتا ہے تو عورتیں کئی کئی سال تک سوگ میں گذار دیتی ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یحل لامراۃ تومن باللہ والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلث لیال الا علی زوج اربعۃ اشھر وعشرا (رواہ البخاری ومسلم) یعنی مشکوٰۃ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اس عورت کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ میت پر تین دن اور تین رات سے زیادہ سوگ کرے مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن تک۔

مسلمانو! خیال کرنے کا مقام ہے کہ ہند اور پنجاب کی عورتیں معمولی رشتہ دار وغیرہ کی وفات پر کم از کم سال بھر تک بعض بعض کام نہیں کرتیں۔ مثلاً سال بھر تک چرخے کا نہ کاتنا اور سنویاں وغیرہ نہ بنانا اسکی وجہ یہ ہے کہ ان میں دینی تعلیم کی بہت کمی ہے، دیکھیے! اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ نساء میں کیا فرماتا ہے

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و

وَ نصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنی جو مخالفت کرے رسول کی اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کھل چکی، اور چلے مسلمانوں کے راستہ کے سوا دوسرے راستہ پر تو ہم اس کو چلائے جائیں گے۔ اسی راستہ پر جس پر وہ چلا اور ہم اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

پس اے مسلمانو! اپنے دین میں کوئی راہ نئی مت نکالو! اور پورے طور پر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرو۔ مخالفت رسول سے بچو اور صراط مستقیم یعنے رسولی طریقہ پر چلو تاکہ تمہارا انجام بخیر ہوے

کر گذر اک روز قبرستان پر — کیسے کیسے کیا ہوئے ہیں کر نظر
بادشاہ تھے نوجواں تھے، خوبرو — تھی دلوں میں ان کے کیا کیا آرزو
چھپ گئے آخر کو وہ سب خاک میں — سب اسیراں گور کے ہیں چاک میں
کس طرح کی ان پہ ہے، آوارگی — ہے یتیمی، بے کسی، بے چارگی
خاک میں سب ہو گئے ہیں یکساں — نہیں جہاں میں نام ان کا اور نشاں

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

(این جا بنشیند و باز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو صلا یا ۲۰)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر (۱۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُقَدِّرِ الشُّهُوْرِ وَالْاَعْلَامِ وَمُجَدِّدِ اللّٰهُوْرِ وَالْاَيَّامِ الَّذِىْ افْتَتَحَ الْعَامَ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ خَلَقَ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ مُتَفَرِّدًا بِالْبَقَاءِ وَالدَّوَامِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ ط اَحْمَدُهٗ حَمْدًا كَثِيْرًا عَلَى
الدَّوَامِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
شَهَادَةً اَدَّخِرُهَا لِيَوْمِ الْقِيَامِ ط وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا
وَنَبِيَّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ نَبِيٌّ اَرْسَلَهٗ رَحْمَةً
لِّلْاَنَامِ مَعَاشِرَ الْحَاضِرِيْنَ اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ قَدِ اسْتَقْبَلَكُمْ عَامٌ
جَدِيْدٌ وَشَهْرٌ مُحَرَّمٌ حَمِيْدٌ ط اَوَّلُ شُهُوْرِ السَّنَةِ
بِالتَّحْرِيْمِ ط وَاَحَقُّهَا بِالتَّفْضِيْلِ وَالتَّعْظِيْمِ ط وَاَنْتَ بِفَضْلِهِ
الْاَخْيَارُ وَعَظَّمَهُ الصَّالِحُوْنَ وَالْاَحْيَارُ ط فَيَا طُوْبٰى لِمَنْ
وَدَّعَ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ بِصَالِحِ الْاَعْمَالِ ط وَلَمْ يُضِعْ عُمْرَهٗ
بِطَلَبِ الْمُحَالِ وَوَيْلٌ لِّمَنْ عَاشَرَ الْجُهَّالَ وَالضَّلَالَ ط وَشَهِدَ
عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْوِزْرِ وَالْوَبَالِ ط اَلَا وَاِنَّ السَّعِيْدَ

مَنْ حَاسَبَ نَفْسَہٗ قَبْلَ اَنْ یُّحَاسَبَ عَلَى النَّقِيْرِ وَالْقِطْمِيْرِ وَذَرَّةِ الْمِثْقَالِ وَاِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ اَعْرَضَ نَفْسَہٗ عَنْ طَرِيْقِ الْحَقِّ وَسَلَكَ سَبِيْلَ الضَّلَالِ ط اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَالْتَجِؤُا اِلَيْهِ بِالتَّضَرُّعِ وَالْاِبْتِهَالِ ط وَتُوْبُوْا اِلَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَكُمْ وَيْلُ الْوَبَالِ ط وَقُوْلُوْا بِاَجْمَعِكُمْ يَا اَللّٰهُ يَا مُتَعَالُ وَوَفِّقْنَا لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ ط بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

سترھواں وعظ دربیان بدعات محرم

حضرات! اللہ تعالیٰ اس کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی

کرے اور اس کی حدوں سے بڑھ چلے تو اللہ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اسکو ذلت کی مار ہوگی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ پس وہ باتیں جن کی شریعت میں کچھ اصل نہیں ہے مقرر اور رائج کر دینا کیسی نافرمانی اور عدول حکمی ہے۔

مسلمانو! تم دین میں خود مختار نہیں ہو کہ جو کچھ تمہارے دل میں آوے وہ کر لو۔ آخر اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو۔ اس لئے تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ضروری ولابدی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو پس تم کو ہر کام میں اللہ اور اسکے رسول کے حکم سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ آجکل ایک بڑی قبیح اور مذموم رسم مسلمانوں میں پھیل گئی ہے جس میں بہت سے مسلمان شامل ہو کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ تعزیہ وغیرہ بنانا اور سال بھر تک اسکے سامان و آرائش میں لگے رہنا۔

مسلمانو! غور کرنے کا مقام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے کہیں نہیں فرمایا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہٗ شہید ہوں تو ان کا ہر سال تعزیہ وغیرہ بنایا جاوے۔ جب اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں اس کا مطلق ذکر نہیں ہے تو اب دیکھنا ہے کہ اس میں برائی کی کیا بات ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے چنانچہ مختصراً پانچ خرابیاں بیان کی جاتی ہیں جن کے سننے سے امید ہے کہ حاضرین خود اس کی برائی کو تسلیم کرلیں گے۔

اول برائی یہ ہے کہ تعزیہ بنانا شرع شریف کے خلاف ہے۔ کیونکہ کسی کتاب میں بھی نہیں لکھا ہے کہ غم اور مصیبت کے واسطے کوئی چیز مثل تعزیہ بنانا چاہئیے۔ خواہ پیر ہو یا پیغمبر خواہ شہید ہو یا امام اسی کا تو نام شریعت نے بدعت اور بت پرستی رکھا ہے کہ جب چیز کی قرآن و حدیث میں کچھ بھی اصل نہ ہو، اسکو اپنی طرف سے بنا کر تعظیم و تکریم کریں اور قابل ثواب سمجھیں۔

دوسری برائی یہ ہے کہ تعزیہ بنانا واقعی عقل و دانش میں قبیح اور مذموم معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک چیز کی نقل بنانا اور پھر اس کے ساتھ وہ باتیں کرنی جو اصل کے ساتھ بھی نہ چاہئیں سراسر جہالت اور بیوقوفی ہے

تیسری برائی یہ ہے کہ تعزیے سے غرض یہ تھی کہ اس کے دیکھنے سے غم و الم پیدا ہو۔ سو وہ بھی حاصل نہیں ہے۔ گو شرع اور عقل کے مخالف ہی ہے۔

مسلمانو! ذرا گوش ہوش سے سنیئے! کہ غم و الم کن چیزوں کے دیکھنے اور ہونے سے پیدا ہوتا ہے،

آیا فاقہ کشی، پھٹے پرانے کپڑے، تنہائی، اندھیری شکستہ جھونپڑی اور معشوق کی جدائی وغیرہ سے یا اس کے برعکس جائے غور ہے کہ فاقہ کے عوض تعزیہ کے دنوں میں شیر مال اور حلوا شربت ہر جگہ موجود رہتا ہے اور دنوں میں چاہے فاقہ ہی ہو۔ مگر اس دن کا اناج پانی ہر کوئی جمع رکھتا ہے اور پھٹے پرانے کپڑوں کی جگہ خاصی خاصی قبائیں اور گوٹے پھٹی ان دنوں پہن کر نکلتے ہیں اور تنہائی کے عوض ہزار ہا یار آشنا بھائی ہم نوالہ ہم پیالہ اور شکستہ مکان تو کیا نشان، جہاں عمدہ امام باڑے فرش فروش تیار اور سینکڑوں تعزیئے جھل جھلاتے اور بیا اور کرکری کے موجود اور اندھیرے کا کیا مذکور! جہاں ہزاروں فانوس اور چراغ سے آگ لگ رہی ہے اور معشوق کی جدائی کا ذکر! جہاں ہزاروں بہو بیٹیاں ایک سے ایک خوبصورت امیر فقیر سب کی، جو دیکھے چھاتی کوٹے اور پھر برس دن روتا رہے، علاوہ اس کے نقاروں اور تاشوں سے ایک اور ہی رونق حاصل ہے۔ اب خدا کے واسطے انصاف سے کہئے کہ آیا یہ سب سامان غم کا ہے یا خوشی کا؟

چوتھی برائی یہ ہے کہ اس تعزیہ کے سبب لوگ تماشہ میں لگ گئے۔ چنانچہ یہ امر اظہر من الشمس ہے اگر بالفرض دو چار اشخاص کو اس تکلیف سے رونا آ گیا تو اس کا اعتبار النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا ہے۔

پانچویں برائی یہ ہے کہ سوائے نقصان دین کے دنیا میں بھی مال ناحق ضائع ہوتا ہے اور اسی کے سبب زیر بار ہونا پڑتا ہے غرض ان کی وہی مثل ہوئی کہ نہ دین کے ہوئے نہ دنیا کے "ازیں سو ماندہ ازیں سو راندہ"

حضرات! یہ مجالس جو زمانہ حال میں منعقد ہوتی ہیں اور جس طرز و انداز سے واقعات شہادت بیان کئے جاتے ہیں، خصوصاً ہندوستان اور پنجاب وغیرہ کے بڑے بڑے شہروں میں تو تقریباً سال بھر گلی کوچوں اور بازاروں میں کاشانۂ رسالت کی مقدس خواتین کا نام لے کر فریاد و فغاں بے صبری اور بے تابی کے مضامین ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ ہمارے خیال میں اہل بیت کی اس سے زیادہ کوئی توہین نہیں ہے۔ کہ ان افعال و اقوال کی نسبت ان کی طرف کی جائے جو بندگی اور کامل بندگی کے آداب سے دور ہوں۔ اہل شیعہ تو دنیا میں یہ کہہ کر چھوٹ جاتے ہیں۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں رونا اور رلانا ہر طرح جائز اور باعث ثواب ہے۔ مگر سنیوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی ناپسندیدہ باتوں میں حصہ لیتے ہیں، کاش! بجائے اس کے یہ طریقہ عمل میں آتا کہ شہادت کے سچے سچے واقعات جو معتبر روایتوں سے ثابت ہوں اور ان مقدس حضرات کی شان رفیع کے شایان ہوں۔ بیان کئے جاتے ہیں۔ کیا واقعات رونے اور رلانے کیلئے کم تھے، پھر ایصال ثواب کے مشروع طریقے برتے جاتے، قرآن مجید پڑھا جاتا، نمازیں پڑھی جاتیں، مسکینوں، درمحتاجوں کو داد و دہش کی جاتی اور اس کا ثواب حضرت امام شہید کی روح پر فتوح کو پہونچایا جاتا۔ بے شمار روپیہ فضول باتوں میں

صرف کیا جاتا ہے نہ کسی عید میں اسقدر خرچ ہوتا ہے نہ کسی شادی برات میں ایسی دھوم دھام کی جاتی ہے جیسے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے لئے کی جاتی ہے۔ کاش! یہ سب روپیہ کسی عمدہ موقعہ پر صرف کیا جاتا یا غریب محتاجوں کو دیا جاتا جو نان شبینہ کیلئے بھی محتاج ہیں۔ یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کی جاتی تو کتنا خوب ہوتا تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہے کہ محرم جس دھوم دھام سے لکھنؤ میں ہوتا ہے کہیں نہیں ہوتا اور پنجاب میں لاہور سے بڑھ کر کہیں نہیں ہوتا دور دور سے لوگ تماشہ دیکھنے آتے ہیں افسوس! امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کیا ہوئی ایک بہانہ عید کرنے اور تماشہ دیکھنے کا لوگوں کے ہاتھ لگ گیا ہے۔

حضرات! لوگ جب بازار میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین اہل بیت کے نام اور ان کے جزع فزع کے مضامین کو سنتے ہوں گے۔ تو ان کی نظر میں پیشوایان اسلام کی کیسی کچھ قدر و منزلت ہوتی ہوگی کہ یہ کیسے خدا کے بندے تھے کہ اس کی بھیجی ہوئی مصیبت سے ایسے ناراض اور اس درجہ تک اس کے شاکی تھے۔ اہل سنت کی روایات کے مطابق واقعۂ کربلا کے ناقابل برداشت مصائب کو تمام خاندان رسالت نے نہایت صبر و شکیبائی سے برداشت کیا اور ایک جزع فزع اور بے صبری کا زبان سے نہیں نکلا خواتین کاشانۂ رسالت کوئی معمولی عورتیں نہ تھیں نہ وہ معمولی عورتوں کی طرح بین کرنا اور احکام قضا و قدر کی شکایت کرنا جائز سمجھتی تھیں وہ تو ایسے مقدس حضرات تھے اور ایسے حق سبحانہ کے دلدادہ بندے تھے کہ اگر ان مصائب سے بھی کوئی درجہ زیادہ فرض کر لیا جائے اور وہ ان پر خدا کی طرف سے نازل ہوتا تو یقیناً اف بھی نہ کرتے۔

کہتے ہیں کہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کے سامنے چند حضرات مشائخ نے ایک دفعہ محبت کی تعریف کرنی شروع کی۔ ایک شخص نے کہا کہ محبت اسکو کہتے ہیں کہ محبوب کی مار کی شکایت نہ کرے دوسرے نے کہا نہیں محبت اس کو کہتے ہیں کہ محبوب کی مار سے تکلیف نہ ہو۔ تیسرے نے کہا نہیں محبت اس کو کہتے ہیں کہ محبوب کی مار سے خوشی ظاہر کرے۔

غرض اسی طرح ہر شخص نے محبت کی تعریف اپنے حال اور مقام کے اعتبار سے کی مگر حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا خاموش تھیں جب سب کہہ چکے تو انھوں نے فرمایا کہ محبت اس کو کہتے ہیں کہ محبوب کی مار سے لذت حاصل ہو پس جب ان حضرات کا یہ حال تھا۔ اور وہ اس درجہ تک محبت الٰہی کے دریا میں غرقاب تھے کہ جو مصائب انھیں خدا کی طرف سے پہونچتے۔ ان میں انھیں مزہ آتا تھا۔ شکایت اور اس پر جزع فزع کرنا چہ معنی دارد! کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

خلاف اہل شریعت ہے تعزیہ بازی — خلاف اہل طریقت ہے تعزیہ بازی

یہ کون کہتا ہے سنت ہے تعزیہ بازی — کچھ اسمیں شک نہیں بدعت ہے تعزیہ بازی

نہ مصطفٰی کی محبت ہے تعزیہ بازی — نہ اہل بیت کی الفت ہے تعزیہ بازی
حدوث مجمع بدعت ہے تعزیہ بازی — تو شک نہیں کہ ضلالت ہے تعزیہ بازی
ہوائے نفس کی طاعت ہے تعزیہ بازی — بڑے گناہوں پہ جرأت ہے تعزیہ بازی
فقیہہ کہتے ہیں بدعت ہے تعزیہ بازی — سفیہ کہتے ہیں سنت ہے تعزیہ بازی
جو کہتے ہیں کہ غنیمت ہے تعزیہ بازی — پس ان کی راہزن طاعت ہے تعزیہ بازی
یہ کس لئے وہ کہتے ہیں نفس و شیطاں پر — ہیں خدا سے اعانت ہے تعزیہ بازی
تو پھر ہم ان سے کہتے ہیں ہوش میں آؤ — مقام شرک ہے بدعت ہے تعزیہ بازی
سمجھتے حاضر و ناظر امام کو ہیں وہاں — تو دیکھو شرک بخلوت ہے تعزیہ بازی
ہوا جو فعل ضلالت تو کدہ سنت ! — تو کس کہاں کی بدعت ہے تعزیہ بازی
غلط ہر کب ہر جدال اسمیں نفس و شیطاں سے — رضا ہی دونوں کی رغبت ہے تعزیہ بازی
جو سب معاون شیطان و نفس اس میں ہیں — تو امر دیں کی ہزیمت ہے تعزیہ بازی
جو معصیت کو عبادت سمجھ لیا تو ضرور — دلیل کفر و ضلالت ہے تعزیہ بازی
خلاف شرع تم ایسے عاشق آئے ہو — نئی تمہاری عبادت ہے تعزیہ بازی
رسول پاک سے یا آپ کے صحابہ سے — کہیں بھی زیب روایت ہے تعزیہ بازی
کہو کہیں سلف صالح ایسے کہتے ہیں — کہ اعتقاد امامت ہے تعزیہ بازی
محدثین سے بھی کیا کوئی روایت ہے — کہ کار خیر و سعادت ہے تعزیہ بازی
کہو کہیں بھی ملا ہے یہ قول مجتہدین — کہ شان حسن حقیقت ہے تعزیہ بازی
کسی سفیہ سے بھی اے سفیہ ثابت ہے — کہ تم کو شرع سے رخصت ہے تعزیہ بازی
اگر جواب اس کا کچھ نہیں تو بس سمجھو ! — یہ محض آپ کی صنعت ہے تعزیہ بازی
اب اس کے بعد کبھی بھول کر نہ کہنا تم — کہ ہم کو موقع حلت ہے تعزیہ بازی
جو امر و نہی بھی کا اس میں دخل نہیں — تو کیسی نفس کی لذت ہے تعزیہ بازی
بچشم دل تو ذرا دیکھو نفس و شیطاں کو — کہ ان کی زیر حکومت ہے تعزیہ بازی
نماز روزہ و حج و زکوۃ چھوڑ کے سب — سمجھتے ہیں کہ کفایت ہے تعزیہ بازی
دراز مونچھیں ہیں اور ہے منڈی ہوئی داڑھی — باین تغیر ہیئت ہے تعزیہ بازی
ہمیشہ ناچ میں جو رنڈیوں کے حاضر تھے — ابھی محل اقامت ہے تعزیہ بازی

عقیدہ جاہلوں کا ہو کہ کافروں کو بھی واں مقام عذر شفاعت ہے تعزیہ بازی

اِدھر اُدھر ہر اک سال کر کے چندہ جمع! ادائے فرض کی نیت سے ہے تعزیہ بازی

ہمیشہ دفع مصیبت کو حل مشکل کو وجوب نذر ہے منت ہے تعزیہ بازی.

جو کوئی بچہ بھی جنتی ہے حاملہ ان کی پئے سرور ولادت ہے تعزیہ بازی

جو ہوتی ہے کسی بیمار کو شفا حاصل تو شکر نعمت صحت ہے تعزیہ بازی

جو نفع ہوتا ہے اموال میں تجارت میں تو شکر نفع تجارت ہے تعزیہ بازی

ملے جو یار کسی فاحشہ کا بچھڑا ہوا تو شکر حاصل وصلت ہے تعزیہ بازی

کہو تو اسکی سند کس سے ہاتھ آئی تمہیں جو اس طرح سے بچاہت ہے تعزیہ بازی

نکلتا تعزیہ ہے رنڈیوں کا تو کیسا کچھ! سرورِ اہل نزاکت ہے تعزیہ بازی

ہزاروں عورتیں مردوں میں جا کے گھستی ہیں وہ بے حیائی کی صورت ہے تعزیہ بازی

ہر ایک تار میں پردہ کے ہیں جو تار نظر تو کیا ہی کاشف عورت ہے تعزیہ بازی

جو شائقین ہیں خوب اپنی آنکھیں سینکتے ہیں سمجھتے ہیں کہ غنیمت ہے تعزیہ بازی

یہ ایسے پاک مہینے میں ایسے فسق و فجور اور اس پہ ان کی سعادت ہے تعزیہ بازی

سمجھ لیا ہے کہ دنیا میں عفو عصیاں کو امام کی یہ شفاعت ہے تعزیہ بازی

زنا بھی ہو گیا معشوق سے تو کیا غم ہے پناہ نار ہے جنت ہے تعزیہ بازی

خدا بچائے ہمیں اس سے کیوں کہ سر تا سر بڑی ہی ہتک عزت ہے تعزیہ بازی

دیا ہے شاغل رقت میں مرثیہ سن کر اگرچہ یہ پئے شہرت ہے تعزیہ بازی

ہزاروں شعر ہیں واں کذب و افترا مضموں انھیں کی زیب و زینت ہے تعزیہ بازی

نبی کی آل پر بالقصد جھوٹ باندھتے ہیں تو کیسے فعل صداقت ہے تعزیہ بازی

کوئی تو مثل طوائف وہاں یہ گاتا ہے کہ جس سے باعث رغبت ہے تعزیہ بازی

کوئی تو پیٹتا ہے نوحہ کرتا ناچتا ہے تو بزم حلت و حرمت ہے تعزیہ بازی

ڈرو خدا سے کرو توبہ ان گناہوں سے یہ ساری نفس کی شامت ہے تعزیہ بازی

جو معصیت کو عبادت سمجھتے ہو تو عصیاں دلیل قرب قیامت ہے تعزیہ بازی

سعادت اس میں سمجھتے ہیں شرک بدعت کو ہجوم اہل شقاوت ہے تعزیہ بازی

جو راہ یاب نہیں امر و نہی حق اس میں ہجوم اہل ضلالت ہے تعزیہ بازی

دکھائی دیتے ہیں یہ جمع ہوکے دین کے چور ہجوم اہل خیانت ہے تعزیہ بازی
شریر ں کے یہ پھیلا رہے ہیں دین میں شر ہجوم اہل شرارت ہے تعزیہ بازی
بہت سا قوم کو سمجھا چکے ہیں ہم اسرار نہ چھوڑیں ان کی جہالت ہے تعزیہ بازی

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز بر خواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کیلئے دیکھو صد یا ۲۰)

خُطْبَۃُ الْاُوْلٰی نمبر ۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للمقتدر والواهب النّعيم والشكر للمدبر والملك القديم
الرافع السّماء بلا ركن والعماد الخالق البرايا والرازق الحكيم
الواسع العطايا الحاضر القريب الدافع بلايا من اجل السقيم
من يهده المهيمن ليس المضل شيء من ضل لا يهدى الّا من الرحيم
قل لآ اِلٰه الّا الله واحد قل انه محمّد مبعوثه العظيم
عليه ايضا فى كل ساعة يا ربّ دائما مع اٰله الكريم
والصحب عبد يقين ذو العدل بالعلم غلبين على الكفر اللئيم

وَالحسن وَالحسین ذوی رحمۃ وفضل　　فی اللہ حامدین مقیمین فی النعیم
وَالفاطمۃ یقال لہا بضعۃ النبی　　للہ درھا لتقاھا من الجحیم

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اٹھارہواں وعظ در بیان شہادت امام حسینؓ

حضرات! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمانو! اگر تم میں کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے تو حضور کے فرمان کی طرف غور کرو۔ تاکہ وہ تم کو اپنا محبوب بنالے۔ جب تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ تو پھر تمہیں اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت چاہیئے۔ بہشت وغیرہ تو اس کے محبوبوں کے لئے ہے دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شاء فلیصمہ ومن شاء فلیفطرہ یعنی یوم عاشورۃ (رواہ مسلم) یعنی مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عاشورے کے دن یعنی محرم کی دسویں تاریخ کو جو چاہے روزہ رکھے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاشورے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے لیکن یہ اکیلا روزہ مکروہ ہے بلکہ نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھے چنانچہ حدیث شریف میں ہے عن ابن عباس قال قال رسول صلعم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع (رواہ مسلم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ معظمہ میں عاشورے کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھتے۔ جب مدینہ میں رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے تو اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ مستحب جان کر رکھتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم یہود بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ وجہ فرمائی کہ اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو نویں تاریخ کو بھی ضرور روزہ رکھونگا تاکہ یہود سے مشابہت نہ ہو۔ پھر اسی محرم سے پہلے آپ فوت ہو گئے۔

غرض عاشورہ کا دن نہایت فضیلت والا اور بزرگی والا ہے۔ کیونکہ اسی دن اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کے بہشت سے نکالے جانے کے بعد توبہ قبول کی اور اسی دن اللہ تعالےٰ نے ادریس علیہ السلام کو بلند مکان میں اٹھالیا (گو آج کل بعض گمراہ فرقے اس بات کے معتقد نہیں ہیں مگر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صاف طور پر یہی اعتقاد ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ انھیں حقیقی اسلام کی طرف لائے) اور اسی دن حضرت نوح اور ان لوگوں نے جو تھوڑی سی خوراک لے کر کشتی میں آپ کے ساتھ سوار تھے نجات پائی۔ اسی دن اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ پر نار کو گلزار کیا اسی دن اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اسی دن اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اسی دن اللہ تبارک وتعالےٰ نے دریائے نیل کو بنی اسرائیل کے لئے پھاڑا اسی دن اللہ تعالےٰ داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ اسی دن عیسیٰ علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ اسی دن عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اسی دن حضور کے نواسے امام حسین رضؓ شہید ہوئے

مسلمانو! اب میں اصل مضمون کی طرف آپکی توجہ مبذول کرتا ہوں، ذرا غور سے سنئے۔ کہتے ہیں کہ جس وقت شمر ملعون سینہ بے کینہ امام حسین رضؓ پر آکر چڑھا اسوقت آپ نے اس قاتل بے رحم سے فرمایا اے شمر! آج کون سا دن ہے؟ اس مردود نے کہا آج جمعہ ہے پھر آپ نے کہا اب کیا وقت ہے۔ اس نے کہا نماز کا وقت ہے پھر آپ نے کہا مسجدوں میں کیا ہوتا ہوگا اس مردود نے کہا خطیب ممبروں پر بیٹھ کر خطبہ بیان کر رہے ہونگے پھر آپ نے فرمایا خطبہ کیا چیز ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے شمر! مقام شرم وحیا ہے کہ اس میرے نانا جان کے مداح ممبر پر چڑھ کر آپ کی تعریف کر رہے ہونگے اور تو اسوقت آپ کے نواسے کے سینے پر چڑھا ہوا ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی روح مقدس تجھ سے خوش ہوگی! اے شمر اس سینہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سینہ سے لگاتے تھے اور تو اس پر چڑھا ہوا ہے۔ اے شمر! اس گلے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر چوما کرتے تھے اور تو نے اس پر خنجر رکھا ہوا ہے اوظالم! بدبخت! میرے سینے سے ہٹ جا تاکہ میں نماز ادا کر لوں۔

کہتے ہیں کہ جسوقت آپ پشت زین سے فرش زمین پر تشریف لائے تو اول وقت ظہر تھا اور جمعہ کا دن

گویا گھوڑے سے خم ہونا رکوع کی صورت اور پشت زمین سے مائل بزمین ہونا بعینہ سجدہ کی حقیقت تھی غرض اس ہیئت مجموعی سے آپ نے نماز ظہر ادا کی۔
ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ جب آپ گھوڑے سے گرے تو عین سجدہ کی حالت تھی، اس وقت آپ نے شمر مردود سے فرمایا۔

شمر ٹھہر جا ذرا سجدہ تو کر لینے دے ۔۔۔ حق کا کروں شکر ادا سجدہ تو کر لینے دے
لوٹنا پھر گھر مرا کرنا تو سر بھی جدا ۔۔۔ پر مجھے اے دم ذرا سجدہ تو کر لینے دے
حق پہ ہوا ہوں فدا شکر تو کر لوں ادا ! ۔۔۔ سینہ سے ہو جا جدا سجدہ تو کر لینے دے
قتل سے اک دم ہو باز آ گیا وقت نماز ۔۔۔ مانوں گا احساں ترا سجدہ تو کر لینے دے
قتل مجھے کیجیو سارے ہی دکھ دیجیو! ۔۔۔ پر مجھے بہر خدا سجدہ تو کر لینے دے
لوٹ مچانا میرا گھر بھی جلانا میرا ! ۔۔۔ پر مجھے اے بے حیا سجدہ تو کر لینے دے
ہے مرا وقت اخیر سینے سے ہٹ او شریر ۔۔۔ قتل میں جلدی ہے کیا سجدہ تو کر لینے دے
ہلتا تھا عرش بریں کانپتی تھی سب زمیں ۔۔۔ دیتے تھے جب یہ صدا سجدہ تو کر لینے دے
پانی نہیں مانگتا کرتا نہیں تیرا گلہ ۔۔۔ اتنی ہے تجھ سے التجا سجدہ تو کر لینے دے

الغرض! یہ سنکر وہ مردود سینہ سے اترا اور یوسف لقا بازار شہادت، شیفتہ زلیخائے عبادت محو محو طاعت ہوتے یعنی حق کے سجدہ میں سر جھکایا سر رکھتے ہی محراب تیغ سر پر پہونچی اسوقت فرشتگان مقرب میں یہ شور تھا کہ ایسا شوق عبادت نہ دیکھا نہ سنا کہ آپ تیغوں کی چھاؤں میں سجدہ کر رہے ہیں۔
کہتے ہیں جب خنجر شاہ رگ کے قریب پہونچا تو اس وقت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دونوں ہاتھ قبلہ کی طرف دراز کئے اور بدرگاہ رب العلمین اس طرح التجا کی ؎

یارب تو نانا جان کی امت کو بخش دے ۔۔۔ سلطان دوجہان کی امت کو بخش دے
امت کے واسطے یہ ستم سہ چکا حسین ۔۔۔ خدمت میں تیری آتا ہے بندہ ترا حسین
امت کے بچوں پر علی اصغر فدا کیا ۔۔۔ اور نوجوانوں پر علی اکبر فدا کیا
یہ سب مصیبتیں تھیں شفاعت کے واسطے ۔۔۔ بندہ نے گھر لٹایا ہے امت کے واسطے
افزوں وقار حضرت خیر الانام کر ۔۔۔ امت پہ ان کی آتش دوزخ حرام کر

مسلمانو! جس کے نانا پاک کی خاطر تمام مخلوقات پیدا ہوئی اور جو اللہ تعالےٰ کے خاص پیارے اور دلارے تھے اور فرشتے انھیں جھولا جھولاتے اور ان پر اپنے پروں کا سایہ کرتے تھے، انھوں نے سخت

سے سخت مشکل میں بھی نماز کو نہ بھلایا۔

تجھے بھی ابھی خبر ہے کیا ہوا — نبی کا لعل جب مارا گیا
اندھیرا ہوگیا کون و مکاں میں — زمیں میں زلزلہ سا آگیا
آسماں سے خون برسا تین دن — آسماں اس رنگ میں رنگا گیا
روتے ہیں جنات سب وحش و طیور — آسماں پر ابر غم کا چھا گیا
کربلا میں آئے ہیں حضرت نبی — دے جواب ان کو بھلا دیتا ہے کیا
فاطمہ زہرا بھی ہک ہک ہیں کھڑے — دیکھتی ہیں سر کٹا فرزند کا
پوچھتی ہیں سر کہاں ہے اے حسین — دے جواب اے شمر ملعوں کچھ ذرا
پوچھتے ہیں وہاں کھڑے شیر خدا — کہاں ہے میری ذوالفقار اے بچیا
دے جواب اے کلب ابلق اس گھڑی — کیوں بھلا آدم سے تو کتا ہوا

الغرض۔ عاشورے کے دن اللہ تعالےٰ نے ایوب علیہ السلام کو مہلک بیماری سے شفا بخشی۔ اسی دن اللہ تعالےٰ نے یوسف علیہ السلام کو یعقوب علیہ اسلام سے ملایا اسی دن اللہ تعالےٰ نے دنیا کو پیدا کیا اسی دن اللہ تعالےٰ نے آسمان سے پانی اتارا۔ اسی دن اللہ تعالےٰ نے آسمان سے رحمت نازل کی۔

حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا من صامہ فکانما صام الدھر کلہ وفاز بالاجر الجزیل یعنے جس نے عاشورے کے دن روزہ رکھا گویا اس نے عمر بھر روزہ رکھا ومن کسا فیہ عریانا اجارہ اللہ من عذاب الوبیل اور جس نے اس دن کسی مریض کی بیمار پرستی کی تو اللہ تعالےٰ اسے بشیار اجر دے گا ومن مسح فیہ راس یتیم او طعم جائعا او سقی شربۃ ماء اطعمہ اللہ من موائد الجنۃ وسقاہ اللہ من رحیق السلسبیل اور جس نے اس دن کسی یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرا یا کسی بر کے کو کھانا کھلایا یا کسی پیاسے کو پانی پلایا اللہ تعالےٰ اسے بہشت کے خوانچوں سے کھلائے گا اور سلسبیل کی شراب پاک پلائے گا ومن اغتسل فیہ عوفی ولم یمرض الامرض الموت وامن من الکسل والتعلیل اور جس نے اس دن غسل کیا اس نے صحت پائی اور رنگا گیا نی موت سے نہیں مرے گا اور سستی اور کاہلی سے محفوظ رہے گا۔ ومن اکتحل لم یرمد من بعد ہذا التکحیل اور جس نے اس دن سرمہ لگایا وہ بعدہ اپنی آنکھ میں کبھی درد نہیں پائے گا۔ ومن وسع فیہ علی عیالہ رزقہ اللہ سائر السنۃ بالتعجیل اور جس نے اس دن قبائل پہ روزی کو کشادہ کیا اللہ تعالےٰ اس پر سال بھر روزی کشادہ کرے گا۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس پہ عمل کرنے کی توفیق بخشے!

حضرت آدم نبی نیچے زمیں کے چل بسے! — نوح کشتیاں عالم بھی یہاں سے چل بسے

یوسف و یعقوب و اسمٰعیل و اسحاق و خلیل : اور سلیمان آسمانی مہر والے چل بسے
ہود اور ادریس و یونس شیث و ایوب و شعیب دعوت اسلام کر کے ٹھیرے چندے چل بسے
آسماں پر عیسیٰ اور داؤد و موسےٰ خاک میں لے کے توریت و زبور انجیل حق سے چل بسے
واسطے جن کے زمین و آسماں پیدا ہوئے جنت الفردوس میں وہ حق کے پیارے چل بسے
آہ! بوبکرؓ و عمرؓ! افسوس عثمانؓ و علےؓ صدق و عدل و حلم و علم اپنا دکھا کے چل بسے
حضرت خیر النساء بیٹی رسول اللہ کی طیب و طاہر نبی کے دونوں بیٹے چل بسے
نور چشم مرتضیٰ نے دینے سے دشمن کے زہر پی لیا اور پارۂ دل منہ سے ڈالے چل بسے
شاہ دست کربلا نے دشمنوں کے ہاتھ سے زخم تیر و نیزہ و شمشیر کھا کے چل بسے
بوحنیفہؒ شافعیؒ اور مالکؒ و حنبلؒ امام انتظام شرع کر کے دے کے فتوے چل بسے
غوث اعظم شیخ عبدالقادر اک عالم کے فخر اور جنید و شبلی کی مانند کتنے چل بسے
تھے جو لقمان و ارسطو اور افلاطون حکیم کچھ نہ حکمت زندگی کی اپنی سیکھے چل بسے
بوعلی سے بھی ہزاروں آئے دنیا میں طبیب موت کے داروئے کہیں پر سے نہ لائے چل بسے
ساتھ جن کے تھا یہاں پر لشکر و فوج و سپاہ بے کسانہ قبر کے اندر اکیلے چل بسے
ایک ساعت بھی نہ ٹھیرے جن کا وعدہ آگیا جی کی جی ہی میں رہے ارمان سارے چل بسے
دیکھتے ہی دیکھتے اکثر عزیز و آشنا تندرست و خوبصورت چلتے پھرتے چل بسے
ہائے کوئی بھی نہ پلٹا اور نہ بھیجی کچھ خبر چپکے ہو کے شہر خاموشاں میں ایسے چل بسے
چل بسیں گے ہم بھی اک دن اسی صورت سے آہ جس طرح زیر زمیں یہ لوگ سارے چل بسے

جیسے چل بسنا بیاں اوروں کا ہم کرتے ہیں آج
دوست کل ہم کو کہیں گے آج وہ بھی چل بسے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

این جا بنشیند و باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱ یا ۲۰)

خُطبۃ الاُولیٰ نمبر ۱۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی جَزِیْلِ الْمَوَاھِبِ وَالْمِنَنِ
وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ فِی السِّرِّ وَالْعَلَنِ
وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یَا
مَعَاشِرَیْنَ الْحَاضِرِیْنَ اِعْلَمُوْا اِنَّ الدُّنْیَا دَارُ الْاَکْدَارِ وَالْحُزْنِ
وَدَارُ الْمَصَآئِبِ وَالْفِتَنِ وَدَارٌ کُسِرَتْ کَسْرًا غَدَرَتْ بِالْحُسَیْنِؓ
وَالْحَسَنِؓ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ بَیْتٍ اِلَّا وَمَلَکُ الْمَوْتِ
یَقِفُ عَلٰی بَابِہٖ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَاِذَا وَجَدَ الْاِنْسَانَ
قَدْ نَفِدَ اُکُلُہٗ وَانْقَطَعَ اَجَلُہٗ اَلْقٰی عَلَیْہِ غَمَّ الْمَوْتِ فَغَشَّاہُ کُرُبُہٗ وَ
وَغَمَرَتْہُ سَکَرَاتُہٗ فَمِنْ اَھْلِ بَیْتِہِ النَّاشِرَۃُ وَشَعْرُھَا وَالضَّارِبَۃُ
وَجْھَھَا وَالْبَاکِیَۃُ لِشَجْوِھَا وَالصَّارِخَۃُ بِوَیْلِھَا فَیَقُوْلُ مَلَکُ الْمَوْتِ

وَیلَکُم مَا تَفزَعُ وَفِیمَا الجَزَعُ فَمَا اَذهَبتُ لِاَحَدٍ مِّنکُم رِزقًا وَلَا انقَصتُ لَہٗ عُمرًا وَّلَا اَتَیتُہٗ حَتّٰی اُمِرتُ وَلَا قَبَضتُ رُوحَہٗ حَتّٰی اُستُؤمِرتُ وَاِنَّ لِی فِیکُم لَعَودَۃً ثُمَّ عَودَۃً حَتّٰی لَا یَبقٰی مِنکُم اَحَدًا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَوَالَّذِی نَفسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَو یَرَونَ مَکَانَہٗ اَو یَسمَعُونَ کَلَامَہٗ لَذَھَبُوا عَن مَیِّتِہِم وَبَکَوا عَلٰی اَنفُسِہِم نَسئَلُ اللّٰہَ العَظِیمَ المَولَی الکَرِیمَ اَن یَّتَدَارَکَنَا بِرَحمَتِہٖ اَن یُّمِیتَنَا مُسلِمِینَ وَیَغفِرَ لَنَا اَجمَعِینَ بِرَحمَتِہٖ وَھُوَ اَرحَمُ الرّٰحِمِینَ ط

اَمَّا بَعدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الکَلَامِ القَدِیمِ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ قُل اِن کَانَ اٰبَآؤُکُم وَاَبنَآؤُکُم وَاِخوَانُکُم وَاَزوَاجُکُم وَعَشِیرَتُکُم وَاَموَالُ نِ اقتَرَفتُمُوھَا وَتِجَارَۃٌ تَخشَونَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرضَونَھَا اَحَبَّ اِلَیکُم مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَجِہَادٍ فِی سَبِیلِہٖ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰی یَاتِیَ اللّٰہُ بِاَمرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھدِی القَومَ الفٰسِقِینَ ۵

انیسواں وعظ در بیان شہادت امام حسین و رفع بعض شکوک و اعتراضات

حضرات! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے قل ان کان اباؤکم وابناؤکم و اخوانکم وازواجکم و عشیرتکم۔ مسلمانو! اس آیت کا شان نزول اس طرح مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں آکر بعض لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ہجرت کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں جاملتے۔ انھوں نے جواب دیا کہ اپنے کنبہ برادری باپ اور بھائی بہنوں میں رہتے اور اپنے وطن میں سوداگری کرتے ہیں، اگر ہجرت کریں گے تو بیوی بچوں کو چھوڑنا پڑیگا۔ تجارت سے ہاتھ دھو کر مفلس محتاج بن جائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ میرے حبیب لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں، تمہاری برادری اور مال جو تم نے کمایا ہے اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا خوف کرتے ہو، اور حویلیاں جنکو پسند کرتے ہو یہ چیزیں تم کو زیادہ عزیز ہیں اللہ اور اس کے رسول اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے تو منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

کیا وہ دل جس میں شوق رسول خدا نہیں | کیا وہ صدف کہ جس میں در بے بہا نہیں
کس کام کا وہ دل کہ نہ ہو داغ مصطفےٰ | جس گل میں بو نہیں وہ تو کچھ کام کا نہیں

دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی محبت کے ساتھ اپنے اہل و عیال کی محبت کو بھی شامل کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ سورہ شوریٰ میں ارشاد فرماتا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں تم سے قرآن سنانے پر مزدوری نہیں مانگتا۔ مگر رشتہ ناطہ میں محبت یعنی میرے رشتہ دار عزیزوں سے محبت کرو۔ صرف اتنی بات چاہتا ہوں اور بس۔

بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک پر بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ یعنی یا الہ العالمین میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسکو دوست رکھ اور اسکو جو اس سے دوستی رکھتا ہے دوست رکھ۔

صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو بسبب نعمت کے دوست رکھو۔ پھر مجھ کو بسبب محبت اللہ تعالیٰ کے دوست رکھو، پھر میرے اہل بیت

کو بسبب میری محبت کے دوست رکھو۔

مسلمانو! اگر آپ کو دین اسلام سے کچھ بھی محبت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے انتہا محبت رکھو۔ اور آپ کی ذریات طاہرات اور جگر گوشہ ہائے طیبات کو بہت عزیز کچھ کر خاص کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور درحقیقت وہ بہت ہی پیارے تھے، اسلام کی حفاظت کے لئے انھوں نے اپنی جان دے دی۔ وہ جان جس کی قیمت میں متاع دوجہاں پاسنگ بھی نہیں بن سکتا۔ وہ جان جس کی قدر سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی کما حقہٗ نہیں جان سکتا کیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی جان نثاری سے ان کی جان نثاری کم ہے۔

بلکہ غور سے دیکھو تو اگر زیادہ نہیں تو برابر ضرور پاؤ گے، اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو کئی دن کے بھوکے پیاسے اللہ کی راہ میں دشمنوں کے ہاتھ سے اس طرح ذبح کروا دیا جیسے کوئی بکرے کی قربانی کرے۔ تمام عزیز و اقارب یکے بعد دیگرے میدان کربلا میں ان کے سامنے خون میں نہلائے گئے۔ مگر اف تک نہ کی آسمانوں کو اور ملاء اعلیٰ کے قدوسیوں کو ابتک وہ واقعات یاد ہیں اور ہمیشہ یاد رکھیں گے تم اگر بھول جاؤ تو تمہارے بھول جانے سے وہ واقعات مٹ نہیں سکتے، اگر کوئی نبی رسول اللہ صلعم کے بعد ہوا اور اس پر کتاب اترتی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بھی ضرور اس میں ذکر ہوتا اور یقیناً ان کی نسبت یہ کلمات ارشاد ہوتے (انا وجدنا ہ صابراً نعم العبد انہ اواب یعنی بے شک ہم نے (امام حسینؓ) کو صبر کرنے والا پایا وہ کیا بندہ تھا بیشک وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔

اب میرا دل قابو میں نہیں اور میری زبان پر بے اختیار مولانا جامی علیہ الرحمتہ کے یہ اشعار آرہے ہیں ؎

میوہ باغ احمدؐ مختار	لالہ زار حیدر کرار
جداو مصدر ہدایت حق	از جہاں مصدرے شدہ اوشق
سر ہر نامہ را رواج افزا	نام ایشاں ست بعد نام خدا
ذکر شاں سابق ست بر افواہ!	بر ہمہ ذکر بعد ذکر الہ
حب ایشاں نشان صدق و وفاق	بغض ایشاں دلیل کفر و نفاق

حضرات! بعض کوتاہ اندیش و کم فہم اشخاص یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آج کل مسلمانوں کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے اور اگلے مسلمانوں کو جو ہم سے ہر بات میں اچھے تھے کہ ہم ان کا نام فخر الیتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ بھی محبت نہ تھی اور محبت نہ ہونے کو اس طرح سے ثابت

کرتے ہیں کہ کسی نے امام شہید کا ساتھ نہ دیا اور امام کی شہادت کے بعد کسی نے یزید کو قتل نہ کیا۔ بس اب بتاؤ کہ پچھلا زمانہ اچھا تھا یا موجودہ۔

صاحبان! صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا امام شہید کے ساتھ میدان کربلا میں نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ نے عزم کوفہ کیا ہے اس وقت اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجکر سب حالات وہاں کے لوگوں کے معلوم کر لئے تھے ہر طرح سے ان کی وفاداری پر اطمینان تھا۔ یہ بات کس کو معلوم تھی کہ وہاں پہونچ کر یہ حادثہ جانکاہ پیش آئے گا۔ بعض صحابہ مثل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنھوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو منع کیا تھا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کو یقین یا گمان غالب تھا کہ ایسا واقعہ وہاں پہنچنے پر پیش آئے گا۔ بلکہ بنظر دور اندیشی انھوں نے منع کیا تھا۔ اب رہ گئی یہ بات کہ جب یہ حادثہ شروع ہو گیا تب صحابہ کیوں نہ شریک جنگ ہوئے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ اسوقت آج کل کی طرح تار ڈاک وغیرہ کا انتظام نہ تھا کہ ان کو فوراً خبر ہو جاتی۔ یزیدیوں نے آمد و رفت بھی مسدود کر رکھی تھی۔ یہ بات بھی اختیار سے باہر ہو چکی تھی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کسی آدمی کو بھیجکر مطلع کرتے بھی تو کیا نتیجہ؎ پس ازاں کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔

اب رہی یہ بات کہ پھر بعد اس واقعہ کے وہ کیوں نہ لڑے؟ یہ محض ناعاقبت اندیشی کا اعتراض ہے صحابہ کو اتنی قوت اور قدرت کہاں تھی کہ وہ یزید سے مقابلہ کرنے کی صورت میں کامیابی کی امید رکھتے بلکہ ناکامی کے بظاہر اسباب موجود تھے، لیکن اس پر بھی وہ لڑ کر اپنی جانیں دیتے مگر مجبور تھے کہ رب العرش کا حکم ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ یعنی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاک ہو جانیکی طرف نہ ڈالو۔ انکو اس فعل سے منع کر رہا تھا۔

الغرض! اگر معترض کو ثابت ہو گیا ہوتا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بوقت عزم کوفہ امام حسین رضی کے اس حادثہ کی خبر ہو گئی تھی اور ساتھ نہ آئے۔ یا عین گرما گرمی میں اس حادثہ کے وقت ان کو اطلاع ہوئی اور نہ آئے یا بعد اس واقعہ کے قدرت رکھتے اور انتقام نہ لیا تو بیشک وہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت نہ رکھنے کا الزام قائم کر سکتا تھا اور جب کہ سرے سے یہ الزام ہی بے بنیاد ہے تو اس پر یہ دلیل بنا قائم کرنا کہ ان کو محبت نہ تھی اور اس زمانہ کے لوگوں کو ہے۔ سراسر لغو اور غلط ہے۔

مسلمانو! صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حالت محبت جو اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خصوصاً سید الشہداء کے ساتھ تھی اس کا اندازہ ایک معمولی عقل کا آدمی نہیں کر سکتا، ہم کیا چیز ہیں۔ جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھیں گے۔ ہماری محبت جاہلانہ اور عامیانہ ہے۔ تعزیہ وغیرہ بدعات قبیحہ کے سوا ہم کیا ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت عاقلانہ تھی۔ بھلا یہ

کوئی کہہ سکتا ہے کہ جن لوگوں نے خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سید الشہداء کے فضائل سنے ہوں خود اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انھیں بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہو، گود میں اٹھاتے ہوئے پیار کرتے ہوئے ملاحظہ کیا ہو اگر وہی ان سے محبت نہ رکھیں گے تو پھر کون رکھے گا۔ اس محبت کا ثبوت واقعات صحیحہ سے بھی مل سکتا ہے۔ یہ تھوڑا سا وقت اس کا متحمل نہیں ورنہ اس قسم کی روایات تواریخ واحادیث کی کتابوں سے باسناد صحیحہ انبار کے انبار پیش کئے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ معترض صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو کو جو انھوں نے اس بارہ میں ابن زیاد سے کی ہے دیکھ کر اپنی تسلی وتشفی کر سکتا ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے محمد بن سیرین راوی ہیں کہ عبد اللہ بن زیاد کے سامنے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور ایک طشت میں رکھدیا تو وہ کو نچنے لگا اور ان کے حسن میں کچھ کلام کیا یعنی برائی بیان کی تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔

اگر معترض اس حدیث کو غور سے دیکھے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا کچھ اندازہ کر سکتا ہے کیونکہ حاکم ظالم کے سامنے کسی ایسے شخص کی حمایت کرنا جس سے وہ برسر پرخاش ہو معمولی بات نہیں ایک اور حدیث اسی صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے کسی شخص نے بحالت احرام مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا ہے تعجب ہے کہ اہل عراق مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں مگر یہ خیال نہ کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کے فرزند کو کیوں قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں میری دنیا کے بہار ہیں۔

یہ حدیث بھی معمولی نہیں ہے۔ ایک سلطنت کے برخلاف برملا اس طرح کہنا آسان نہیں ہے۔ آخر اسی حق گوئی کے نتیجہ میں حجاج نے انھیں بھی شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان جاہل مسلمانوں کو نور بصارت بخشے تاکہ وہ خوامخواہ بیچے تاکہ وہ خوامخواہ سچے اور صحیح واقعات کو غلط نہ سمجھا کریں اور رسوم کو ہر دم یاد رکھیں

گر تا قیامت زندہ ئی آخر فنا آخر فنا | درہم چو ماہ بندہ ئی آخر فنا آخر فنا
نے شاہ ماند در جہاں نے ماہ اندر آسماں | نے آسماں پاید اماں آخر فنا آخر فنا
ہر دم خدا را یاد کن دل را ز غم آزاد کن | جاں را ہمیشہ شاد کن آخر فنا آخر فنا
آدم کجا حوا کجا آں دانہ گندم کجا | آں دم کجا ایں دم کجا آخر فنا آخر فنا
کشتی کجا طوفاں کجا آں نوح کشتیاں کجا | آں موجد عماں کجا آخر فنا آخر فنا
تخت سلیماں ہاں کجا داؤد خوش الحاں کجا | آں حشمت وآں شاں کجا آخر فنا آخر فنا

یوسف ثانی کجا آں ملک سلطانی کجا ! آں پیر کنعانی کجا آخر فنا آخر فنا
لیلیٰ کجا مجنوں کجا شیریں کجا خسرو کجا فرہاد و شیریں جو کجا آخر فنا آخر فنا
کو حشمت اسکندری بر خلق عالم سروری آں رفعت و بالاتری آخر فنا آخر فنا
اے دل تو با حق یار شو از غیر حق بیزار شو غفلت مکن ہشیار شو آخر فنا آخر فنا
بر دولت دنیا مبیں خود را مکن اندوہ گیں ! گاہے چناں گاہے چنیں آخر فنا آخر فنا
کو سعدی شیریں زباں کو حافظ عذاب اللساں کو خسرو طوطی بیاں آخر فنا آخر فنا

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر (۲۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحَانَ مَنْ بُرْهَانُهٗ اَجْلٰى وَاَعْلٰى شَانُهٗ اَعْلَى الْعُلٰى سُلْطَانُهٗ سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ حَمِدْتُ تَحْمِيْدًا لَّهٗ هَلَّلْتُ تَهْلِيْلًا لَّهٗ كَبَّرْتُ تَكْبِيْرًا لَّهٗ سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ لَمْ يُوْلَدْ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَتَّخِذْ اَحَدًا وَلَدْ

اَلْوَاحِدُ الْفَرْدُ الْاَحَدُ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

یُعْطِیْ لَنَا اِحْسَانَہٗ یَغْفِرُ لَنَا غُفْرَانَہٗ

اَشْھٰی لَنَا رِضْوَانَہٗ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

سَمَکَ السَّمَآءَ بِلَا عَمَدٍ مِّنْ غَیْرِ سِلٍّ وَالْوَتَدْ

مِنْ غَیْرِ رَدٍّ یُعْتَضَدْ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

خَلَقَ الْحَدِیْثَ مِنَ الْعَدَمِ اَبْلَی الْجَدِیْدَ الْمُضْطَرِمْ

ھُوَ ذَاکَ مَوْصُوْفُ الْقِدَمْ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

سُبْحَانَ مَنْ بَعَثَ الرُّسُلْ فَھَدٰی لَنَا اَقْوَی السُّبُلْ

لَا یَنْبَغِیْ عَنْہُ الْحِوَلْ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

لَاسِیَّمَا خَیْرَ الْبَشَرْ شَقَّ الْقَدِیْرُ لَہُ الْقَمَرْ

لِسُجُوْدِہٖ جَآءَ الشَّجَرْ سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

سَبَّحَتْ سُبْحَانًا لِّمَنْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلَۃً

ذُھِبَیْ وَرُجِعِیْ طُرْفَۃً سُبْحَانَہٗ سُبْحَانَہٗ

خلقَ الصِّدّ اَقتہ فِی التّقِی وَالعَدلُ فِی عُمرَ النّقِی
صَارًا وَزیرَی لِلنّبیِّ سُبحَانَہٗ سُبحَانَہٗ
عُثمَانُ اَغنیٰ دَبِّہٖ اَسَدُ عَلِیٌّ صمُمہٗ
بَاقِی الصّحَابَہ حُبُّہٗ سُبحَانَہٗ سُبحَانَہٗ
حَسنَاہُ فِی اِحسَانِہٖ عَمَّاہُ فِی رِضوَانِہٖ
عَدلَانِ فِی مِیزَانِہٖ سُبحَانَہٗ سُبحَانَہٗ
کَبدُ النّبِیِّ الفَاطِمَۃ مِن ثَدیِ دُنیَا فَاطِمَہ
لِلنّفسِ کَانَت لَاطِمَہ سُبحَانَہٗ سُبحَانَہٗ
یَا اَیُّھَا الرّجُلَ التّقِیُّ کُن صَالحًا اِن تَرتَجِی
فَضلًا مِّنَ اللّٰہِ القَوِی سُبحَانَہٗ سُبحَانَہٗ
صَلِّ الصَّلٰوۃَ مُوَدِّعًا کُن خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا
مِن غَیرِہٖ مُتَرَدِّعًا سُبحَانَہٗ سُبحَانَہٗ
اُذکُر قُعُودًا قَائِمًا ذِکرًا کَثِیرًا دَائِمًا

يَذْكُرُكَ رَبُّكَ دَائِمًا سُبْحَانَهٗ

أَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى ۝

بیسواں وعظ دربیان ہوائے نفس

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہش سے باز رکھا پس بیشک جنت وہی ہے ٹھکانا اس کا۔

مسلمانو! نفس کو خواہشوں سے باز رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ جو خواہشات خلاف خدا و رسول نفس میں پیدا ہوں انھیں دور کر دے نہ یہ کہ لذات سے کنارہ کش ہو۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے یہ آیت اس بندہ کے حق میں ہے، جو اکیلی جگہ میں کسی گناہ کا قصد کرے، کوئی اسوقت منع کرنے والا نہ ہو۔ کسی کا ڈر خطرہ نہ ہو اس وقت اللہ تعالےٰ سے ڈر کر وہ گناہ کا مرتکب نہ ہو اور اپنے آپ کو بچائے۔

مسلمانو! نوح علیہ السلام کی قوم کو گناہوں ہی نے غرق کیا۔ قوم عاد پر ہوا کا تسلط معصیت کے باعث سے ہی ہوا۔ ثمود کا چیخ سے ہلاک ہوجانا اسی گنہگاری سے ہی ہوا۔ قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کا الٹایا جانا اور اوپر سے پتھر برسایا جانا شامت اعمال ہی سے تھا۔ قوم فرعون کا غرق ہوجانا اسی گناہ ہی کی بدولت ہوا۔ قارون کا زمین میں دھنس جانا معصیت ہی کا سبب تھا۔ بنی اسرائیل پر دشمنوں کا غلبہ پانا اور انکو ابدی ذلت نصیب ہونا بعض کا ان میں بندر سور بنایا جانا اس گناہ ہی کے باعث ہوا۔

الغرض: آدھا دین عبادت ہے اور آدھا اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا۔ اور کوئی شخص عبادت سے غفلت نہیں کرتا۔ مگر نفس شیطان کے ورغلانے کے سبب سے یعنی جب آدمی عبادت کرتا اور گناہوں سے بھی بچتا ہے گویا اس کا دین کامل ہوتا ہے۔ اور جب عبادت کرے اور گناہوں سے بھی نہ بچے تو

بسبب معصیت کے اس کے دین کی درستی کامل نہیں ہوتی بلکہ ناقص رہتی ہے اور جو گناہ آدمی کرتا ہے وہ دو طرح سے ہوتے ہیں یا تو نفسانی خواہش سے یا شیطان کے فریب سے اور انسان کا ایک شیطان نفس بھی ہے۔ لہذا لازم ہے کہ اپنے اعضا اور اندام کو گناہوں سے بچائے اس واسطے کہ قیامت کے روز ہر شخص کے اعضاء اس کے گناہوں پر شہادت دیں گے اور تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا کریں گے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعلمون یعنی قیامت کے روز ہر شخص کی زبان ہاتھ اور پاؤں اس کے اعمال پر گواہی دیں گے، پس اپنے ہر عضو کو خصوصاً زبان ہاتھ آنکھ، کان، پاؤں، شکم اور شرمگاہ کو گناہ سے بچاؤ۔ مثلاً خیال کرنا چاہیئے کہ آنکھ کو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے پیدا کیا ہے کہ تم نیک و بد کو پہچانو۔ حلال اور حرام میں فرق کرو۔ جب تم راستہ میں چلو تو اپنے آگے کی طرف دیکھو اور پاؤں کی پشت پر نگاہ ڈالو۔ اور بلاضرورت اوپر کو نگاہ نہ اٹھاؤ۔ اگر ضرورت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صنعت پر نظر کرو اور عبرت پکڑو جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار اے بصارت والو عبرت پکڑو۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے فانظروا الی اثار رحمۃ اللہ یعنی رحمت الٰہی کے آثار کی طرف نظر کرو اور بد چیزوں کے دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو بچاؤ تاکہ روز قیامت کو فلاح پاؤ۔

کان کو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے پیدا کیا تاکہ اللہ اور اس کے رسول کا ذکر اور علماء اور اولیاء کی باتیں سنو! اور علم حاصل کرو کہ اس سے توشہ آخرت اور سعادت ابدی کو پہنچو اور اس بشارت میں داخل ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ یعنی اے محمد صلعم میرے ان بندوں کو بشارت دو جو موافق قرآن بات سنیں اور اس کی متابعت کریں۔ اور جو باتیں قرآن واحادیث کے خلاف ہوں ان کے سننے سے کانوں کو بچائیں۔ غیبت، فحش اور بے ہودہ باتوں سے اجتناب کریں۔ کیونکہ اس میں قائل اور سامع دونوں برابر ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السامع للغیبۃ احد المغتابین یعنی غیبت کا سننے والا غیبت کرنیوالوں سے ہے۔

زبان کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا کہ تم قرآن شریف اور احادیث شریف پڑھو، اور اللہ کا ذکر کرو اور خلق اللہ کو راہ شریعت بتاؤ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنی تم مجھ کو یاد کرو تاکہ میں تم کو یاد کروں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب ذکروں سے بہتر اور افضل ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور بری باتوں سے زبان کو آشنا نہ کرو۔ خاص کر جھوٹ بولنے سے کہ جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے اور جو آدمی جھوٹ بولتا ہے اسکی بات پر کوئی شخص یقین اور اعتقاد نہیں کرتا اور لوگوں کی

نگاہوں میں ذلیل و خوار ہوجاتا ہے۔ اور علاوہ ازیں بفحوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت بھی ہوتی ہے۔ اور غیبت کرنے سے پرہیز کرو کہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یعنی غیبت کرنا زنا سے سخت ہے اور اپنے تئیں لوگوں کی خصومت، جنگ وجدل اور دل لگی سے بچاؤ۔ کیونکہ ان کا انجام برا ہے۔ اور کسی سے وعدہ خلافی نہ کرو۔ کیونکہ وعدہ خلافی منافقت کی نشانی ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ منافق کی پہچان یہ ہے کہ جب بات کرے گا تو جھوٹ کہیگا اور جب وعدہ کرے گا تو وعدہ خلافی کرے گا اور جب کوئی امانت اسکے سپرد کی جائے گی تو خیانت کریگا۔

شکم کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ اسکو حرام غذا سے بچاؤ اور حلال غذا سے اسی باعتدال بھرو۔ اس واسطے کہ جب معدہ اعتدال سے زیادہ سیر ہوجاتا ہے تو دل کو سیاہ اور گناہ پر آمادہ کردیتا ہے اور عبادت کے ثواب کو برباد اور تباہ کردیتا ہے اور نیز شکم کی گرانی سے عبادت کرنا شاق گزرتا ہے گویا سیری شکم مانع عبادت اور موجب کسالت ہے اور نفس زیادہ کھانے سے قوی ہوجاتا ہے۔ جو رہزن طاعت ہے قوت روحانیہ ضعیف اور کمزور ہوجاتی ہے۔ پھر اُس پر شیطان مع اپنی ذریات کے مسلط ہو جاتا ہے۔ غرض بھوک پیاس بقول حکماء امراض ہیں۔ جسطرح دوا مرض کے رو کنے کے واسطے قلیل القدر اور باعتدال کلی استعمال کی جاتی ہے۔ اسی طرح بھوک اور پیاس کو دور کرنے کے واسطے کھانے پینے کی اشیا کو اسقدر استعمال کرنا چاہیئے کہ بھوک اور تکالیف کا ازالہ ہوجائے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔

جمیع الطب فی البیتین جمع	وحسن القول فی قصر الکلام
تقلل ان اکلت وبعد اکل	تجنب فالشفاء فی الحزام
ولیس علی النفوس اشد باسا	من ادخال الطعام علی الطعام
تعار ثم عار ثم عار	شفاء المرض من اکل الطعام

یعنی تمام علم طب دو تین شعروں میں بیان کردیتا ہوں، کیونکہ تھوڑا کلام کرنا ہی حکمت ہے اور وہ یہ ہے کہ اے انسان! جب تو کھائے تو تھوڑا کھا۔ اور کھانے کے بعد پرہیز کر کیونکہ احتیاط کرنے میں صحت ہے۔ انسان پر پیٹ میں کھانے پر کھانا داخل کرنے سے بڑھ کر کوئی اور زیادہ باعث تکلیف نہیں، جو شخص کھانا زیادہ کھانے کے سبب بیمار ہوتا ہے، اس کے لئے سخت باعث شرم ہے۔

الغرض بفحوائے من قل طعامہ صح بطنہ وصفا قلبہ یعنی جو کھانا تھوڑا کھائے گا۔ اس کا بدن باصحت اور دل صاف رہے گا۔

حلال رزق کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کیونکہ اگر وجہ حرام سے کھائے گا تو اسکی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی وہ بیشک عذاب کا سزاوار ہو جائے گا۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کل لحم ینبت من الحرام فالنار اولی بھا یعنی جو گوشت حرام سے پالا جائے، اس کا دوزخ میں رہنا اور جلنا اولی اور سزاوار ہے۔

ہاتھ کو اللہ تعالی نے اس لئے پیدا کیا کہ اس سے کسب حلال پیدا کرو۔ قرآن مجید اور احادیث شریفہ اور اچھے مضامین لکھا کرو۔ اپنے ہاتھ سے لقمہ حلال کھاؤ۔ حرام کو ہاتھ سے مت چھوؤ، اپنے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ کرو۔ کسی چیز میں خیانت نہ کرو۔ قلم سے ایسی چیز کہ جس کے لکھنے میں گناہ اور فساد ہو نہ لکھو اس لئے کہ جیسے کسی بری بات کا منہ سے نکالنا مثل فحش وغیرہ کے گناہ ہے اسیطرح اس کا لکھنا بھی گناہ عظیم ہے۔

اپنی شرمگاہ کو زنا سے بچاؤ۔ اس واسطے کہ زنا بہت بری چیز ہے اور غریبی اور محتاجی کا باعث ہے، جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں الزنا یورث الفقر یعنی زنا غریبی اور محتاجی پیدا کرتا ہے اور نیز زنا سے جہاں میں وبا اور بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ جیساکہ مولانا روم علیہ الرحمۃ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

ابر نآید از پئے منع زکوٰۃ ۔۔۔ وز زنا افتد وبا اندر جہات

یعنی زکوٰۃ جو خمسہ بنائے اسلام میں سے ایک بنا ہے مال سے ادا نہ کرنے کے سبب سے ابر رحمت آسمان سے نازل نہیں ہوتا اور زنا کرنے سے جہاں میں ہر طرف وبا پھیل جاتی ہے۔ غرضیکہ زنا نہایت ہی بری چیز ہے اس واسطے کہ اول تو اس میں دو گناہ ہوتے ہیں ایک خدا کا گناہ دوسرے بندہ کا اللھم احفظنا

ہر جلوہ گر وہ جا بجا ذات مقدس کبریا ۔۔۔ جس کی بشر کہہ کر ثنا بے انتہا جاتے رہے
آدم سے تا ایں دم تلک جبقدر پیدا ہوئے دخت وپسر ۔۔۔ جب کر چکے عمریں بسر ہو کر فنا جاتے رہے
ذکر خدا دن رات کر حاصل بڑے درجات کر ۔۔۔ سب کی روا حاجات کر اہل صفا جاتے رہے
جو جو کہ تھے غنچہ دہن نازک بدن گل پیرہن ۔۔۔ وقت قضا پہنے کفن سب نے کہا جاتے رہے
دیکھو خلیل اللہ نبی خلقت کے تھے وہ منتہی ۔۔۔ کوشش جو راہ حق میں کی کعبہ بنا جاتے رہے
آخر سلیماں بادشاہ جن کو ملا ملک وسپاہ ۔۔۔ کر ترک مال پا گناہ وہ با خدا جاتے رہے
درپیش ہے تجھ کو سفر دنیا فقط ہے رہ گزر ۔۔۔ جب حضرت خیر البشر خیر الوریٰ جاتے رہے
اہل سخا و الا گہر صدیق اکبر ذی قدر! ۔۔۔ عثماں غنی عادل عمر شیر خدا جاتے رہے
خستہ جگر حضرت حسن شبیر بے گور و کفن ۔۔۔ ہو کر شہید خستہ تن تیغ جفا جاتے رہے
ویراں پڑے ہیں بوستاں تاراج سب باد خزاں ۔۔۔ ملتا نہیں جن کا نشاں نقشہ مٹا جاتے رہے

نوشیرواں عادل ہوا حاتم سخی کامل ہوا	رستم بہادر دل ہوا آئی قضا جاتے رہے
نمرود اور فرعون کا دعویٰ خدائی کیا ہوا	اصلی خدا باقی رہا وہ بے حیا جاتے رہے
صوفی تجھے کیوں ہے یہ غم رکھتا ہے ایسی چشم نم	حامی ہیں جب شاہ امم گو ظاہرا جاتے رہے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱ یا ۲۰)

خُطْبَۃُ الْاُوْلٰی نمبر (۲۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَمْدًا لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مُعْطِي الْهُدٰى لِلْمُتَّقِيْنَ

ثُمَّ الصَّلٰوةَ عَلَى الَّذِيْنَ اَنْعَمَ عَلَيْهِمْ جَاهِلِيْنَ

لَا سِيَّمَا نُوْرِ الْمُبِيْنِ حَقًّا اِمَامُ الْمُرْسَلِيْنَ

اَبْهٰى شُمُوْسُ الْاَوَّلِيْنَ اَزْهَرُ بُدُوْرِ الْغَابِرِيْنَ

وَالْاٰلُ خَيْرُ الْعَابِدِيْنَ مِنْ رِجْسِ دُنْيَا طَاهِرِيْنَ

وَعَلَى الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ صَلَوٰتُ خَيْرِ الرّٰحِمِيْنَ

مَنْ یَّھْدِہِ الْمَتِیْنُ لَیْسَ الْمُضِلُّ لَہٗ الْقَدِیْرُ

مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ الْعَلِیُّ لَا یَھْتَدِیْ مِنْ عٰلَمِیْنَ

اَشْھَدُ بِاَنْ لَیْسَ لَاِلٰہَ اِلَّا اِلٰہُ الْعَالَمِیْنَ

اَشْھَدُ بِاَنَّ مُحَمَّدًا مَبْعُوْثُہٗ فِی الدَّاھِرِیْنَ

صَلِّ عَلَیْھِمْ اِلٰھَنَا فِیْ کُلِّ اَوْقَاتٍ وَّحِیْنٍ

یٰقَوْمِ کُوْنُوْا سَامِعِیْنَ صَلُّوْا صَلٰوۃً دَآئِمِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ط

اکیسواں وعظ در بیان نماز

حضرات! یہ اس کلام پاک کی ایک آیت ہے جبکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس کتاب سے ایک حرف پڑھا، اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف حرف ہے لام حرف ہے اور میم حرف ہے۔ یہ ایک حرف میں تین تین حروف ہیں اس طرح سے تو تیسں نیکیاں ہوئیں۔ (رواہ الترمذی)

ترمذی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے، جس

شخص کو قرآن مجید نے میرے ذکر و مسئلت سے مشغول رکھا میں اس کو سائلین سے بڑھ کر دیتا ہوں اور اللہ کے کلام کی بزرگی و فضیلت تمام کلاموں پر مثل اللہ تعالےٰ کے فضل کے اسکی خلق پر ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید کو ذکر اللہ اور ذکر رسول پر فضل و برتری حاصل ہے بھلا کسی اور کے کلام کی کیا ہستی ہے کہ اشتغال کرے اور مشتغل بقرآن مجید نہ ہو۔

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ ۔ من نیز حاضر میشوم تصویر جاناں در بغل

حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ قرآن شافع و مشفع و ماحل و مصدق ہے جو کوئی اسکو اپنا امام بناتا ہے وہ اس کو جنت کی طرف کھینچ لے جاتا ہے (رواہ ابن حبان فی صحیحہ و البیہقی فی شعبۃ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)

معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا لفظ رفعا یہ ہے کہ جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس پر عمل کیا۔ اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جسکی روشنی سورج کی روشنی سے دنیا کے گھر میں بہتر ہوگی پھر اسکی نسبت کیا گمان ہے جو اس پر عمل کرے (رواہ ابوداؤد والحاکم)

بریدہ رضی اللہ عنہٗ کی حدیث میں رفعا بعد ذکر تاج کے اتنا اور آیا ہے کہ اس کے والدین کو دو حلے پہنائے جائیں گے، جس کے مقابل ساری دنیا نہ ہوگی۔ وہ کہیں گے کہ ہم کو یہ کہاں سے ملی، کہیں گے تیرے بیٹے نے قرآن مجید کو اخذ کیا تھا۔ (رواہ الحاکم)

حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں ہے کہ حسد نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ مرد کہ جسکو اللہ تعالیٰ یہ کتاب دے وہ ساعات لیل و نہار میں اس کے ساتھ قیام کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا۔ وہ ساعات روز و شب میں صدقہ دیتا ہے (رواہ الشیخان) پھر جس شخص میں یہ دونوں وصف ہوں تو اس کا ذکر کیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رفعا کہتے ہیں کہ حسد نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ کہ جسکو اللہ نے قرآن سکھایا وہ رات دن اسکو پڑھتا ہے۔ اس کے ہمسایہ نے سنا اور کہا یالیتنی اوتیت مثل ما اوتی فلان فعملت مثل ما یعمل یعنی اگر مجھے قرآن یاد ہوتا تو میں بھی اس طرح کرتا۔ دوسرا وہ مرد جسکو اللہ نے مال دیا وہ جائز طور پر صرف کرتا ہے، ایک شخص نے کہا، اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس طرح کام کرتا۔ (رواہ البخاری)

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ نیت پر اجر کامل ملتا ہے۔ اور بسبب اس نیت کے قرآن خواں اور مفلس اور مالدار اجر میں برابر ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن کوئی شخص اس نعمت کی قدر نہیں جانتا

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا لفظ رفعا یہ ہے من قرأ القرآن فقد استدرج النبوۃ بین جنبیہ غیر انہ

لا یوحی الیہ ینبغی لصاحب القرآن ان یحد مع من حد ولا یجھل من جھل وخوفہ کتاب اللّٰہ یعنی صاحب قرآن کے سینے میں نبوت مندرج ہوتی ہے فقط اتنی بات ہے کہ اس کو وحی نہیں آتی۔

دوسرا لفظ ان کا یہ ہے کہ روزہ اور قرآن مجید بندہ کی شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ کہتا ہے اے رب میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے سے روکا۔ تو میری سفارش اس کے حق میں قبول کر۔ قرآن مجید کہتا ہے میں نے اس کو رات کے سونے سے منع کیا۔ تو میری شفاعت اس کے بارے میں قبول کر۔ پس یہ دونوں شفاعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے (رواہ احمد والطبرانی والحاکم)

حضرات! آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کے کچھ فضائل سُنے نمونہ از خروارے سُننے دیکھے قرآن خوان کے لیئے کیا کیا برکتیں اور نعمتیں اللہ تعالےٰ نے عنایت کی ہوئی ہیں، مگر افسوس ہے کہ آج کل قرآن مجید کے پڑھنے کا مذاق نہیں رہا۔ ہاں رات دن ناول غزلیات شعر و اشعار عشقیہ اور فضول قصہ جات پڑھنے کا اسقدر رواج ہو گیا ہے کہ ایسی فضول اور لچر کتابوں سے کوئی بھی گھر خالی نہ ہوگا۔ اس مضمون کا نقشہ کیا ہی اچھا ایک شاعر نے ٹوٹے پھوٹے اشعار میں لکھا ہے ؎

لاکھ اخبار اور قصے واہیات ۔۔۔ مشغلہ دلچسپ ہیں، دن اور رات
پر کلام اللہ سے دلچسپی نہیں ۔۔۔ بھاگ جائیں وعظ سے اس کے تئیں
سخت وحشت آج ہے قرآن سے ۔۔۔ رغبت و الفت ہے بس شیطان کا
حکم ہے یہ صاف اس رحمان کا ۔۔۔ غافل اس سے دوست ہے شیطان کا
ترک قرآن کے لئے باتیں ہزار ۔۔۔ ضد بے معنی پر وجوہاتیں ھزار
پھر پڑھیں دائم کتابیں واہیات ۔۔۔ فحش، لغو و افترا و ہزلیات
اس کے سو سو نفع بتلاتے رہیں ۔۔۔ ٹکلوں سے دل کو سمجھاتے رہیں
کیا نبی تعلیم کرتے تھے یہی! ۔۔۔ غور مت قرآن پر کرنا کبھی!
اس کو بے معنے پڑھا کرنا مدام ۔۔۔ اس کے معنی کچھ نہیں آئیں گے کام

القصہ میں اصل مضمون کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرتا ہوں جس کے لئے آج وعظ تجویز کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بعد اقرار توحید خداوندی اور اقرار رسالت محمدی اسلام میں اول حکم نماز کا ہے قرآن شریف میں نماز کی بابت جسقدر تاکید ہے اسقدر کسی دوسرے کام کی شاید ہی ہو چنانچہ سورۂ روم میں ارشاد ہوتا ہے اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین یعنی قائم رکھو نماز اور مشرکوں سے ہو، اور سورۂ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین ۔ یعنی اگر تمھارے مخالف توبہ

کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے دینی بھائی ہیں پھر سورۂ مدثر میں ارشاد ہوتا ہے (۳) ماسلککم فی سقر قالو الم نك من المصلین قیامت کے روز جنت والے جہنم والوں سے پوچھیں گے کہ کون چیز تم کو جہنم میں لے گئی ؟ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے (۴) سورۂ مریم میں ارشاد ہوتا ہے فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا ہ (یعنی پہلے بزرگوں کے حالات بیان کرکے فرمایا) کہ آئے ان کے بعد ایسے ناخلف کہ جنھوں نے نمازیں کھوئیں اور پیچھے پڑ گئے شہوات کے۔ پس کچھ دیر کے بعد اپنی گمراہی کی سزا پائیں گے (۵) مشکوٰۃ شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ وان محمد عبدہٗ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔ یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول اس بات پر گواہی دینا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، دوم نماز کا قائم کرنا، سوم زکوٰۃ کا ادا کرنا، چہارم بشرط استطاعت حج کرنا، پنجم ماہ رمضان کے روزے رکھنا (۶) مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکل شیٔ علم وعلم الایمان الصلوٰۃ۔ یعنی ہر چیز کی علامت ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے (۷) مشکوٰۃ شریف میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ھدمھا فقد ھدم الدین۔ یعنی نماز دین کا ستون ہے جسے اسے قائم کیا۔ اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو گرایا اس نے دین کو گرا دیا (۸) حدیث صحیح میں ہے کہ سب پیغمبروں نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت کے واسطے یہ آخری نصیحت کی ہے اور ہر نبی کا آخری عہد و پیمان اپنی امت کے ساتھ یہی ہے کہ نماز پڑھو۔ پس نماز اول ان فرائض کی ہے جو رسول اللہ صلعم پر اور ان کی امت پر فرض کئے گئے ہیں اور آخر ان نصیحتوں کی ہے جو رسول اللہ صلعم نے اپنی امت سے فرمائیں اور نیز آخر ان چیزوں کی ہے جن سے اسلام کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اور اول ان چیزوں کی ہے جن کا قیامت بندہ سے سوال کیا جائے گا (۹) ترمذی شریف میں مروی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا العھد الذی بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر۔ یعنی ہم مسلمانوں اور کافروں میں فرق صرف نماز کی وجہ ہے۔ پس جو کوئی نماز نہ پڑھے گا وہ کافر ہو گیا (۱۰) حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا من حافظ علیھا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاتا یوم القیمۃ ومن لم یحافظ علیھا لم یکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاتا وکان یوم القیمۃ مع قارون وفرعون وھامٰن وابی بن خلف۔ یعنی جو کوئی نماز پر محافظت کرتا ہے اس کیلئے یہ نماز نورانیت کا سبب اور دلیل ایمان ونجات ہو گی۔ قیامت کے دن جو ایسا نہ کرے گا اس کے لئے نہ نور ہوگا اور نہ دلیل ایمان اور نجات ہو گی اور قیامت کے دن

قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی خلف کے ساتھ ہوگا (۱) حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیمۃ من اعمالہ الصلوۃ فان صلحت صلح لہ سائر اعمالہ فان فسدت فسد سائر عملہ یعنی قیامت کے دن سب سے اول حساب نماز سے ہوگا۔ پس اگر بندہ اسمیں کامیاب ہو گیا تو سب اعمال میں کامیاب ہے اور اسمیں ناکامیاب و فیل ہو تو سب میں ناکامیاب و فیل ہوا (۱) حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ جو مسلمان باوجود فرض جاننے نماز کے سستی سے جیساکہ آج کل اکثر ہے نہ پڑھے اور اسے نماز کے لئے کوئی بلائے کہ آ نماز پڑھ پھر بھی باوجود اس کے بلانے کے نہ پڑھے یہاں تک کہ اس سے پیچھے آنے والی نماز کا وقت بھی چلا جائے تو ایسا شخص کافر ہے۔ اس کو تین دن توبہ کی مہلت دی جائے اگر اس فعل قبیح سے توبہ نہ کرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اس کا مال سرکاری خزانہ میں غنیمت کی طرح داخل ہو اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔

حضرات۔ امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کا ایسے نماز کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ قتل نہ کیا جائے بلکہ قید کیا جائے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے یا اسی قید ہی میں مر جائے۔

افسوس! کہ باوجود ایسے تاکیدی حکم کے بھی مسلمانوں کو اللہ اور رسول کے فرمان کی کچھ بھی پروا نہیں حالانکہ اگر سرسری طور پر نماز میں غور و خوض کیا جائے تو انہیں اسقدر فائدے نظر آئیں گے جن کا کچھ حد و حساب نہیں، چنانچہ صفائی اور پاکیزگی، ریاضت، پابندی وقت اور قرار دل روشنی سینہ اور نرم دلی ملکاپن گناہوں سے محفوظ رہنا۔ جنابت سے غسل، بول و براز سے استنجا، اور حدث نوم وغیرہ سے ہر روز پانچ مرتبہ وضو کرنا، لباس کو پاک و صاف رکھنا حتیٰ کہ اگر کپڑوں میں پسینہ وغیرہ سے بدبو پیدا ہو جائے یا کوئی میلی چیز لگ جائے انہیں دھو کر استعمال میں لانا کس درجہ صفائی اور پاکیزگی ظاہر کرتا ہے جس سے روح کو تازگی اور عقل کو تیزی، ارادہ کو مضبوطی، بدن کو تندرستی اور پریشانی دور ہو جاتی ہے۔

جب اس کا خوگر ہو جاتا ہے تو بے نمازی کو میلا اور ناپاک جان کر اس سے مس کرنے کا بھی روادار نہیں اور مکان سے مسجد محلہ یا جامع تک جانا اور نماز میں قیام اور رکوع، قومہ، جلسہ، اور قعود کے ساتھ ہر دوگانہ یا چارگانہ فرائض و سنن و نوافل میں سبک و معتدل ریاضت ہو جاتی ہے اور قبل طلوع آفتاب کے نماز کا ادا کرنا۔ پھر ظہر، عصر، مغرب اور عشا کا پڑھنا کیسی پابندی اوقات ہے۔ ان اوقات کی پابندیوں کے عمدہ نتائج، خوبیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور دنیا کے کاروبار کے لئے مضبوطی سے جو پابندی اوقات کی ہے اسے نمازی پا سکتا ہے اور اسی کا دل ان خوبیوں کا اندازہ کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک مسلمان قبل طلوع صبح

صادق بیدار ہو کر (ضرورت ہے تو غسل ورنہ) وضو کر کے مسجد جاکر نماز باجماعت ادا کرے۔ پس یہ پابندی بیداری کس قدر برکت اور خیر کی ہے۔ جانوروں کا صبح کو بیدار ہونا اور آدمی کا دن نکلنے تک سونا کیسی پھٹکار کی بات ہے جو آدمی دن چڑھے سو کر اٹھے اس کے چہرے کی بے رونقی اور کسالت طبع سب پے ظاہر ہو جاتی ہے۔ برخلاف نمازی کے جس کے چہرے پر رونق اور خوشدلی پائی جاتی ہے۔ یہی حال ظہر کے وقت کا ہے اگر دوپہر کو سویا تو وہ ظہر کو بیدار ہو کر نماز ادا کرے گا۔ لیکن عصر کی نماز کا ایک مشکل وقت ہے کہ آدمی اسوقت اکثر دنیاوی دھندوں اور بکھیڑوں میں پھنسا رہتا ہے۔ اسوقت سب کو چھوڑ کر یاد الہٰی کرنا کیسی عمدہ بات ہے۔ مغرب کی نماز کس خوبی سے کیسے خوشنما وقت میں ادا کی جاتی ہے اور عشا کی نماز تمام امورات سے فراغت پا کر پاک اور صاف حالت سے آرام کرنے کی کیسی تسکین اور قرار کی ہے۔

اللہ تبارک تعالےٰ نے سورۂ روم میں فرمایا ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشآء والمنکر یعنی نماز بے حیائی اور بری بات سے منع کرتی ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا بھلا دیکھو تو اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر ہر وقت جاری ہو اور وہ شخص ہر روز پانچ وقت نہر میں نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گی صحابہ نے عرض کیا نہیں۔ پھر فرمایا یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے کہ ان نمازوں کی برکت سے نمازیوں کو اللہ تعالےٰ گناہوں کی میل سے صاف اور ستھرا کر دیتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کی نماز تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان میں آدمی سے سرزد ہوتے ہیں جبتک کہ کبائر میں مبتلا نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ صغیرہ گناہ پنجگانہ نماز جمعہ سے مٹتے رہتے ہیں۔ خواہ توبہ کرے یا نہ کرے مگر کبیرہ کے لئے توبہ کرنا واجب ہے۔

ترغیب وترتیب میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب نمازوں کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ بلند آواز سے پکارتا ہے کہ اے بنی آدم! اٹھو اور اپنے نفسوں سے گناہوں کو ہٹاؤ۔ پس اٹھو اور پاک ہو جاؤ اور نماز ظہر پڑھو۔ اس سے وہ تمھارے وہ گناہ جو نماز صبح اور ظہر کے درمیان تم سے صادر ہوئے ہیں بخشے جائیں گے۔ پھر جب عصر و مغرب کا وقت آتا ہے تو بھی فرشتہ اسی طرح پکارتا ہے پس نمازی بھلائی میں داخل ہوتا ہے۔ یعنی جنت میں داخل ہو جانے کے قابل ہو جاتا ہے اور دوزخ کی برائی سے دور ہو جائے۔

مسلم شریف میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے

پوچھا کہ کون سا عمل جنت کے زیادہ نزدیک کرتا ہے؟ فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔
نسائی شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے درخت کی ایک شاخ ہاتھ میں لے کر ہلائی جس کے پتے ہاتھ کی حرکت سے جھڑنے لگے۔ آپ نے سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے یہ کام کیوں کیا؟ سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا انسان جب وقت اچھی طرح وضو کرتا ہے یعنی سنت کے موافق وضو کر کے پنجگانہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کی شاخ کے پتے جھڑتے ہیں۔ غرض نماز کے فضائل میں قرآن مجید اور احادیث نبویہ مملو اور بھرپور ہیں اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو نماز پنجگانہ پر عامل ہونے کی توفیق بخشے آمین۔

نوٹ! اگر واعظین کو نماز کے مفصل مسائل قرآن شریف و حدیث کے مطابق دیکھنے مطلوب ہوں تو خاکسار کی کتاب المسمیٰ "بہ نماز حنفی مدلل" ملاحظہ فرمائیں۔

اے عزیزو پنجگانہ تم پڑھو ہر دم نماز	فرض اور سنت نوافل جملہ با جزم نماز
جان لو گے تم نمازوں کی حقیقت مومنو	تو پڑھو گے شوق سے ہر لحظہ و ہر دم نماز
دونوں عالم میں نمازی ہی کی ہے برتر آبرو	بلکہ قرب حق دلاتی ہے یہ اے ہمدم نماز
خوبیاں معلوم ہوں گی تم کو اس کی روز حشر	کیا سمجھتے ہو نہیں رتبہ میں ہے کچھ کم نماز
ہو گئے ہیں سینکڑوں اس کے سبب سے اولیاً	کرتی ہے ادنےٰ کو اعلیٰ ایسی ہی اکرم نماز
مت سنو جاہل فقیروں کی جو بکتے رہتے ہیں	ہم تو ہیں صبح و مسا قائم و صلو دائم نماز
ہیں وہ سب گمراہ ان کا رہنما شیطان ہے	قائم و دائم کی جو کہتے ہیں پڑھتے ہم نماز
کیا نہیں پہونچی ہے رسول اللہ سی انکو یہ خبر	ہے ستون دین یعنی دین کا ہے تھم نماز
کس بھروسے اور دعوے پر لنگوٹے باز یہ	کہتے ہیں کہ ہم تو ہیں دائم وضو قائم نماز
ہیں جو گمراہ دیں گے اور تارک صوم و صلوٰۃ	ان کو دکھلائے گی روز حشر رنج و غم نماز
یہ بتا و تو ہوئی کس کو عبادت سے معاف	کیا نہ پڑھتے تھے کہو حضرت آدم نماز
نوح یحییٰ زکریا، ایوب و یعقوب و شعیب	یا نہ ابراہیم نے کہو دو پڑھی ہر دم نماز
یا نہ اسمٰعیل، موسیٰ اور عیسےٰ نے پڑھی	یا نہ پڑھتے تھے کہو تو سرورِ عالم نماز
تم کو بھی لازم ہے اے امت رسول اللہ کی	کہ کرو مت پنجگانہ میں کبھی تم کم نماز
اور کرو ہر دم رکوع و سجدہ اطمینان سے	اور نہ چوروں سا پڑھو تم بخل کر کر کم نماز

کر وسیلہ یا الٰہی یہ ہمارے واسطے
صدق سے پڑھتے ہیں تیرے روبرو جو ہم نماز
دے ہمیں توفیق اپنی بندگی کی اے کریم
تاگذاریں دل سے ہم سب دمبدم باہم نماز
کر توصوفی کی عبادت کو خداوندا قبول
باخضوع وعجز جو پڑھتا ہے یہ ہر دم نماز

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو ص!!)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ

السَّاعَۃَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا
فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ
اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّہِمْ وَ
اَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ
حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ۝
فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمْ
مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ
وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا
عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا ط وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ
عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○

بائیسواں وعظ دربیان نماز

حضرات :۔ پیشتر اس کے کہ آیت کا ترجمہ بیان کیا جائے۔ مناسب ہے کہ پہلے آیت کا

شان نزول بیان کیا جائے تاکہ اس آئت کا مطلب سمجھ میں آجائے۔

مروی ہے کہ ایک جوان انصاری پنج وقتہ بالالتزام سرور عالم کے ہمراہ نماز پڑھا کرتے تھے لیکن کوئی گناہ ایسا نہیں تھا جس کے مرتکب نہ ہوں۔ الغرض صورت حال رسول صلعم سے بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو عنقریب اس کی نماز گناہوں سے روک دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند ہی دن گزرے تھے کہ تمام ناشائستہ حرکات سے تائب ہوگئے اور زہاد صحابہ میں سے بن گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محمد صلعم! پڑھ جو وحی کیجاتی ہے تیری طرف کتاب اور قائم رکھو نماز، بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی کے کام اور بری بات سے۔ اور اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

مسلمانو! بیشک نماز بری باتوں سے روکتی ہے۔ چنانچہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ جتنی دیر انسان نماز میں لگاتا ہے۔ اتنی دیر تو ہر گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اور باقی اوقات میں بھی گناہوں سے بچے رہنے کی قوی امید ہے کیونکہ نماز کو گناہ سے روک دینے میں بڑی تاثیر ہے۔ اور طاقت حاصل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ نماز واقعی نماز ہونی چاہئے۔ محض ٹکریں مار لینا اور بیگار سی ٹال دینا کافی نہیں جیسا کہ آجکل بعض تہجد خواں اور پابند نماز پنجگانہ کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کامل بخشے آمین۔

جب انسان پانچ وقت اپنے مالک کے سامنے باوضو مؤدب کھڑا ہوگا اور اس کے جلال و عظمت کا دھیان کرے گا اور اس کی کبریائی اور قدرت کا خیال ذہین نشین ہوگا تو ضرور اس کا کم سے کم دوسرے وقت اتنا اثر رہے گا کہ خالق برحق کا بندہ نافرمان نہ بنے۔

نماز بندہ کیلئے بڑی عبادت ہے۔ اس کے جملہ ارکان نہایت معقول اور علو درجات کا باعث ہیں بلاتشبیہ گویا نماز مؤدب دست بستہ اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوکر اس کی حمد و ثنا کرنے کا نام ہے اور جب نمازی کی غایت توجہ اور اس قرب پر دھیان کرتا ہے جو اس کو نماز میں حاصل ہوا تو شوق میں آکر گویا سلام کے لئے جھک جاتا ہے۔ اور رکوع میں تسبیح پڑھنے لگتا ہے۔ یعنی پاکیزگی بیان کرتا ہے اور پھر فرط شوق و محبت میں بیتاب ہوکر اپنے مالک کے قدموں پر جھک جانا چاہتا ہے چونکہ قیام کی نسبت زمین پر سر رکھ دینے میں زیادہ انکساری ہے۔ اس لئے رکوع سے کھڑا ہوکر قومہ کے بعد دم گر پڑتا ہے جب اس کے مہربان مولا کیطرف سر اٹھایا گیا اور یہ اٹھ کر بیٹھا تو پھر جوش عشق سے مضطربانہ جلسہ کرتے ہی دوبارہ اپنے سر کو زمین پر رکھ دیا پھر اپنے مالک حقیقی کے فرمان واجب الاذعان کی اطاعت میں اٹھا اور دست بستہ ہوکر اسی عاجزانہ عجز و نیاز میں مشغول ہوگیا غرض ایک نماز میں دو یا تین بار یا چار بار اسی طرح عاجزی

اور خاکساری سے اپنے آقائے حقیقی کو راضی کرنے کا شیوہ اختیار کیا اور رات دن میں پانچ پانچ بار اس کا التزام رکھا۔ جب اس حالت سے نماز ادا ہو تو بتلایئے کہ نمازی کو گناہ پر کیونکر جرأت ہوگی۔

غرض ! نماز اور تلاوت قرآن مجید کے آداب تو بے شمار ہیں مگر مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ جب قرآن مجید کا پڑھنے کا ارادہ کیا جائے تو تھوڑی دیر پہلے یہ سوچ لے کہ میں اللہ تعالیٰ کے روبرو بیٹھا ہوں جس طرح شاگرد استاد کے روبرو ہوتا ہوا اور بطور سبق کے اللہ تعالیٰ کو سنا رہا ہوں۔ اس طریقہ سے جو کیفیت پیدا ہوگی خود معلوم ہو جائیگی۔ لیکن نماز میں حضوری حاصل کرنے کے کئی طریقے ہیں۔

اول ۔ یہ خیال کرنا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔

دوسرا ۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہا ہے **تیسرا** ۔ معانی کا خیال رکھنا۔

چوتھا ۔ ہر لفظ کو بقصد منہ سے نکالنا کہ کوئی لفظ محض یاد سے نہ پڑھے۔ بلکہ ہر لفظ پر قصد کرتا جائے کہ اب یہ کہوں گا پھر یہ کہونگا۔

پانچواں ۔ طریق یہ سمجھنا کہ میری عمر کی یہ آخری نماز ہے شاید اب عمر کا خاتمہ ہو جائے۔ پس ان طریقوں سے جو طریق آسان اور دلپسند ہو اس کو اختیار کرے اور کسی قدر درا دبھی صبح و شام پڑھ لیا کرے۔

افسوس ! اس زمانہ میں قرآن و نماز کی حد سے زیادہ بے قدری ہو رہی ہے عوام کیا خواص بھی بہت ہی کم ہیں جو ٹھیک طور پر نماز کے خصوصاً جماعت کے پابند ہوں۔ بلکہ بہت سے فقیروں کا تو یہ گمان ہے کہ باطنی نماز کافی ہے۔ ظاہری نماز کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو صاف فرضیت کا انکار کرنا ہے جس سے یقیناً ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

پھر ان میں جو پڑھے ہوئے فقیر ہیں وہ قرآن مجید کی تحریف کرتے ہیں کہیں آیت والذین ھم علی صلوتھم دائمون یعنی وہ لوگ جو اپنی نماز پر دوام کرتے ہیں سے استدلال کرتے ہیں کہ دیکھئے صاحب ! صلوٰۃ ظاہری تو دائم ہو نہیں سکتی پس صلوٰۃ باطنی ہی مراد ہے۔ کہیں لذکر اللہ اکبر سے تمسک ہے کہ گو نماز بھی اچھی چیز ہے۔ لیکن ذکر اللہ اس سے بھی اکبر ہے۔ پس اکبر کے ہوتے اصغر کی کیا ضرورت و حاجت ہے۔

مسلمانو ! یہ صریح الحاد ہے ایک موٹی بات ہے کہ تمہارے پہلے پیروں نے اور سب پیروں کے پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں نہیں سمجھا کیا وہ تمام عمر نعوذ باللہ ایسے فضول عمل کے کیوں پابند رہے۔ دوسرے تمام قرآن و حدیث عموم فرضیت سے بھرا پڑا ہے۔ اس میں نہ کسی آدمی کی تخصیص ہے نہ کسی حالت کا استثنا بجز ان لوگوں کے جو قاعدہ شرعی سے مرفوع القلم ہیں رہا استدلال آیات مذکورہ سے وہ محض لچر ہے اول تو یہ کہنا کہ صلوٰۃ ظاہری دوام نہیں ہو سکتی

غیر مسلم ہے۔ ہر چیز کا دوام مناسب ہوتا ہے مثلاً اگر کہا جائے کہ فلاں شخص ہمارے پاس آتا ہے۔ تو کیا ضرور ہے کہ وہ ہر وقت آنے ہی میں مشغول رہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو وقت اس کے آنے کا معین ہے اس وقت بلا ناغہ آتا ہے۔ اسی طرح نماز ظاہری کا دوام سمجھ لو کہ اپنے معین اوقات میں ناغہ نہ ہونا بھی دوام ہے دوسرے اگر تسلیم کیا جائے کہ نماز باطنی اس آیت سے فرض نماز ظاہری دوسری آیات سے فرض، دونوں ادا کیا کرو رہی یہ بات کہ ذکر اللہ نماز سے بھی بڑھ کر ہے تو اکبر کے سامنے اصغر کی کیا حاجت ہے؟ یہ بھی محض جہالت اور دھوکا ہے کیونکہ اول تو والذکر اللہ اکبر کی یہ تفسیر متعین نہیں بلکہ ممکن ہے کہ نماز کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہو۔ کہ نماز میں جو فلاں فلاں برکت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذکر اللہ یعنی اللہ کی یاد ہے اور اللہ کی یاد بڑی چیز ہے اس لئے نماز میں یہ برکت ہوئی۔ پس اس تقریر پر تو اسمیں نماز کی ترغیب ہے نہ کہ تنقیص اور اگر وہی تفسیر مان لی جائے تو یہ کیا ضروری ہے کہ اکبر کے ہوتے اصغر کو ضرورت نہ ہو بھلا اگر دونوں فرض ہوں تو کیوں نہیں حاجت ہوگی؟

مثلاً ایک شخص کے دو بیٹے ہیں ایک بڑا اور ایک چھوٹا، تو بس اس قاعدے سے کہ اکبر کے ہوتے اصغر کی کیا حاجت ہے۔ چھوٹے بیٹے کا گلا گھونٹ کر اس کا کام تمام کر ڈالنا چاہیئے۔

اللہ تعالے ہر مسلمان کو ایسے وساوس شیطانی اور واہی خیالات سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر قائم رکھے ؎

جن و انس و وحش و طائر سب کریں ذکر خدا — پر غضب سے ہے، بے نماز و تم رہو غافل سدا
لوگ سب مذہب کے اپنی اپنی رسموں پر چلیں — اور مسلمان اپنے مذہب دین سے غافل رہیں
کاروبار دنیوی میں ہو سراسر تم تباہ — اور کبھی مسجد کی جانب بھی نہیں کرتے نگاہ
جو گناہ کے کام ہیں مشغول ہو ان میں سدا — پر کبھی بھولے سے بھی کرتے نہیں ذکر خدا
بے نمازی سے تو سو درجے بھلا حیوان ہے — یاد حق اس کا وظیفہ ہر گھڑی ہر آن ہے
اک ذرا سا فائدہ دنیا کا ہووے گر انہیں — اس کی جانب وہ اڑیں اور سب نمازیں چھوڑ دیں
سر بسر اپنا بھلا اور حق تعالے خوش رہے — نفس شیطانی ہو دور اس سے کہ اسکو جو پڑھے
ہے دعا صوفی کی روز و شب یہ اے پروردگار — امت احمد میں ہووے حشر کو میرا شمار

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(اینجا بنشیند وباز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو صلا یا صنا)

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۲۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد الحمید للذات قدیما — شکرا الشکور وھب الخلق نعیما

حیّ ازلیّ ابدیّ متکبّرا — بالشھد والغیب لقد کان رحیما

سبحن الذی الملک الحمد کثیرا — سبحن الذی العرش علیہ عظیما

من یھد لہ اللہ فلا احد مضلہ — لا یھتد من یضللہ بل صار اثیما

اذا شھد باللہ ھو الواحد حقّا — فلنشھد لسین رسولا وکریما

فصلّی صلوٰۃ نزلت منہ تعالیٰ — بالفضل علی افضل من کان زعیما

والاوّل صدقا وفاقا ابوبکرؓ — قد انفق بالنفس وبالمال رحیما

فالاعدل فی الدین لمحی الاسلامؓ — بوحفص عمر صار بالدین قویما

فالجامع والباذل والصّابر قصدا — عثمان ھو الکائن فی الحلم وسیما

ثمّ الاسد الغالب فی الصف قتالا — بوالحسن علی جبل الکفر ھدیما

والعترۃ والصحب جمیعا وتماما   کانوا صنادید اورکینا وصمیما

والستۃ منہم تدخلوا بالجنّۃ   والباقی والتابع جمعا وعمیما

رضوان من اللہ والعترہ والصحب   ولکل رضواعنہ حدیثا وکھیما

یقوم خذو العفو اوفوا بالعہد   ان کنتم اتون الی اللہ سلیما

توبوا اشبابا وتباکوا اشیاخا   یا رھط عصاۃ ارتعد الامر عظیما

قوا انفسکم نار جھنم وسعیرا   خافوا وعظوا الاھل صحیحا وسقیما

یاطالب مال لم تسع لوبال   من جاز فقد نال مناکیرالیما

اقرء بکتابک وحاسب نفسک   الیوم کفٰی انت حسیبا وفہیما

قد بورک من قرابلفظ التنزیرا   والنفع بہ فاز سمعا وکلیما

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ط فَاِذَا قُضِیَتِ

الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا ط قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

تیئسواں وعظ دربیان جمعہ

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ کو نماز سے بڑھکر اور کوئی عبادت پسند نہیں، اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر تاکید اور فضیلت شرع شریف میں وارد نہیں ہوئی۔ اور اسی واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عبادت کو اپنی ان غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر تک (بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا) ہر وقت میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے۔ اور چونکہ جمعہ کے دن تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائض ہوئی ہیں۔ لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور اس نماز کو جماعت کے ساتھ مشروط کیا۔

جماعت کی حکمتیں اور فائدے ہر ایک کو معلوم ہی ہیں۔ اور نیز یہ بھی کہ جسقدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر ان فوائد کا ظہور زیادہ ہوتا ہے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں چونکہ ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث تھا، اسلئے اللہ تعالیٰ نے ہفتہ میں ایکدن ایسا مقرر فرمایا کہ جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان لوگ آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں، چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل و اشرف تھا لہٰذا یہ تخصیص بھی اسی دن کے لئے کی گئی۔

علمائے اسلام نے جمعہ کی نام کے توجیہہ میں کئی وجوہات فرمائی ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ہر ایک کا دعویٰ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ سے ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان جمعہ ایسا دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے جد امجد یعنی حضرت آدم کی خلقت پوری فرمائی (ابن ابی حاتم)

فتح البیان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کا نام جمعہ کیوں ہوا ؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اس دن تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی طینت جمع ہوئی۔ اسی دن حشر ونشر ہوگا۔ اور نیز جمعہ کے آخر میں تین ساعتیں ہیں منجملہ ان کے ایک ساعت ایسی ہے کہ جس میں اللہ تعالےٰ سے دعا مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتدری لم سمی یوم الجمعۃ یعنی سلمان رضی اللہ تعالےٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا آیا تم کو معلوم ہے کہ جمعہ کس سبب سے نام ہوا ؟ قلت لا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہیں جانتا قال لان فیہ جمع ابوکم آدم۔ آپنے فرمایا اس سبب سے اس کا نام جمعہ ہوا کہ اس دن تمہارے باپ آدم بنائے گئے لا یتطھر رجل یوم الجمعۃ فیتوضأ ویحسن وضوئہ ثم یاتی الجمعۃ الا کان لہ مابینھا وبین الجمعۃ الاخری ما اجتنب الکبائر۔ یعنے کوئی انسان ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن طہارت حاصل کرے۔ پس اچھی وضو کرے اس کے بعد جمعہ کی نماز ادا کرے تو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے غنیہ

غنیۃ الطالبین میں حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل میرے پاس آئے ان کے ہاتھ میں ایک سفید کھیا تھا جس میں ایک سیاہ نقطہ تھا۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام) یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ یہ جمعہ کا دن ہے۔ تمہارے واسطے اس میں بہت سی نیکیاں ہیں۔

میں نے پوچھا کہ اس میں سیاہ (کالا) نقطہ کیسا ہے ؟ کہا کہ قیامت ہے کہ اسی دن قائم ہوگی اور جمعہ کا دن سب دنوں کا سردار ہے۔ ہم نے اپنے روزمرہ میں اس کا نام روز مزید رکھا ہے۔ میں نے کہا یہ نام آپ نے کس سبب سے رکھا ہے ؟ کہا اس سبب سے کہ پروردگار نے ایک وادی بہشت میں مشک سے زیادہ خوشبودار اور نہایت ہی سفید بنائی ہے۔ پس جب اس جہان کے روزوں سے جمعہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالےٰ عرش معظم سے اس وادی کی طرف تشریف لاکر اپنی کرسی پر اجلاس فرماتا ہے اور اس کے گرد اگرد نور کی کرسیاں اور منبر بچھے ہوئے ہیں جن پر انبیاء علیہم السلام جلوہ افروز ہوتے ہیں اور اس کے گرد سونے کی کرسیاں مرصع بجواہر بچھی ہوئی ہیں جن پر شہید وصدیق بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد وربار گھر بار میں اہل غرفہ جمع ہوتے ہیں اور ریت کے ٹیلوں کی طرح ان کا انبوہ کثیر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے انا الذی صدقتکم وعدی واتممت علیکم نعمتی واحللتکم کرامتی ثم
یقول فاسئلونی میں وہ ہوں کہ میں نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر کامل کی اور
میں نے تمکو اپنے جوار رحمت میں اور کرامت میں اتارا اب سوال کرو تم مجھ سے فیقولون باجمعہم نسئلک
الرضاء عنا وہ سب سر بسجود ہو جائیں گے کہ ہم سب تیری رضامندی کے طلب گار ہیں فیقول لرضائی عنکم
احللکم داری وانالکم بکرامتی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری رضامندی نے تم کو میرے گھر میں اتارا
اور تم کو بزرگی کو پہونچایا۔ اب مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ تیری رضامندی چاہتے ہیں
پھر ارشاد ہوگا کہ مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔ پھر تو جس کی آرزو و تمنا ہوتی ہے دل کھول کر اپنے
پروردگار سے طلب کرتا ہے اور ہر فرد دلبشر گلہائے مراد سے اپنے دامن پر کرلیتا ہے اور شکر نعمت
خداوندی میں عرض کرتا ہے کہ ہم کو ہمارا پروردگار کافی ہے پس ان کو جمعہ کے روز اجر میں ایسی نعمتیں
حاصل ہوتی ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کان نے سنا اور نہ ان کا کسی دل پر خیال بھی
گزرا۔ اس خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوکر اہل غرفہ اپنے اپنے مکانوں کی طرف واپس ہوتے ہیں۔ وہ
مکان سفید موتیوں اور یاقوت سرخ اور زمرد سبز کے ہیں۔ نہ تو ان میں شکست و ریخت ہے نہ مرمت
کی حاجت ہے ان کے اندر نہریں رواں ہیں اور درختوں میں پھل بکثرت پھلے ہیں جن کی ڈالیاں جھک
رہی ہیں اور محلسرائے میں ان کی بیبیاں مسندوں پر جلوہ افروز ہیں اور جائے نشست میں خدمتگار
دست بستہ آمادہ خدمت کھڑے ہوئے ہیں پس غرفہ جمعہ سے زیادہ اور کسی چیز کے محتاج نہیں ہیں۔
بعض نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ
سب سے بہتر دن جس میں آفتاب نے طلوع کیا روز جمعہ ہے کیونکہ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے
اسی دن بہشت سے اتارے گئے اسی دن اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور اسی دن فوت
ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

بعض نے کہا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن جبریل علیہ السلام
ہاتھ میں سفید آئینہ لئے ہوئے آئے اور فرمایا کہ روز جمعہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو آپ کے سامنے
کردیا تاکہ آپ کے واسطے عید ہو اور یہ ہمارے ہاں سید الایام ہے ہم آخرت میں اسکو یوم المزید کہیں گے
اس واسطے اس کا نام جمعہ ہے۔

بعض نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو جمعہ کے ہی دن ختم کیا۔ بس اس دن تمام
مخلوقات کا اجتماع ہوا۔ اس لئے جمعہ نام ہوا۔

بعض فرمایا کہ اس میں نماز کے واسطے جماعتیں قائم ہوتی ہیں۔ اور نیز یہ جماعت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی اس لئے جمعہ نام ہوا۔

بعض نے فرمایا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اول کعب بن لوی رضی اللہ تعالے عنہ نے جمعہ کا نام جمعہ رکھا پہلے اس کو یوم العروب کہتے ہیں۔

بعض علماء نے فرمایا کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت مدینہ سے پہلے اہل مدینہ نے نماز جمعہ قائم کی اور اس وقت جمعہ کی فرضیت بھی نازل نہیں ہوئی تھی اور انھیں مسلمانوں نے اس کا نام جمعہ رکھا تھا۔ چنانچہ مروی ہے کہ مسلمانان مدینہ نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ یہودی ہر ہفتہ میں ایک روز جمع ہوتے ہیں اور نصارا کے ہاں بھی قاعدہ ہے آؤ ہم بھی ایک روز مقرر کرکے جمع ہوا کریں اور اللہ تعالے کو یاد کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت مکہ ہی میں تھے۔ پس نصاری نے یہ مشورہ کیا کہ سنیچر تو یہودیوں نے مقرر کیا اور اتوار نصرانیوں نے پس ہم جمعہ کو مقرر کریں اور اس کو یوم العروبہ قرار دیں۔ غرض سب نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالے عنہ کو امام بنایا۔ آپ نے انصار کو دو رکعتیں پڑھائیں اور وعظ و نصیحت کی پھر انھوں نے اس کا نام یوم الجمعہ رکھا کیونکہ اس دن سب یکجا جمع ہوئے تھے۔ پس اسلام میں یہ سب سے پہلا جمعہ ہے۔ پھر اللہ تعالے نے ایک مدت بعد سورۂ جمعہ نازل فرمائی۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے ان کے بیٹے عبد الرحمن نے روایت کی کہ ہمارے والد صاحب جب جمعہ کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالے عنہ کے لئے رحمت کی دعا کیا کرتے تھے ایک دفعہ میں نے دریافت کیا کہ یا حضرت! یہ کیا بات ہے کہ آپ اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے بالخصوص دعا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے پہلے انھوں نے ہمکو جمعہ پڑھایا ہے چنانچہ نقیع کے حرۂ بنی بیاضہ کے ہزم النبیت میں جمع کرکے پڑھایا تھا اب اس مقام کو نقیع الخضمات کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا اس زمانے میں آپ کتنے آدمی تھے؟ فرمایا کہ ہم سب چالیس آدمی تھے (اس حدیث کو امام ابوداؤد نے سنن میں روایت کیا ہے) اسی حدیث سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی جماعت کیلئے چالیس آدمی شرط قرار دیا ہے مگر امام اعظمؒ کے دعوی کی دلیل اور احادیث ہیں جن کو میں نے کتاب جمعہ اور احتیاط الظہر میں لکھ دیا ہے۔ (زیر طبع)

بعض محققین نے یہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ آئے تو مقام قبا میں بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں اترے اور یہ دو شنبہ کا دن بارھویں ربیع الاول کی تھی۔

اور پھر دن چڑھے سے زیادہ کچھ وقت ہوگیا تھا۔ اور اسی وقت سے ہجری تاریخ شمار کی جاتی ہے اس قبا میں آپ نے جمعرات تک قیام کیا اور بالفعل جو مسجد قبا ہے اس کی بنیاد ڈالی اور یہ محلہ حوالی مدینہ میں واقع ہے پھر صبح جمعہ کو مدینہ کے قصد سے سوار ہوئے اور تمام قبائل مدینہ کا ہجوم تھا پس رفتار آہستہ تھی یعنی ہر قبیلہ اونٹنی کی مہار تھام کر گذارش کرتا تھا کہ میرے محلہ میں قیام فرمایئے۔ آپ ہر ایک کو دعائے خیر دیتے اور یہ فرماتے کہ میری اونٹنی حکم خدا سے مامور ہے۔ یہ جہاں بیٹھے گی وہاں میرا مقام ہے پھر جمعہ کی نماز کا وقت آپکو بنی سالم بن عوف کے بطن وادی میں آگیا۔ اس مقام پر لوگوں نے ایک مسجد بنائی ہے یہاں آپ نے ان کو جمعہ پڑھایا اور خطبہ سنایا۔

غرض اگلی امتوں کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انھوں نے اپنی بدنصیبی سے اسمیں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصہ میں پڑی۔ یہود نے سنیچر (ہفتہ) کا دن مقرر کیا۔ اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا۔ اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش ہے (بخاری وغیرہ) چنانچہ ابتک دونوں فرقے ان دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام کاروبار چھوڑکر عبادت میں مصروف رہتے ہیں جیسا کہ عیسائی سلطنتوں میں اتوار کے دن تمام دفاتر بند ہوتے ہیں۔

عن عبد الله بن عنذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة سيد الايام واعظم عند الله تعالى من يوم اعظم (غنية الطالبين) یعنی عبداللہ بن عنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید فطر کے دن سے بھی بزرگ تر ہے۔

ابن ماجہ میں مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔ کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب شہروں سے مکہ کو افضل کیا کیا اور سب مہینوں سے ماہ رمضان کو اور سب ایام میں سے روز جمعہ کو افضل کیا (ابن کثیر)

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة (رواه المسلم) یعنی صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اور اسی دن وہ جنت میں بھیجے گئے۔ اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے، اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔

علماء میں اختلاف ہے کہ جمعہ کا دن افضل ہے یا عرفے کا (یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ) مگر اس حدیث سے تو صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں سے بہتر ہے جن میں روز عرفہ بھی داخل ہے۔

شرح مشکوٰۃ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اسی شب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا دنیا و آخرت کی اس خیر و برکت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی بھی نہیں کر سکتا۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

الغرض ان آیات متبرکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو، پھر جب تمام نماز ہوجائے تو زمین میں پھیل پڑو۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل یعنی معاش طلب کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور جب یہ دیکھیں کچھ سودا بکتا یا تماشہ ہوتا تو اس کی طرف چل دوڑیں۔ اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جائیں۔ کہدے کہ جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے، وہ تماشہ اور سودا سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ؂

اے دل بندگی میں کس لئے کرتا تو سستی ہے
خلائق دیکھ کر تیرا تماشا ساری ہنستی ہے

تجھے پیدا کیا کس واسطے اللہ نے اے دل!
سمجھ کر بھول جاتا ہے یہ کیسی تیری ہستی ہے

وہاں بھی بندے خالق کی ادا کرتے ہیں عبادت
جہاں جنگل میں مومن کی کہیں دو گھر کی بستی ہے

اے دل کیا تو ہندو کافروں سے بھی ہوا کمتر!
بھلا چپ دیکھ تو کیسی ہنوں کی بت پرستی ہے

ہزار افسوس وہ مرتبہ کہاں اور تو کہاں اے دل
اسی کے واسطے تو تجھ پہ ایسی تنگدستی ہے

عبادت کر اطاعت کر مطالب کل بر آئیں گے
نرہ جائیگی جیسی اب ترے طالع کی پستی ہے

جو بے توبہ کئے مر جائے اس پر میں کیوں ہے ہے
بری اے دل لحد میں مار گرزوں کی برستی ہے

اے کمبخت کیا سویا ہے اٹھ ہشیار ہو جلدی | کما لے جو کمانا ہے یہ بس دو دن کی ہستی ہے
کہاں تک تجھ کو اے صوفی بھلا سمجھائے اے نادان | یہ کیسی تیری غفلت ہے یہ کیسی تیری مستی ہے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند۔ (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صـ۱۱ و صـ۲۰)

خُطْبَۃُ الْاُوْلٰی نمبر ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ؕ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۠ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ

لھوًا انفضوا الیھا وترکوک قائما قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین ۵

چوبیسواں وعظ در بیان جمعہ

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان کہی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف لپکو، اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ یعنی پھر جب نماز تمام ہو چکے اس طرح کہ امام جمعہ کو بدیں طریق تمام کرے کہ پہلے خطبہ سنائے پھر اقامت کے بعد دو رکعت نماز فرض پڑھ کر سلام پھیرے اور سنتیں چار یا دو اور احتیاطاً ظہر اگر شرائط نہ پائے جائیں۔ اس صورت میں جب فراغت حاصل ہو جائے۔ فانتشروا فی الارض تو زمین میں پھیل پڑو۔ اور اس سے پہلے برابر مجمع میں حاضر ہو کر کیونکہ نماز کے تمام ہونے سے پہلے دنیاوی مشغلہ جائز نہیں ہے۔ اور فراغت کے بعد البتہ اپنے اپنے کام میں منتشر ہو جاؤ۔ وابتغوا من فضل اللہ اور اللہ تعالیٰ کا فضل یعنے معاش تلاش کرو واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ۵ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ فراغت نماز کے بعد تجارت و حرفت وغیرہ کے ذریعہ سے یعنی آہی یعنی رزق الٰہی طلب کرو۔ اور اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہو بلکہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کہ تمہاری عمر کے اوقات میں سے کسی دن کوئی وقت رائگاں، اور غفلت میں نہ جائے۔ جس سے امید رکھو کہ اس مسافر خانہ سے جانے پر دار آخرت اور مقام اصلی میں پوری مراد حاصل ہو۔

مسلمانو! غور کرنے کا مقام ہے کہ بزرگان دین کس خلوص اور محبت دینی سے نماز جمعہ کو الوداع کرتے ہیں۔ چنانچہ عراق بن مالک رحمۃ اللہ علیہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو کر لوٹتے تو مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر دعا مانگتے کہ الٰہی! میں نے تیری دعوت اذان کی فرمانبرداری کی اور تیری فرض کی ہوئی نماز ادا کی۔ اور اب منتشر ہوا۔ جیسا تو نے حکم دیا۔ اب مجھے اپنے فضل سے رزق عطا فرما تو ہی بہتر رازق ہے (رواہ الحاکم)

بعض علماء نے کہا کہ فضل الٰہی کی تلاش سے رزق کی کمائی مقصود نہیں ہے، بلکہ معنی یہ ہیں کہ جب تک ذکر الٰہی و نماز میں حاضر نہ ہو، تب تک اس فضیلت میں ہو۔ پھر جب اس جماعت سے جدا ہو تو دوسرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل ڈھونڈو۔ مثلاً شرعی احکام کی فرمانبرداری پر کاربند رہو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں رسول اللہ صلعم سے اس آیت کی تفسیر اس طرح آئی ہے کہ اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ دنیا کی تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہو، بلکہ مریض کی عیادت کرنا اور جنازہ کی نماز میں حاضر ہونا اور اپنے دینی بھائی کی زیارت کرنا مقصود ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی معنی بیان کئے ہیں۔ (رواہ ابن جریر)

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

حضرات! جبتک آیت کا شان نزول نہ سمجھا جائے، تب تک آیت کا مطلب بخوبی ذہن نشین نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت پیران پیر قدس سرہٗ العزیز اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں ارقام فرماتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں دستور تھا کہ جب قافلہ مدینہ منورہ میں آتا تھا، تو مدینہ کے لوگ ڈھول دمامہ اور تالیاں بجاتے ہوئے اس کا استقبال کرتے تھے۔ اور لوگ اس کی آواز سنکر مسجد سے نکل پڑتے تھے، ایک مرتبہ جب قافلہ آیا تو اسی طرح لوگ مسجد سے نکل کھڑے ہوئے۔ مگر عورت مرد سب ملاکر بارہ شخص مسجد میں باقی رہ گئے۔ دوسری مرتبہ جب قافلہ آیا تو پھر بھی سب لوگ مسجد سے نکل کر کھڑے ہوئے بجز بارہ شخص عورت مرد کے! اس کے بعد دحیہ بن خلیفہ کلبی کہ بنی عامر بن عوف سے تھا۔ اسلام لانے سے پیشتر شام کی طرف سے سوداگری کے واسطے مدینہ منورہ میں آیا اور وہ انواع واقسام کی چیزوں کی تجارت کرتا تھا۔ اور مدینہ کے لوگ بھی ہمیشہ اسکا استقبال ڈھول دمامہ اور تالیاں بجانے سے کرتے تھے اتفاقاً اس کے مدینہ میں آنے کا دن جمعہ کا روز تھا، اور وقت وہ تھا کہ رسول اللہ صلعم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے تھے پس آدمی مسجد سے اسکے دیکھنے کے واسطے نکل کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا انظروا کم بقی فی المسجد دیکھو! مسجد میں کسقدر لوگ باقی رہ گئے ہیں۔ فقالوا اثنا عشر رجلا وامراۃ معلوم ہوا کہ کل بارہ شخص عورت و مرد مسجد میں باقی رہ گئے ہیں۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا لقد سومت لھم الحجارۃ یعنی علی الحجارۃ لھم پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو وہ سنگسار کئے جاتے یعنی ان کی ہلاکت کے واسطے ان پر پتھروں کی بوچھار کی جاتی۔ پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل

فرمائی۔ واذا راؤ تجارۃ اولھوان انفضوا الیہا وترکوک قائما

پس بخاری و مسلم میں اس طرح مروی ہے کہ ایک مرتبہ شام سے تجارت کا مال آیا۔ اور جمعہ کا دن تھا اور رسول اللہ صلعم خطبہ پڑھتے تھے، پس لوگ اس خوف سے چلے گئے کہ ہم کو تجارت کا مال نہ ملے گا تو رزق میں مشکل ہو گی۔ لیکن کچھ لوگ نہیں گئے تھے، چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے باسناد صحیح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مدینہ میں ایک تجارتی مال آیا اور رسول اللہ صلعم خطبہ پڑھتے تھے، پس لوگ نکل کر مال کی طرف گئے۔ اور بارہ آدمی باقی رہ گئے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ جب یہ دیکھیں کچھ سودا بکتا یا تماشہ ہوتا چل دوڑیں۔ اس کی طرف اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جائیں۔

مسلمانو! اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ کیفیت تھی کہ اگر نکسیر پھوٹے یا قضائے حاجت بھی پیش آئے تو بھی کوئی شخص مسجد سے نہیں نکلتا تھا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اجازت لیتا۔ اس طرح کہ شہادت کی انگلی اٹھاتا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین۔ یعنی اے میرے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! لوگوں کو کہہ دیجیئے کہ جو کچھ اللہ تعالے کے پاس ہے وہ تماشا اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر روزی دینے والا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس خیال سے اٹھ کر چلے گئے کہ اس مال کی آمد میں سے اگر لوگوں نے پہلے لے لیا۔ اور ہم بچھڑ گئے تو ہمارے رزق میں جو تجارت سے حاصل ہوتا تھا اس میں خلل ہو گا۔ تو خدائے تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے رسول! تو ان لوگوں کو کہدے اگر دنیاوی تجارت سے جو نفع تم کو حاصل ہے اگر تم اسکو پائدار سمجھتے ہو تو بھی ذکر الٰہی یعنی تجارت آخرت کا ثواب جو اللہ تعالے کے یہاں ہے وہ اس سے بہت بہتر ہے۔ رہا رزق کا خیال وہ بھی فضول ہے، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اچھا رازق ہے۔ وہ جس طرح چاہے اپنے بندے کو رزق عطا فرماتا ہے پس اسی کے واسطے پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ (ابن کثیر وغیرہ)

مسلمانو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ثواب آخرت یعنی جنت کو نفع تجارت کی نسبت اس اعتبار سے بہتر فرمایا، کہ دنیاوی تجارت کا نفع بھی لوگوں کے خیال میں اچھا تھا۔ لہذا ان کے خیال کے موافق ان کو سمجھایا گیا کہ اگر یہ بہتر ہے تو بھی آخرت کا ثواب اس سے بہتر ہے، پس عقل کبھی نہیں چاہتی کہ

بہت بہتر کو چھوڑ دے اور حقیر کو اختیار کرے جیسے دنیا میں اگر کسی تجارت میں دوسری تجارت سے نفع ہوتا ہے تو آدمی قطعاً زیادہ نفع کو اختیار کرتا ہے۔ یہ سب اس واسطے بیان کیا کہ حقیقت میں نعمت عقبیٰ کے مقابلہ میں دنیاوی تجارت کا نفع کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ بلکہ تمام دنیا کا مال و اسباب مع اپنے زر جواہر کے آخرت کے مقابلہ میں ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں۔ مگر اس کے سمجھنے میں ذرا ایمان کی ترقی کی ضرورت ہے جس شخص میں کچھ بھی ایمان ہے جس کے باعث وہ اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہے وہ ضرور بالضرور نفع آخرت کو نفع دنیا پر ترجیح دیگا۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو مثنوی معنوی میں حدیث سے اس طرح نقل فرماتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ایک مومن ایک کافر مچھلی کے شکار کو گئے۔ کافر اپنے بتوں کے نام سے دریا میں جال پھینکتا اور بہت سی مچھلیاں پکڑ لیتا۔ اور مومن اللہ تعالیٰ کے نام سے جال پھینکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان! کہ کوئی چیز ہاتھ نہ آتی۔ آخر الامر خدا خدا کر کے مغرب کے وقت ایک مچھلی جال میں پھنس گئی۔ لیکن بدقسمتی سے وہ بھی اچھل کر اس کے ہاتھ سے پانی میں گر پڑی۔ بیچارہ مومن خالی ہاتھ چپ چاپ گھر کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن کافر جال بھر کر مچھلیاں ہمراہ لایا۔ اس پر مومن کا فرشتہ اسپر افسوس کرنے لگا۔ لیکن جب فرشتہ آسمان پر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مومن کا مقام جو بہشت میں تھا، اس کو دکھایا تب فرشتہ نے کہا بخدا مسلمان کو جو تکلیف دار دنیا میں ہے، آخرت میں پہنچنے کے بعد اسے کچھ بھی ضرر نہ کرے گی، اور کافر کا مکان جو دوزخ میں تھا۔ وہ بھی اللہ تبارک تعالیٰ نے اُسے دکھایا۔ تو کہا بخدا اس کافر کو جو کچھ اس دنیا میں ملا ہے اس مکان کی طرف رجوع کرنے کے بعد کچھ فائدہ نہ دے گا۔

حضرات! اکثر دیکھا گیا ہے کہ دار دنیا میں مومن تنگدست نظر آتے ہیں اور کفار دولتمند ہیں، اور مالا مال۔ اس سے خواہ مخواہ ایک شبہ سا پیدا ہو جاتا ہے کہ بت پرست تو ناز و نعمت میں رہتے ہیں۔ لیکن خدا شناس مومن رنج و محنت میں مبتلا ہیں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے تیرہ سو برس ہوئے کہ اپنے حبیب پاک حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا تھا لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ لہٰذا مومنوں کو لازم ہے کہ راضی برضاء الٰہی رہیں اور جو کچھ انھیں رنج و غم پہنچے اسکو خزانۂ جنت سمجھیں، جیسا کہ بعض مومنوں کے حال میں وارد ہے کہ جس روز ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی وہ سمجھتے کہ آج اللہ تعالیٰ ہم سے خفا ہے کیونکہ آج کوئی نعمت اس نے نہیں بھیجی۔

مسلمانو! تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات دشمنان خدا کو درد سر تک بھی نہیں ہوا۔ اس میں یہ بھید تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی درگاہ بابرکات میں نالہ و فریاد

نہ کریں اور مستحق ثواب و بخشش نہ ہوں۔ کیونکہ وہ تو ارشاد فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین کہ وہ کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو تو پورا اجر عقبیٰ میں ملیگا۔ لیکن کفار کو صرف دنیا میں ہی مل جاتا ہے اسی واسطے وہ دنیا میں خوشحال نظر آتے ہیں، دیکھئے! فرعون کو باوجود اس کے کہ اس نے کفر کا دعویٰ کیا تھا۔ کبھی سر درد تک نہیں ہوا، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ؎

در ہمہ عمرش ندید او دردِ سر ۔۔۔ تا ننالد با خدا آں بدگہر
داد او را جملہ ملک ایں جہاں ۔۔۔ تا نخواند مر خدا را در نہاں

مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافرین۔ یعنی دنیا مومنوں کے واسطے قیدخانہ اور کافروں کے واسطے بہشت ہے۔ مولانا روم رح مثنوی میں اس حدیث کا ترجمہ دردناک اور محبت بھرے الفاظ میں یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔

ہست دنیا جنت آں کفار را ۔۔۔ اہل فسق و ظلم آں استمرار را
بہر مومن ہست زنداں ایں مقام ۔۔۔ نیست زنداں جائے عیش و احتشام

ایک اور بزرگ جو اس رمز سے واقف تھے اس حال کو عجیب تشبیہات سے ادا فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ؎

چو مرغ اندر قفس مومن بدنیاست ۔۔۔ ولے کافر دریں چوں مرغ صہباست
کہ مرغ اندر قفس البتہ قیداست ۔۔۔ بصحرا اسکل آزادی ہویدا ست
ازیں اکثر مصائب مومناں راست ۔۔۔ بہ اکثر کافراں راحت ازیں جاست
ولی یک نکتہ دیگر دریں ست ۔۔۔ کہ راحت در قفس ہم مومنیں نست
کسے گر در قفس پروردہ مرغے ۔۔۔ بر و تیمار واجب شد کہ مولی ست
خورد نوش و زما یحتاج ہر شے ۔۔۔ مہیا می کند ہر چیز مے خواست
خلاف آنکہ در صحرا ست آزاد ۔۔۔ غم صیاد و فکر دانہ او را ست
چو گوید کلمۂ توحید از صدق ۔۔۔ معاً در قید ایمان امن او را ست
پس اینجا اندکے غوغا ست در کار ۔۔۔ کہ فرق قیدی و آزاد پیدا ست

دیکھئے! خود اللہ تعالیٰ سورۂ ہود میں ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ○ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ یعنی جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی زندگی اور دنیاوی رونق۔ ہم پورا بھر دیتے ہیں، ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں اور وہ دنیا یہاں نقصان میں نہیں رہتے۔ یہی ہیں جن کے لئے

کچھ نہیں آخرت میں سوائے آگ کے اور مٹ گیا جو کچھ کیا تھا دنیا میں۔ اور نیست و نابود ہو گیا۔ جو وہ کرتے تھے یعنی کافر دنیا میں جو صلہ رحمی۔ صدقات، کھانا کھلانا دنیا دلانا کرتے ہیں ہم ان کا بدلہ تندرستی، تونگری آرام وغیرہا ان کو دنیا میں ہی پورا پورا دے دیتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جیسے کھوٹے عمل ویسے بے حقیقت خالی فائدے آخرت میں بالکل بے بہرہ بے نصیب۔

غرض جسطرح قیدیوں کو قیدخانہ میں ہر بات کی بے آرامی ہوتی ہے اور دل کی آرزو بر نہیں آتی اس طرح سے مومنوں کو دنیا میں رنج و تکلیفات درپیش آتی ہیں۔ تاکہ مالک کی رضامندی کے کام جو دولت آخرت ہے بخوبی انجام ہوں اور کافر کے حق میں آرام کی جگہ یوں ہے کہ عاقبت کا خطرہ نہیں رکھتا اس لئے اپنی خوشی اور خواہش کو عمل میں لاتا ہے اور بالکل بےفکر ہو کر بڑے چین اور آرام سے رہتا ہے۔

جو کوئی دولت کو دین کے حاصل کرنے میں خرچ کر کے فائدے اٹھائے یعنی اسکو ایسے مقام میں صرف کرے جسمیں اللہ (تعالےٰ) اور رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رضامندی حاصل ہو تو البتہ موجب ترقی ہوتی ہے اور تونگری اس کو نقصان نہیں پہونچاتی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تونگری اور مفلسی دونوں کے فتنہ سے پناہ مانگی ہے۔ تونگری کا فتنہ یہ ہے کہ خرچ کرنے میں جا و بیجا کا لحاظ نہ رکھے۔ مال کے سبب بےفکر ہو جائے، لوگوں پر ظلم کرے، بخیل بنے۔ دولت کا شکر بجا نہ لائے۔ حقداروں کا حق ادا نہ کرے اور مفلسی کا فتنہ یہ ہے۔ کہ خالق کی مرضی پر راضی نہ رہے۔ دکھ میں بےصبری کرے حلال اور حرام کا لحاظ نہ رکھے۔

اے اللہ کے پیارے بندو! چشم بصیرت کھولو اور گوش ہوش سے پنبہ غفلت کو دور کرو اور بجاآوری احکام خدا کے لئے خبردار اور ہوشیار رہو جاؤ۔ اور خوشنودی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے آمادہ اور تیار رہو۔ عمر دوروزہ کو غنیمت جانو اور جہاں تک ہو سکے معبود حقیقی کو پہچانو اور اس کی بندگی نہایت خضوع اور خشوع سے ادا کرتے رہو تاکہ دنیا میں عزت و راحت اور عقبیٰ میں جنت و نعمت پاؤ۔ اگر غفلت سے دنیا کی محبت میں عمر کو ضائع اور برباد کرد گے۔ تو دین و دنیا دونوں خراب ہونگے

یہ دنیا سرائے فانی ہے اور شغل مسافروں کے یہاں کی زندگانی ہے ؎

کیا ہے دنیا اک سرائے نابکار ۔۔۔ جس میں رہتے ہیں مسافر بےشمار

جو غافل ہیں وہ دنیا کو خواب یا افسانہ سمجھتے ہیں اور دنیا کے طالبوں کو جو کہ خواب غفلت میں مدہوش اور یاد خدا سے فراموش ہیں۔ دیوانہ کہتے ہیں جیساکہ ایک صاحب اسکا نقشہ اسطرح بیان کرتے ہیں

حال دنیا را بپرسیدم من از فرزانہ ۔۔۔ گفت یا خوابیست یا بادیست یا افسانہ

یا مثال تودۂ برف است در فصل بہار ہیچ عاقل درخیں جائے نسازد خانہ
باز گفتم حال آں کس گو کہ دل در دے بہ بست گفت یا غولیست یا دیویست یا دیوانہ
ہر حریفے تا سزائے ترک دنیا کے کند شیر مردے باید دریا دلے مردانہ

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں:۔

ترک دنیا گیر تا سلطاں شوی ورنہ ہمچوں چرخ سرگرداں شوی
آنچہ با تو در نیاید زیر خاک ! آں ہمہ دنیا بود نے دین پاک

مسلمانو! یہاں کی کوئی چیز لائق اعتبار نہیں۔ جس کے لئے جان دیتے ہو۔ عمر عزیز مفت کھو لیتے ہو۔ یہ سب چند روزہ ہیں۔ کچھ کام نہ آئے گا۔ خالی ہاتھ آئے ہو اور خالی ہاتھ جاؤ گے آخرت کو پچھتاؤ گے۔

ساتھ جاتا ہے نہیں کچھ مال و زر اور کام آتے نہیں خویش و پدر
ایک دن آخر کو سب اٹھ جائیں گے کچھ نہ نیک و بد سوا لے جائیں گے
مال و منصب کے تئیں جائیں گے چھوڑ رشتۂ الفت تئیں جائیں گے توڑ
خویش و بیگانہ کوئی جاوے نہ ساتھ یک بیک رہ جائیں گے مل مل کے ہاتھ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ إِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۲۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ

اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا
هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ
وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ
مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا
یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰهَ شَیْئًا ط وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ
نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ٥ وَاِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ
عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ط حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ نَا
قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ
وَلَنْ یَّنْفَعَكُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ط
وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ٥ قُلْ اِنْ
كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ط سُبْحٰنَ رَبِّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ط اَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

پچیسواں وعظ در فضائل خواندن درود شریف بروز جمعہ

حضرات! ان آیات میں اللہ تبارک تعالیٰ جمعہ مبارک کا ذکر فرماتا ہے۔ جسکی بزرگی و عظمت کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلعم ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق ادم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی قالوا یارسول اللہ وکیف تعرض صلوتنا وقد ارمت قال یقولون بلیت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی والبیہقی فی الدعوات الکبیر) یعنے ابوداؤد وغیرہ میں بھی حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق دنوں سے بہتر ہے جمعہ کا دن کہ اسمیں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس میں ان کی روح قبض کی گئی اور اسمیں دونوں پھونکنا ہو گا (نفخہ دوسرا جو مردوں کے زندہ کرنے کے واسطے ہوگا اور اسی میں نفخہ مرنے کا ہے (یعنی پہلا نفخہ اس سے سب مر جائیں گے) پس اس دن مجھ پر بہت درود بھیجو اس لئے کہ تحقیق تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے ۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلعم کس طرح عرض کیا جائے گا جس حال میں کہ آپ کی ہڈیاں پرانی ہو گئی ہوں گی؟ (راوی نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مراد رکھتے تھے ۔ ساتھ لفظ ارمت کے بلیت یعنی آپ کا جسم مبارک بوسیدہ ہوگا) رسول صلعم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالےٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے بدن کھانے حرام کئے ہیں یعنی زمین انبیاء علیہم السلام کے بدن کو فنا نہیں کرتی (روایت کیا اس کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی دعوات کبیر میں)

اس حدیث میں دو ایک باتوں کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے ایک کا تو ذکر کیا جاتا ہے اور دوسرے کا وقت رہا تو کیا جائے گا ورنہ کسی اور وعظ میں بیان کیا جائے گا ۔ اول یہ کہ آپ نے فرمایا فاکثروا علی من الصلوٰۃ جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود بھیجو ۔ اس لئے کہ درود افضل عبادات سے ہے اور اس دن میں ہر نیکی کا ثواب ستر درجہ ہوتا ہے پس اسمیں اس کا پڑھنا اولے ہے ۔ چنانچہ اور بہت سی حدیثیں جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب میں درود شریف بھیجنے کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں ۔ وجہ تخصیص جمعہ کی یہ ہے کہ چونکہ جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لئے احادیث میں وارد ہوا کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو ۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو بار درود بھیجے قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایسا نور ہو گا جو ساری خلق پر اگر تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے بس ہو یعنی سب کو نورانی کر دے ۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن بہت درود شریف بھیجنے کا حکم دیا ہے ۔

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اکثروا الصلوٰۃ علی نبیکم فی لیلۃ الغراء والیوم الازھر ولیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شب روشن اور روز روشن میں میرے اوپر بکثرت درود بھیجو اور روشن رات و دن جمعہ کا دن ہے

(غنیۃ الطالبین)

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثروا من الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم تضاعف فیہ الاعمال واسئلوا اللہ لی الدرجۃ الوسیلۃ قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما الدرجۃ الوسیلۃ من الجنۃ قال ھی اعلیٰ درجۃ فی الجنۃ لاینالھا الانبی وارجوان اکون۔ یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود بھیجنا چاہیئے۔ جمعہ ایسا دن ہے کہ اسمیں عمل کا دونا ثواب عطا ہوتا ہے اور میرے واسطے اللہ تعالےٰ سے درجہ وسیلہ کی استدعا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ درجہ وسیلہ وسیلہ بہشت میں کون ہے؟ فرمایا یہ درجہ بزرگ درجوں کا ہے کہ بہشت میں کسی کو نہیں ملتا مگر نبی اللہ کو اور میں امیدوار ہوں کہ خداوند کریم مجھ کو وہ درجہ عطا فرمائے گا۔

عن ابی امامۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من الصلوۃ فی الیوم الجمعۃ فان صلوۃ امتی تعرض علی فی کل یوم جمعۃ فمن کان اکثرھم علی صلوۃ کان اقربھم منی منزلۃ یوم القیمۃ ابی امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجو کہ میری امت کا درود جمعہ کے دن مجھ سے عرض کیا جاتا ہے پس جو شخص زیادہ تر درود بھیجتا ہوگا وہ زیادہ تر مرتبہ اور عزت میں میرے نزدیکوں سے قیامت کے دن ہوگا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہزار مرتبہ درود بھیجنا مستحب ہے اور اسی طرح ہزار مرتبہ تسبیح سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنا بھی مستحب ہے۔ گو بعض احادیث میں ان کلمات کا تینتیس تینتیس بار پڑھنا پایا جاتا ہے لیکن بعض احادیث میں یہ بھی منقول ہے۔

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ قال کنت واقفا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من صلی علی فی کل جمعۃ ثمانین مرۃ غفر اللہ تعالیٰ ذنوب ثمانین سنۃ قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف الصلوۃ علیک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقول۔

یعنی انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا تھا۔ آپ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اسی سال کے گناہ اس کے بخش دیتا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر

کسطرح درود بھیجنا چاہئے؟ ارشاد ہوا کہ اس طرح کہو اللھم صل علی محمد عبدك ورسولك النبی الامی وتعقد واحدۃ

سبحان اللہ! درود شریف کی کیسی ہی قدر و منزلت ہے جس سے گناہ کافور اور قساوت قلبی دور ہو جاتی ہے اور اللہ کے ہاں قرب حاصل ہوتا ہے میرے خیال میں ہر ایک انسان کو فرض جاننا چاہئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرے۔ دیکھئے۔ خود اللہ تبارک وتعالےٰ اور فرشتے سرور کائنات فخر موجودات پر درود بھیجتے ہیں جیسا کہ کلام اللہ میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے تمام فرشتگان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی درود و سلام بھیجا کرو۔ افسوس ہے کہ اللہ جل شانہ اور فرشتگان تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں اور انسان بے بضاعت پیچھے رہ جائے اور آخرت کیلئے زاد راہ نہ بنائے اور اپنے دموں کے درموں کو اس بازار عالم میں عبث گنوائے اور ان سے کچھ فائدہ نہ اٹھائے۔ ہمارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت اور اتحاد کا دعوےٰ اسی حالت میں سچا اور راسخ ہو سکتا ہے کہ آپ کے اوامر و نواہی پر عمل کریں آپ کے کلام کو برحق مانیں اور آپ پر صلوٰۃ تحیات بھیجا کریں۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہر مسلمان کو درود خوانی کی توفیق بخشئے۔ آمین ۵

مشغول عبادت ہو اطاعت کو بجا لا ۔۔۔ فرماتا ہے قرآن میں اللہ تعالےٰ
ہر سانس میں تسبیح کے کلمہ کا ذکر کر ۔۔۔ اور پھیر سدا نام الٰہی کی تو مالا
نکلے نہ کوئی سانس بجز یاد الٰہی! ۔۔۔ رکھ ورد زباں نام وہی جل جلالہ
تعظیم کر رکھ پشت کو خم سر کو زمین پر ۔۔۔ تا تجھ کو ملے رحمت و برکت کا دوشالا
ابلیس نے سجدہ نہ کیا حکم کو توڑا ۔۔۔ اللہ نے لعنت کا اسے طوق ہے ڈالا
جب منکر فرمان خداوند ہوا وہ ۔۔۔ منہ اس کا وہیں کر دیا اللہ نے کالا
کرتے نہیں ہو تم جو بھلا سجدہ عزیزو ۔۔۔ مغرور ہو کیوں رکھتے ہو عہدو قبالا
کیا سر نہ جھکایا ہے بزرگان سلف نے ۔۔۔ بتلائیں ہمیں آپ کسی کا تو حوالا
احیا کو کرو شوق سے خالق کی عبادت ۔۔۔ تا نور کا ایمان میں روشن ہو اجالا
دنیا تو بہر حال کماتے ہو ہمیشہ ۔۔۔ عقبیٰ کے لئے کچھ نہ کمایا نہ سنبھالا
دنیا کی بہت آپ کے نزدیک ہے پونجی ۔۔۔ پر دین کے کاموں میں نکالا ہے دوالا
چاہو نہ اسے دوستو دنیا ہے یہ جیفہ ۔۔۔ کتا ہے طلبگار جو اس کا ہے رذالا

سرگرم عبادت میں رہو صبح و مسا تم ۔۔۔ گر چاہتے ہو اپنے لئے خلد معلے
مانند سرا ہے یہ جو دنیائے دو روزہ ۔۔۔ جو آئے گئے چھوڑ یہاں سب نے سنبھالا
عاقل ہو تو دنیا کی سبھی چھوڑ دو الفت ۔۔۔ کام آئے گی دنیا میں نہ سالی نہ یہ سالا
پوچھے گا کوئی اور نہ مدد تیری کرے گا ۔۔۔ کھا جائے گی تجھے دیکھ تری مادر و خالا
کھل جائینگی اسوقت یہ آنکھیں تری غافل ۔۔۔ کر لیوے گی جب موت ترا آ کے نوالا
افسوس گیا کھیل میں سب تیرا لڑکپن ۔۔۔ کر شرم کہ ہر بال سفید ہو گیا کالا
آتی نہیں عبرت کہ جوانی بھی چلی ڈھل ۔۔۔ اور بال ہوئے جاتے ہیں سب روئی کا گالا
پر نیند سے غفلت کی نہیں کھلتی تیری آنکھ ۔۔۔ اس عمر میں سب لوٹا گیا تیرا رسالا
کرنا ہو جو کچھ کر لے یہاں وقت یہی ہے ۔۔۔ کام آئے گا آخر کو نہ فریاد نہ نالا
سمجھاؤں کہاں تک میں تجھے اے یار ناداں ۔۔۔ کیا شامت عصیاں سے ہوا دل ترا کالا
صوفی کی نصیحت پر عمل کر مرے مشفق ۔۔۔ ہو دیگا ترا مرتبہ کونین میں اعلا!

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ؕ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ؕ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؕ

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواند۔ خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو ص ۱۱ یا ص ۲

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ

اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ

لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ

اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدِیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ

اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا

نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ

یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا

سَلٰمًا وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۔ وَالَّذِیْنَ

یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا ۔

اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۔ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ

یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۔ وَالَّذِیْنَ لَا

یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ

اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ۔

يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

چھبیسواں وعظ دربیان فضائل درود شریف خواندن

مسلمانو! اللہ و تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال عظمت ثابت کی ہے۔ اور اپنا فضل بتصدق رسول کریم امت مرحومہ پر ثابت کیا ہے۔ چنانچہ اول ثابت کیا کہ ہم خود نبی معظم و مکرم پر صلوۃ بھیجتے ہیں اور ملائکہ بھی ہمارے اتباع میں اس کام میں مشغول ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے درود شریف کی عظمت اور تفضیلت ثابت کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی اس نبی کریم پر درود بھیجو یعنی تم بھی ہماری صفت کے ساتھ متصف ہو جاؤ۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کا یہ کمال فضل مسلمانوں پر ہے کہ ان کو اپنی سنت خاص کا متبع کیا آمین حضور کی بڑی شان ہے کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

محمد سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھئے شان محمد

مسلمانو! یہ بات بھی سمجھنے کے لئے ضروری ہے یصلون فعل مضارع کا صیغہ ہے، جو زمانہ حال و مستقبل دونوں کو ظاہر کرتا ہے، اس لئے معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور آپ کی آل و اصحاب پر اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ درود پڑھتے ہیں اور قیامت کے دن تک پڑھتے رہیں گے۔

سلام علی خیر الانام و سید　　　　حبیب اله العلمین محمّد

بشیر نذیر ھاشمی مکرم　　　　عطوف رحیم من یسمی با حمد

الغرض۔ جب یہ آیت مبارک نازل ہوئی رسول اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں رخسار مبارک نہایت خوشی سے سرخ ہو گئے اور فرمایا کہ تم لوگ مجھ کو مبارکباد دو کہ اللہ نے ایسی متبرک آیت مجھ پر نازل فرمائی کہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس آیت کی حقیقت سے اطلاع بخشئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ علم پوشیدہ ہے۔ اگر تم اس کا سوال نہ کرتے تو میں تم کو اس سے مطلع نہ کرتا۔ اللہ تعالےٰ نے میرے درود پر دو فرشتے مقرر کئے ہیں جس وقت کسی بندۂ مسلمان کے پاس ذکر ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں یغفر اللہ لک　اللہ تجھ کو بخشے پھر اللہ تعالےٰ اور ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے ہیں آمین اور اگر وہ درود نہیں بھیجتا تو وہ دونوں فرشتے اس پر نفرین کرتے ہیں۔ لا غفر اللہ لک　اللہ تعالےٰ تجھ کو نہ بخشے پھر اللہ تعالےٰ اور فرشتگان ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے ہیں آمین۔

غرض اس آیت سے درود شریف کا پڑھنا فرض معلوم ہوتا ہے چنانچہ اس امت کا اجماع ہے کہ تمام عمر میں ایک بار درود شریف کا پڑھنا فرض ہے اور جب آپ کا مبارک اسم سنا جائے تو ایکدفعہ پڑھنا سنت ہے۔ ہاں اگر بار بار آپ کا نام پڑھا جائے یا سنا جائے تو پھر ہر بار پڑھنا مستحب ہے بھلا کیوں نہ ہو کہ وہ جناب پاک ہمارے نہایت ہی محسن ہیں جن کے احسان کا شکر یہ ادا کرنا رونگٹا رونگٹا زبان بن جائے اور پھر ایک ایک کی کئی زبانیں ہو جائیں تو بھی ادا کرنا محال بلکہ ناممکن ہے۔

درود شریف کے پڑھنے کی فضیلت کی تمام احادیث کا اکٹھا کرنا تو نہایت ہی مشکل ہے لیکن بقدر وسعت بیان کرنا ضروری ہے چنانچہ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنی جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے یعنی ہر ایک بار کے عوض دس حصہ ثواب زیادہ ملتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا یہ فضل و کرم محض بطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اگر ایک نظر رحمت کرے تو ہمارا بیڑا پار ہو جائے رحمت الٰہی سے اور کونسی نعمت افضل ہے کیونکہ غایت مطلوب بھی رحمت

سے اگر کسی عاقل کو کہا جائے کہ تیرے اعمال نامہ میں سب سے بہتر عمل کیا ہونا چاہئے تو وہ بجز رحمت الٰہی اور کچھ اختیار نہ کرے گا۔ لہذا ضروری ہوا کہ ہم بھی اس پاک پیغمبر پر (جس پر اللہ تعالےٰ معہ فرشتگان کے رحمت بھیجتا ہے) درود بھیجیں تاکہ رحمت الٰہی کے مستحق ہو سکیں۔

مشارق الانوار میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کی مصیبتوں میں جب گرفتار ہونگے تو میں سب سے پہلے ان لوگوں کو بخشواؤں گا جو مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اولی الناس بی اکثرھم علی صلوۃ یعنی مجھ سے بہت نزدیک از روئے قرب وشفاعت پانے کے وہ لوگ ہیں جو مجھ پر بکثرت درود پڑھتے ہیں سبحان اللہ ! کثرت درود پیروی سنت عجیب نعمت ہے جس سے دین ودنیا کے بے انتہا منافع حاصل ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من عبد صلی علی الاخرجت الصلوۃ مسرعۃ من فیہ فلایبقی بر ولا بحر ولا شرق ولا غرب الاتم بہ وتقول انا صلوۃ فلان ابن فلان صلی علی محمد المختار خیر خلق اللہ فلایبقی شیٔ الا صلی علیہ یعنی کوئی شخص نہیں جو مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے لیکن وہ درود بہت جلدی سے اس کے منہ سے نکلتے ہی دریاؤں اور جنگلوں اور مشرق اور مغرب سے گذرتا ہوا کہتا جاتا ہے کہ میں فلاں ابن فلاں کا درود ہوں کہ اس نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا پس یہ بات سنتے ہی تمام مخلوق اس پر درود بھیجنا اور اس کے لئے رحمت کا طلب کرنا شروع کردیتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے دنیا پر بعض سیاح فرشتے مقرر کئے ہیں تاکہ جو شخص درود شریف پڑھے وہ مجھ تک پہونچادیں چنانچہ روضۃ العلماء میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو مومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے واسطے ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ وہ فرشتہ اس درود شریف کو چشم زدن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہونچادیتا ہے اور کہتا ہے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں بیٹا فلاں کا فلانی بیٹی فلاں کی آپ پر ایکبار درود بھیجتی ہے۔ آپ یہ سنکر کمال خوشی سے فرماتے ہیں یعنی میری طرف سے اس کو دس درود وسلام پہونچا اور کہہ دے کہ اگر اس درود وسلام سے ایک بھی ہوتا اور اس سے زیادہ نہ ہوتا۔ تو بھی وہ شخص میری شفاعت سے سعادت مند ہوتا۔ پھر وہ فرشتہ جناب الٰہی میں عرض کرتا ہے کہ فلاں بندہ تیرے حبیب کی روح پاک پر ایک بار درود بھیجتا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَبْلِغْہُ عَنِّی عَشْرًا یعنی تو میری طرف سے اسکو دس رحمتیں پہنچا۔
مسلمانو! یہ کسقدر ہماری خوش قسمتی ہے کہ بطفیل درود شریف ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یاد کیئے جائیں اور اس بارگاہ الٰہی میں ہمارا نام پیش کیا جائے اور خدائے جل شانہٗ اور اس کے حبیب کی رضامندی حاصل کرنے کے علاوہ گلہائے مراد سے دامن بھریں۔
حضرات! شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ درود شریف پڑھنے کے وقت اپنے دل میں غور و خوض کرنا چاہیئے کہ ہم فضل و رحمت کے کن کن دریاؤں میں غواصی اور غوطہ زنی کر رہے ہیں جب اللھم کہے تو اپنے دل میں سمجھے کہ اب ہم دریائے رحمت الٰہی میں غوطہ زن ہوئے اور جس وقت صل علی محمد پڑھے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ دریائے فضل رسالت و کرامات میں ڈبکی لگاتے ہیں۔
غرض کہ جب ایسے بحور نا متناہی میں غواصی کی جائے تو پھر ان دریاؤں سے بے دستیابی گوہر مراد کے خالی ہاتھ نکلنا غیر ممکن ہے پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ حضور قلب سے ہمیشہ درود شریف کو ورد زبان رکھیں۔
صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دعا مانگے اور وہ مجھ پر دعا کے پہلے اور بعد درود نہ بھیجے تو وہ آسمان پر نہیں پہنچتی اور نہ ہی وہ معرض قبولیت میں آتی ہے یہ کیوں نہ ہو جو اپنے ایسے محسن کا شکریہ ادا نہیں کرتا جس نے اُسے خدا والا بنایا اور خدا کی رضا سکھائی سیدھی راہ بتائی تو بھلا وہ اپنے محسن حقیقی کا شکریہ ادا کرسے جواب اسکی دعا قبول کرے گا۔
پس اے مسلمانو! جب بدرگاہ رب العالمین دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤ تو پہلے اور پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجو تاکہ دعا قبول ہو کر حسب مدعا عمدہ نتیجہ برلائے۔
بعض لوگ درود شریف کو بغیر اجازت کسی نقیر کے نہیں پڑھتے اور نیز بعض جاہل نقرا کا بھی یہی اعتقاد ہے حالانکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے آیت کریمہ یایھا الذین اٰمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیماہ میں عام حکم فرمایا ہے اور تمام مخلوقات کو اپنی طرف سے تا قیامت اجازت دیدی ہے کہ ہر روز ہر وقت اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف اور سلام بھیجتے رہو۔

ہر دم از ما صد درود و صد سلام بر وے و بر آں اصحابش تمام

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب پاک میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ پر بکثرت۔

درود شریف پڑھتا ہوں۔ اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ میں اپنی اوقات مقررہ وادعیہ سے درود شریف کے واسطے کس قدر وقت مقرر کروں؟ فرمایا جسقدر تو چاہے اگر زیادہ کریگا تو تیرے لئے بہتر ہوگا پھر میں نے عرض کیا کہ آدھا وقت مقرر کروں؟ فرمایا جسقدر تو چاہے اگر اسقدر پر بھی زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا پھر میں نے عرض کیا۔ دو تہائی وقت مقرر کروں؟ فرمایا جسقدر تو چاہے اگر اسپر بھی زیادہ کرے گا تو تیرے واسطے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا جعلت لک صلوتی کلھا یعنی میں نے آج سے درود شریف کیواسطے اپنا تمام وقت مقرر کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا اذا یکفی منلث دیغفر لک ذنبا ئک یعنی اب تیری مہمات دینی اور دنیوی کفائت کی جائیں گی۔ اور تیری تمام حاجات بر آئیں گی۔ اور تیرے تمام گناہ بخشے جائیں گے۔

غرض درود شریف کا پڑھنا تمام دینی اور دنیاوی مشکلات کے حل کرنے کے لئے ایک کافی ہتھیار ہے اس لئے اے مسلمانو! اس کو نہ چھوڑو، اور اس کا ہر وقت وظیفہ رکھو۔ جسقدر زیادہ شوق و ذوق سے پڑھا جائے گا۔ اتنی ہی زیادہ دل کو تسکین اور لذت بخشے گا اور ثواب حاصل ہوگا۔ گویا اس کے پڑھنے سے تمام سابقہ گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور درود شریف کا ورد کرنا باعث بر آمدگی حاجات وبلندی درجات ہے جو دوزخ کی دھکتی آگ سے فلاح و رستگاری کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے، اللہ تبارک تعالیٰ ہر مومن کو درود شریف بصدق دل شوق و ذوق سے پڑھنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین ؎

پڑھ لو درود مصطفیٰ صل علی محمدؐ	عقدہ کشا ہے یہ دعا صل علی محمدؐ
بھٹکے پھرو نہ جابجا رنج والم میں مبتلا	کیوں نہ پڑھو یہ ہاتھ اٹھا صل علی محمدؐ
جس کے لئے یہ سب بنا ہو وہ حبیب کبریا	عرش بریں پہ ہے لکھا صل علی محمدؐ
عرش بریں پہ سب ملک اور زمیں سے تا فلک	پڑھتے یہی ہیں جابجا صل علی محمدؐ
اسکے پڑھنے سے ہو شفا درد والم سے ہو رہا	جملہ مرض کی ہے دوا صل علی محمدؐ
غم میں عبث ہلاک ہو پڑھو تو درود پاک کو	آئی ہوئی ٹلے بلا صل علی محمدؐ
دور ہو دل کا درد و غم جو کہ پڑھے یہ دمبدم	پائے معا دہیں شفا صل علی محمدؐ
بدلی چمن کی آب ہوا جسکا شگوفہ گل کھلا	لائی عجب خبر صبا صل علی محمدؐ
صوفی کو شاہا خوف کیا تو ہو ہمارا پیشوا	درود وظیفہ ہے سدا صل علی محمدؐ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ

وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِيمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کیلئے دیکھو ص۱۱ یا ص۲)

خُطبَةُ الْاُولٰى نمبر ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا يَكْشِفُ الشَّدَائِدَ اِلَّا هُوَ ط وَلَا يَدْفَعُ الْمَكَائِدَ اِلَّا هُوَ ط وَمَا مُرَادُ الْعَاشِقِيْنَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوَ ط وَمَا مَطْلُوْبُ الْوَاصِلِيْنَ فِي الْكَوْنَيْنِ اِلَّا هُوَ ط اَلْعِبَادُ كُلُّهُمْ ضُعَفَاءُ لَا غَنِيٌّ اِلَّا هُوَ ط لَا حَافِظَ وَلَا نَاصِرَ اِلَّا هُوَ ط غَافِرُ الذَّنْبِ وَقَابِلُ التَّوْبِ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط وَمَنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط وَمَنْ يَّعْلَمُ الْاَسْرَارَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط مُوْسٰى عَلَى الطُّوْرِ حِيْنَ نَاجَاهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط يُوْنُسُ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ حِيْنَ نَاجَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط يُوْسُفُ فِيْ قَعْرِ الْبِئْرِ حِيْنَ نَاجَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اِبْرَاهِيْمُ

فِي النَّارِ الْحَرِيْقِ حِيْنَ نَاجَاهُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اِعْلَمُوْا اَنَّ الدُّنْيَا دَائِرَةٌ وَلَذَّتُهَا فَانِيَةٌ وَطَاعَتُهَا بَاقِيَةٌ وَحَاصِلُهَا فَوْتٌ ؕ وَاٰخِرُهَا مَوْتٌ ؕ اِخْوَانِيْ بَدَنٌ ضَعِيْفٌ وَزَادٌ قَلِيْلٌ وَبَحْرٌ عَمِيْقٌ وَالنَّارُ حَرِيْقٌ وَالصِّرَاطُ دَقِيْقٌ ؕ وَالْمِيْزَانُ عَدِيْلٌ وَالْقِيَامَةُ قَرِيْبٌ ؕ وَالْحَاكِمُ رَبٌّ جَلِيْلٌ ؕ يَقُوْلُ الْجَنَّةُ وَعْدِيْ وَيَقُوْلُ الْكَعْبَةُ زُوَّارِيْ ؕ وَيَقُوْلُ اٰدَمُ صَفِيُّ اللّٰهِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ؕ وَيَقُوْلُ نُوْحٌ نَبِيُّ اللّٰهِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ؕ وَيَقُوْلُ اِبْرٰهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ؕ وَيَقُوْلُ اِسْمٰعِيْلُ ذَبِيْحُ اللّٰهِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ؕ وَيَقُوْلُ سُلَيْمٰنُ صَاحِبُ الْمَمْلَكَةِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ وَيَقُوْلُ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ يَا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ

نَفْسِیْ ط وَیَقُوْلُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ یَارَبِّ نَفْسِیْ نَفْسِیْ وَیَقُوْلُ رَسُوْلُنَا وَشَفِیْعُنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَارَبِّ اُمَّتِیْ وَیَقُوْلُ الْجَلِیْلُ الْجَبَّارُ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ حَبِیْبِیْ حَبِیْبِیْ وَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

ستائیسواں وعظ دربیان فضائل درود شریف

حضرات! اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ درود شریف کی عظمت و بزرگی بیان فرماتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام بھیجو۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ فَاِنَّ اَوَّلَ مَا تُسْئَلُوْنَ فِی الْقَبْرِ عَنِّیْ پہلے قبر میں مجھ سے یعنی میری نسبت سوال کئے جاؤ گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جعل لامتی فی الصلوٰۃ علی افضل الدرجات یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے درود شریف پڑھنے میں افضل

درجات ٹھہرائے ہیں ایک قوم حوض کوثر پر وارد ہو گی ماا عرفهم الا بکثرۃ الصلوٰۃ علی میں ان کو نہ پہچان سکوں گا مگر ان کی درود خوانی کی کثرت کے سبب سے۔

دلائل الخیرات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آرزوئے میری تعظیم اور برعایت میرے رتبہ اور حق کے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے درود سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ اس کا ایک بازو مشرق میں ہوتا ہے اور دوسرا مغرب میں اور اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین میں اور اس کی گردن سقف عرش سے ملی ہوئی پس اللہ تعالےٰ اس سے کہتا ہے کہ اے فرشتے میرے اس بندہ پر درود بھیجتا رہو، جیسا اس نے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا ہے پس وہ فرشتہ اس بندہ پر قیامت تک درود بھیجتا رہتا ہے۔

شیخ ابن حجر اور سخاوی سے مروی ہے کہ محمد بن سعد بن مطرف رحمتہ اللہ علیہ نے ہر شب سونے سے پہلے بعدد معین درود شریف پڑھنا مقرر کیا ہوا تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے ہیں۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ جس منھ سے درود پڑھا کرتا ہے اس منھ کو میرے نزدیک لا کہ میں اس کا بوسہ لوں۔ اس شخص کو شرم آئی کہ اپنا گندہ دہن اس لب اطہر سے کیونکر ملاؤں لیکن بمقتضائے الامر فوق الادب معذور تھا، ناچار اپنا رخسارہ اس دہن پاک کے سامنے لایا۔ آپ نے کمال پیار سے بشرف بوسہ اس کو مشرف فرمایا بعدہ وہ شخص بیدار ہوا، سارے گھر کو خوشبو سے معطر پایا آٹھ دن تک اس کے رخسار سے اور مکان سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ بوئے مشک و عنبر بھی اس کے آگے رنگا نہیں کھاتی تھی۔

مروی ہے کہ ایک رئیس نے جو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک قبہ کے اندر ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ میرا سلام بختیار کاکی کو پہونچا اور کہو کہ ہر شب جو تحفہ بھیجتے ہیں پہونچتا ہے لیکن تین روز سے تحفہ نہیں پہونچا۔ جب اس رئیس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہونچایا تو تعظیم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھا انھوں نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے وہی بات عرض کی تو آپ نے اسی وقت اپنی زوجہ کو طلب کیا اور مہر دیکر رخصت فرمایا اس لئے کہ شیخ نے نیا نکاح کیا تھا اور تین رات وظیفہ درود میں ناغہ ہوا تھا۔

حدیث شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو آمین کہا پھر دوسرے درجہ پر رکھا

تو آمین کہا پھر تیسرے درجہ پر قدم رکھ کر آمین کہا اور بیٹھ گئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین بار آمین کہنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور کہا یا محمد من ادرک رمضان فلم یغفر لہ فمات فدخل النار فابعدہ اللہ تعالیٰ فقلت آمین یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص رمضان کو پائے اور اس کے گناہ نہ بخشے جائیں یعنی روزے نہ رکھے پھر مر گیا۔ دوزخ میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور پس میں نے کہا آمین اور جس نے اپنے ماں باپ کو پایا پس اس نے نیکی نہ کی اور ان کے حق کو نہ پہچانا وہ بھی اللہ کی رحمت سے دور ہوا۔ اور دوزخ میں داخل ہوا۔ پس میں نے کہا آمین اور کہا کہ جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے پس وہ آپ پر درود نہ پڑھے وہ رحمت الٰہی سے دور ہوا اور دوزخ میں پڑا پھر میں نے کہا آمین!

شرف النبوۃ میں مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چراغ روشن کر کے کپڑا سی رہی تھیں کہ سوئی ہاتھ سے گر پڑی اور چراغ گل ہو گیا۔ اس اثنا میں آفتاب رسالت وہاں تشریف لائے آپ کے چہرۂ نورانی کی روشنی سے وہ سوئی مل گئی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت متعجب ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا روشن چہرہ ہے۔ پس آپ نے فرمایا اس شخص پر افسوس ہے کہ مجھ کو قیامت میں نہ دیکھے عرض کیا وہ کون شخص ہوگا جو آپ کو نہ دیکھے گا فرمایا کہ بخیل۔ عرض کیا وہ کس طرح کا بخیل ہے فرمایا جو شخص کہ اس کے نزدیک میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ قیامت میں ایک گروہ کو بہشت میں جانے کا حکم ہوگا وہ لوگ بہشت کی راہ بھول جائیں گے اور متحیر کھڑے رہ جائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کون گروہ ہے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے کہ میرا نام ان کی مجلس میں لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجیں۔ پھر فرمایا من نسی الصلوۃ فقد اخطا طریق الجنۃ یعنی جو کوئی مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا وہ بیشک راہ بہشت سے بہک گیا۔

صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ بھیجے تو وہ تمام بخیلوں کا بخیل ہے ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ! بہشتی نہ باشد بحکم خبر

الغرض نور پاک محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف وصلوٰۃ و

سلام بھیجنے میں اس قدر لا انتہا بے عدد و بیحد فوائد ہیں جن کے شمار سے اس مشت خاک کی زبان بالکل قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، آمین

پڑھو حبیب خدا پر سدا درود شریف　　کہ روز حشر یہ کام آئے گا درود شریف
جو ورد رکھتا ہے اس کا وہ شاد رہتا ہے　　شگفتہ کرتا ہے کیا دل ترا درود شریف
مراد ملتی ہے پڑھنے سے اس کے خاطر خواہ　　ہوا ہے خلق کا حاجت روا درود شریف
نہ کس طرح سے شب روز ہم پڑھیں اسکو　　نبی پہ بھیجتا ہے کبریا درود شریف
حضور آئے ہیں محفل میں کیوں ہو سب خاموش　　پڑھو عقیدہ کہ دل سے سبھی درود شریف
کسکی نرم ہے دل میں لعزیز سوچو تو　　ہے اس مقام میں پڑھنا بجا درود شریف
رسول اس کے معاون ہمیشہ رہتے ہیں　　پڑھا جو کرتا ہے صبح و مسا درود شریف

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؕ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند۔ (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صـ ۱۱ و ۲۰)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْاَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ قَدْ دَنَا اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۙ

لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا اَيُّهَا النَّاسُ اَلَآ اِنَّ اَصْحَابَ الرَّاْيِ اَعْدَآءُ السُّنَّةِ اَعْيَتْهُمُ الْاَحَادِيْثُ اَنْ يَّحْفَظُوْهَا وَتَفَلَّتَتْ مِنْهُمْ اَنْ يَّعُوْهَا وَاسْتَحْيَوْا اِذَا سَاَلَهُمُ النَّاسُ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَا نَدْرِيْ فَعَانَدُوا السُّنَنَ بِرَاْيِهِمْ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا وَالَّذِيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهٖ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ يُؤْخَذُ بِالرَّاْيِ لَكَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَحَقَّ بِالْمَسْحِ مِنْ ظَهْرِهٖ فَاِيَّاكَ وَاِيَّاهُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى الدُّنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِمْرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ اَيُّهَا النَّاسُ

إِنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ وَإِنَّ بَعْضَ النَّاسِ غِنًى وَإِنَّكُمْ تَجْمَعُونَ
مَا لَا تَأْكُلُونَ وَتَأْمُلُونَ مَا لَا تُدْرِكُونَ وَأَنْتُمْ مُؤَجَّلُونَ ۝
فِيْ دَارِ غُرُوْرٍ وَاعْلَمُوْا أَنَّ لَبَعْضَ الشُّحِّ شُعْبَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ
فَأَنْفِقُوْا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ أَيُّهَا النَّاسُ أَطِيْبُوْا مَثْوَاكُمْ وَأَصْلِحُوْا أُمُوْرَكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
رَبَّكُمْ وَلَا تُلْبِسُوْا نِسَاءَكُمُ الْقَبَاطِيَّ فَإِنَّهٗ لَمْ يَشِفَّ فَإِنَّهٗ يَصِفُ
وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ
عَلَيْهِ الْكِتٰبَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا
وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا
بَعْدُ فَأَخْشٰى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ
مَا نَجِدُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ
أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى إِذَا
أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ

اَوْ کَانَ الْحَبْلُ اَوِالْاِعْتِرَافُ ثُمَّ اِنَّا کُنَّا نَقْرَأُ فِیْمَا نَقْرَأُ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ اَنْ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ بِکُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ اَلَا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اُطْرِیَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ

اٹھائیسواں وعظ در بیان فضائل جماعت

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی پابندی کی نسبت حکم صادر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ یعنی جماعت سے نماز پڑھو۔

مشکوٰۃ شریف میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے حالت اسلام میں ملاقات کرنا بھلا معلوم ہوتا ہے، اُسے ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے ہیں اور نماز باجماعت بھی ان طریقوں میں سے ہے۔ اگر تم نمازیں گھر میں تنہا پڑھو، جیسا کہ فلاں تارک جماعت پڑھتا ہے تو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا۔ تم یقیناً گمراہ ہو گئے۔ پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم سب لوگ جماعت میں شریک ہوتے تھے، لیکن مریض اور منافق غیر حاضر تھے۔

مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جماعت کا بہت اہتمام تھا حتیٰ کہ عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نابینا صحابی تھے، اور کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہ رکھتے تھے

آپ نے انھیں بھی جماعت میں شریک ہونے کا حکم فرمایا۔
مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہوتی ہے لیکن اگر انھیں ان نمازوں کی خوبی معلوم ہوتی تو وہ گھٹنوں کے بل چل کر حاضر جماعت ہوتے۔
مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان ہونے پر تندرست اور فارغ البال شخص بغیر عذر کے جماعت میں شریک نہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں ہوتی۔
مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان ہونے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا درست نہیں تاوقتیکہ جماعت سے نماز نہ پڑھ لے۔ ہاں اگر یہ شخص دوسری مسجد کا امام ہو یا کوئی اور عذر معقول ہو تو اس عذر کی وجہ سے چلا جانا جائز ہے۔
مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ یعنی جماعت سے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ۲۷ درجہ بزرگی رکھتی ہے
مسلم شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نمازی جس وقت سے نماز جماعت کا قصد کرتا ہے اور جماعت کے انتظار میں بیٹھتا ہے اس وقت سے نماز ہی میں رہتا ہے۔
مسلم شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص پاک وصاف ہو کر اور اچھی طرح سے وضو کر کے مسجد کے ارادہ سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے ہر ہر قدم کے رکھنے اور اٹھانے کے عوض ایک ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک ایک برائی کو دور کرتا ہے۔
مسلم شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو اس نے آدھی رات عبادت الہٰی میں گذاری اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے تمام رات عبادت الہٰی میں بسر کی۔
سبحان اللہ! سوئے بھی آرام بھی پایا، اور ڈیڑھ رات کی عبادت کا ثواب بھی حاصل کیا۔
صحیح مسلم میں مروی ہے کہ ایک صحابی تھے جن کا مکان مسجد نبوی سے بہت دور تھا اور باوجود اس کے کوئی جماعت کی نماز ان سے فوت نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان پر ترس آیا اور اس بنا پر ان سے کہا تم ایک گدھا خرید کر لو، جو تمھیں گرمی اور راستہ کے کیڑوں مکوڑوں سے بچائے۔ اس پر اس صحابی رضی اللہ عنہما نے کہا۔ خدا کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے گھر سے ملا ہوا ہو، ان کا یہ کہنا اصحاب رضی اللہ عنہم کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی، آپ نے ان کو بلا کر دریافت کیا۔ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی وہی بات بیان کی اور عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے قدموں کا ثواب اللہ سے چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک تمھیں وہ ثواب ملے گا جس کی تم امید رکھتے ہو۔

دیکھئے! جماعت کے کسقدر فائدے ہیں افسوس ہے کہ آج کل بڑے بڑے صاحب علم تارک جماعت دیکھے گئے ہیں۔ اللہ تعالے انھیں ہدایت بخشے۔

اب میں چند مسائل صفوں کے سیدھا کرنے کے بیان کر کے وعظ کو ختم کرتا ہے۔

مسئلہ:۔ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو اپنی صفیں سیدھی کرو، اور سب مل کر نزدیک کھڑے ہو۔ میں تمھیں پیٹھ پیچھے سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ آگے سے دیکھتا ہوں۔

سبحان اللہ! حضور نے کس تاکید سے صفوں کے سیدھا کرنے کی تاکید فرمائی علاوہ ازیں ایک اور بات بھی جتلا دی وہ یہ کہ جس طرح آنکھوں سے آگے کی طرف دیکھتا ہوں۔ اسی طرح آنکھوں سے پشت کی طرف دیکھتا ہوں۔ گویا یہ حضور کے خصائص میں سے تھے کہ آپ اپنی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ سکتے تھے۔ یہ تو ظاہری آنکھوں کا حال ہے۔ اگر حضور کے باطن کی طرف خیال کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ حضور کی پہونچ کہاں تک ہے۔

الغرض حضور صفوں کی تاکید ایک اور پیرائے میں اسطرح فرماتے ہیں۔

مسئلہ:۔ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگو اصفوں کو برابر کرو، ورنہ خدا تمھارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔

مسئلہ:۔ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا۔ نماز جب ہی پوری ہو گی کہ تم لوگ صفیں سیدھی کرو گے۔

مسئلہ:۔ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ ہمیشہ پچھلی صف میں رہتے ہیں اور اگلی صف میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کرتے وہ اللہ تبارک وتعالے کی رحمت سے پیچھے رہیں گے۔

مسئلہ:۔ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مقتدیوں کو چاہئے کہ پہلے سب سے اول صف کو پورا کریں پھر دوسری پھر تیسری کو اسی طرح آخر تک صفوں کو پورا کرتے

چلے جاویں۔
مسئلہ:۔ مشکوۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور فرمایا کہ اسی طرح پہلی صف میں سے اول ان لوگوں پر رحمت خدا نازل ہوتی ہے جو دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں۔
مسئلہ:۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ پہلی صف میں کسقدر ثواب ہے تو اس کام کے لئے قرعہ ڈالتے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو نماز پنجگانہ با جماعت پڑھنے کی توفیق بخشے اور صفوں کو سیدھا کرنیکی ہدایت اور ہمت عطا فرماوے۔ آمین۔

جنت میں مکاں اپنا بناتے ہیں نمازی
مسجد میں بڑے شوق سے جاتے ہیں نمازی

معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوب بھی راضی
سجدے کے لئے سر جو جھکاتے ہیں نمازی

کوثر میں جو ہے آب تو جنت میں ہیں میوے
پیتے ہیں نمازی انھیں کھاتے ہیں نمازی

کیا شوق جماعت ہے عبادت سے محبت
مسجد میں اذاں سنتے ہی جاتے ہیں نمازی

خدمت کے لئے حوریں سکونت کے لئے خلد
پھولے نہیں جامہ میں سماتے ہیں نمازی

کہتا ہے یہ دروازہ پر داروغہ جنت
ہٹ جاؤ کہ فردوس میں آتے ہیں نمازی

حوریں ہیں لئے ہاتھ میں ہر رنگ کے میوے
پھل اپنی نمازوں کا یہ پاتے ہیں نمازی

ہیں باوضو اور فرض ہیں سنت ہیں نفل ہیں
معبود کو مسجود بناتے ہیں نمازی

فجر و ظہر و عصر کو مغرب کو عشا کو
اللہ کے دربار میں جاتے ہیں نمازی

ڈرتے ہیں قضا ہونے سے اٹھتے ہیں ادا پر
جان اپنی نمازوں میں لڑاتے ہیں نمازی

سجدے کا نشاں چاند سا روشن ہے جبیں پر
حوران بہشتی کو لبھاتے ہیں نمازی

حوران جناں کہتی ہیں صوفی سے کہ سرکار
لو تم بھی چلو خلد میں جاتے ہیں نمازی

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صـ۱۱ یا صـ۲۰

خُطبۃُ الاُولیٰ نمبر (۲۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ
وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئَاتِ
اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ
وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلٰنَا وَشَفِیۡعَنَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ
اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا بَیۡنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ
رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ رَشَدَ وَمَنۡ یَّعۡصِہِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفۡسَہٗ وَلَا یَضُرُّ
اللّٰہَ شَیۡئًا ۔ اَیُّھَا النَّاسُ قَدۡ اَظَلَّکُمۡ شَھۡرٌ عَظِیۡمٌ شَھۡرٌ مُّبَارَكٌ
فِیۡہِ لَیۡلَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیۡضَۃً وَّقِیَامَ
لَیۡلِہٖ تَطَوُّعًا مَنۡ تَقَرَّبَ فِیۡہِ بِخَصۡلَۃٍ مِّنَ الۡخَیۡرِ کَانَ کَمَنۡ اَدّٰی
فَرِیۡضَۃً فِیۡمَا سِوَاہُ وَمَنۡ اَدّٰی فَرِیۡضَۃً فِیۡہِ کَانَ کَمَنۡ
اَدّٰی سَبۡعِیۡنَ فَرِیۡضَۃً فِیۡمَا سِوَاہُ وَھُوَ

شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ
يُّزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ
مَغْفِرَةٌ لِّذُنُوبِهِ وَعِتْقُ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ
اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ
عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا
سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ
وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ
مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ
مِنَ النَّارِ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ

عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

انتیسواں وعظ دربیان احکام ماہ رمضان

حضرات! ان آیات بینات میں اللہ تبارک تعالےٰ روزے کی فرضیت کا بیان فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیے گئے۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض تھے جو تم سے پہلے تھے۔

چونکہ روزہ رکھنا ظاہراً ایک نہایت سخت عبادت معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ عابدوں کی تسلّی وتشفی کے لئے ارشاد فرماتا ہے کہ یہ تمہارے لئے خاص نہیں کی گئی۔ بلکہ کوئی امت اس عبادت سے آزاد نہ تھی۔ چنانچہ آدم علیہ السلام پر ہر ماہ کی تیرہویں چودہویں پندرہویں تاریخ میں روزے فرض تھے، جنکو ایام بیض کہتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ایام بیض سے مراد چاندنی راتوں کے دن ہیں۔ اور ان راتوں کو ایام بیض اس واسطے کہتے ہیں کہ چاندنی اول سے آخر تک رہتی ہے یا اس واسطے کہ ان راتوں کے روزے گناہوں کو دور کرتے اور دلوں کو منور و روشن کرتے ہیں۔ یا اسواسطے کہ آدم علیہ السلام جب بہشت سے اترے تو ان کا بدن سیاہ ہوگیا تھا۔ جب توبہ قبول ہوئی تو حکم ہوا کہ تین روزے ان دنوں میں رکھو جب تیرہویں کو روزہ رکھا تو ان کا تہائی بدن روشن ہوگیا۔ جب چودہویں کو روزہ رکھا تو دو تہائی، اور جب پندرہویں کو روزہ رکھا تو تمام بدن سفید ہوگیا۔ اور روشن ہوگیا۔

موسیٰ علیہ السلام کی امت پر عاشورے کے دن کا روزہ اور ہر ہفتہ شنبہ کے دن کا روزہ اور

ان کے علاوہ اور بھی سال میں چند روزے فرض تھے۔
عیسٰی علیہ السلام کی امت پر ماہ رمضان کے روزے فرض تھے، چنانچہ بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے دعقل بن حنظلہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نصاریٰ پر صوم رمضان واجب تھا۔ پھر ان کا بادشاہ بیمار ہوا۔ انھوں نے مشورہ کیا کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو شفا دی تو ہم دس روزا ور بڑھائیں گے۔ پھر ان کے ایک بادشاہ کے منھ میں سخت مہلک بیماری ہوگئی پھر انھوں نے مشورہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی تو ہم سات روزا ور بڑھائیں گے۔ پھر انھوں نے ایک بادشاہ کے عہد میں تین روزا ور بڑھا دئے۔ بس یہ روزے پورے پچاس ہو گئے۔
القصہ:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! یہ روزے کی تکلیف کچھ نئے طور پر تمھارے ہی لئے تجویز نہیں کی گئی، بلکہ آدم علیہ السلام کے وقت سے برابر لوگوں پر ہوتی آئی ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اور انبیا کی امتیں تو اس نعمت سے بہرہ مند ہوں اور تم ہمارے سب سے زیادہ پیارے پیغمبر کی امت ہو کر اس سے محروم رہو۔ اس لئے تم پر بھی فرض کیا گیا ہے۔ اب اسکو بھی سمجھ لو کہ کیوں فرض کیا گیا کیا زبردستی کا ایک حکم ہے یا اسمیں ہمارا کوئی ذاتی نفع ہے اس کی اور حقیقی وجہ یہ ہے لعلکم تتقون تاکہ تم متقی بن جاؤ یعنی یہ فقط تمھارے متقی بنانے کی تدبیر کی گئی ہے کہ اگر نفس کو اسطرح دبایا جائیگا تو امید قوی ہے کہ تم متقی بن جاؤ گے۔ کیونکہ روزہ کے سبب سے نفس امارہ کی قوت جاتی رہتی ہے اور سب اعضاء سست ہو جاتے ہیں۔ تو گناہ کی خواہش بھی کم ہو جاتی ہے اس لئے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ نفس بھوکا ہوتا ہے تو تمام بھوکے ہوتے ہیں یعنی اپنے اپنے کام کی خواہش کرنے لگتے ہیں مثلاً بھوک کی حالت میں نہ آنکھ کو کسی چیز کے دیکھنے کی رغبت ہوتی ہے نہ زبان کو کچھ بولنے کی لیکن پیٹ بھرے پر سب خواہشیں ہوتی ہیں پس جب اعضاء اپنی فضولیات سے باز رہیں گے، تو دل کدورتوں سے صاف رہے گا، اس لئے کہ دل کی کدورت اعضاء کی فضولیوں سے ہوتی ہے یعنی فضول بولنے فضول دیکھنے وغیرہ سے اور روزہ دار ان سب سے امن میں رہتا ہے اور اس کا دل صاف رہتا ہے اور دل کی صفائی سے عبادتوں میں مزے ملتے ہیں، نیکیوں کی رغبت اور گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے، بس یہی تقویٰ ہے اور یہی روزے کی اصلی غرض ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لعلکم تتقون دیکھیے اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ والنازعات میں فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی یعنی جس نے خوف الٰہی سے ڈر کر اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے بچالیا بہشت اسی کے لئے ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخل ہونا دو باتوں پر منحصر ہے ایک تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا دوسرا اپنے نفس کو ہوا سے بچانا۔ اور یہ دونوں امر روزے میں متحقق ہیں پس جو شخص اس پر عمل دوام کرے گا بیشک بہشت میں داخل ہو گا۔

امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ اس سے کسی بری چیز کو نہ دیکھے بلکہ نیکیوں کیطرف رجوع کرے۔ یعنی قرآن شریف اور احادیث نبویہ پڑھا کرے۔

کانوں کا روزہ یہ ہے کہ کسی کا کلام بد اور فحش نہ سنے بلکہ اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سنا کرے۔

زبان کا روزہ یہ ہے کہ زبان پر ذکر الٰہی جاری رکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ سلام بھیجے کلام اللہ کی تلاوت کرے، بیہودگی اور یاوہ گوئی وغیرہ سے زبان آلودہ نہ کرے اور زیادہ باتیں نہ کرے

ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ ان سے کوئی کام خلاف شرع سرزد نہ ہو اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا جائے بلکہ وہ اعمال ہوں جن سے عاقبت بخیر ہو۔

پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ مسجد میں نماز جماعت کیواسطے یا وعظ وغیرہ کے سننے کے لئے جائے نہ کہ دنیاوی فضول باتیں اور مقدمات کے جھگڑے رگڑے کرتا رہے جیسا کہ آج کل مساجد کی حالت ہے

تمام جسم کا روزہ یہ ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں فنا کر دے اور یہ سبق صوفیائے کرام سے حاصل کرنا چاہیئے کہ کسطرح وہ لوگ اپنے جسم کو فنا کرتے ہیں جن مسلمانوں کو متشرع صوفیوں سے تعلق ہے وہ اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں، لیکن آج کل ایسے فرقے پیدا ہو گئے ہیں جو اس خیال کے مخالف ہیں، محض بصیرت پر پردہ پڑا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشے۔ آمین

الغرض:- بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا جو شخص فریب کی بات کہنا اور فریب کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کچھ خواہش نہیں۔

القصہ:- اب میں پھر آپ کی توجہ آیت زیر بحث کی طرف دلاتا ہوں وہ یہ ہے لعلکم تتقون حضرات یہ تھوڑی سی تکلیف ہم کو دی گئی ہے۔ اسمیں اللہ تعالیٰ کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے بلکہ ہمارے ہی متقی بنانے اور نجات کی تدبیر کی گئی ہے۔ ہر چند اتنا سننے سے نفس کو فی الجملہ تسکین ہو گئی لیکن پھر بھی یہی خیال ہوا کہ اگرچہ اسمیں ہمارا ہی نفع ہے مگر معلوم نہیں کب تک یہ مشقت اٹھانی پڑے اس لئے اللہ تعالیٰ نہایت رحمت اور شفقت سے ارشاد ہوتا ہے اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ یعنی یہ روزے جو

چونمبر فرض کئے گئے ہیں، کچھ بہت دنوں کیلئے نہیں بلکہ گنتی کے چند دن ہیں، جن کو آتے جاتے کچھ معلوم نہ ہو، ادھر آئے ادھر چلے گئے مطلب یہ ہے کہ صرف ایک ماہ کی تھوڑی محنت ہے، پھر تو راحت ہے، قربان ہیں اس مولا کریم پر کہ جس نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی ہر طرح خاطر جمع رکھی، ارشاد ہوتا ہے فمن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر پھر جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو ضروری ہے گنتی دوسرے دنوں سے یعنی ماہ صوم کے آنے پر جو شخص مریض ہو یا ایسے سفر میں ہو جس میں نماز قصر ہوتی ہے اندر روزہ رکھنے سے تکلیف ہوتو اسوقت افطار کرے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سفر خود مشقت ہے، لہذا روزہ رکھنا بھی جائز ہے ہاں اگر رکھ لیا تو ادا ہو گیا اور نہ جب وطن میں واپس آئے یا تندرست ہو جائے تو بقیہ ایام قضا کرنا واجب ہے

مسئلہ:- آج کل جو لوگ ریل میں سفر کرتے ہیں، ان کے لئے بھی روزہ رکھنا افضل ہے کیونکہ انھیں ہر طرح کا آرام ہوتا ہے کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوتی، مسلمانو! قربان جاؤ اس مولا کریم پر جس کو امت محمدیہ کی ہر طرح مدنظر ہے، ارشاد ہوتا ہے وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون یعنی جس کو طاقت نہیں ہے فدیہ دے یعنی ایک محتاج کو کھانا کھلانا، پھر جو اپنی طرف سے نیکی کرے، تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور یہ صورت کہ تم روزہ رکھو، تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو، فرض روزے کے لئے بیشمار برکات و فضائل ہیں، جس کا مختصر نقشہ ذیل کی نظم میں پایا جاتا ہے۔

برکتوں سے ہے بھرا ہر روز و شب ہر صبح و شام
اس لئے ہے مومنو! ماہ مبارک اس کا نام!

اس مہینے میں نزول رحمت حق بیشمار
اس مہینے میں کلام اللہ اترا لاکلام

اس مہینے میں ہوئے دوزخ کے سب دروازے بند
اس مہینے میں کھلے جنت کے دروازے تمام

اس مہینے میں فرشتے اور بہت ارواح پاک
آسماں سے آکے کرتے ہیں زمیں پر اژدحام

اس مہینے میں شب قدر ایک ایسی ہے نہاں
جس کو وہ سو ماہ سے اچھا کہے رب الانام

اس مہینے میں نجات آفت سے ہر مومن کو ہو
اس مہینے میں شیاطین قید رہتے ہیں تمام

اس مہینے میں دعائیں نیک ہوتی ہیں قبول
اس مہینے میں تمھیں تو یہ مناسب ہے دوام

اس مہینے میں ادا اک فرض جو کوئی کرے
پائے ستر کا ثواب ایسا ہے حق کا فضل عام

ان دنوں میں سنتوں کا اور نفلوں کا ثواب
مثل فرضوں کے لکھا جاتا ہے ہر عابد کے نام

ایک نیکی کے عوض پاؤگے ستر نیکیاں
تا بمقدور اس مہینے میں کرو تم نیک کام

نارِ دوزخ سے بچانے کو سپر بن جائے گا
اور روزِ حشر میں شافع ہو یہ والا مقام

حسب فرمانِ الٰہی حسب فرمانِ رسول
ہر طرح لازم ہے کرنا تم کو اس کا اہتمام

کھانا پینا چھوڑنے سے روزہ کامل نہ ہو
چاہیئے ہر عضو کے روزے کا کرنا التزام

دیکھنا سننا ہے جسکا منع کرنے ترک سب
آنکھ کا اور کان کا روزہ یہی ہے لاکلام

روزہ کا کام زباں یہ ہے نہ کہنا جھوٹ بات
غیبت اور بہتان سے بچنا نہ کرنا اتہام

ہاتھ سے ایذا نہ دے لکھے نہ بیجا کوئی حرف
واں نہ رکھے پاؤں جو دیکھے گناہوں کا مقام

ساتھ مسکینوں یتیموں کے کرو افطار تم
روزہ کھلوایا کرو لوگوں کے روزے وقتِ شام

جو کوئی کھلوائے روزہ پائے روزے کا ثواب
ہو اگرچہ لائق افطار تھوڑا سا طعام

اس میں روزہ دار کا ہوتا نہیں کچھ کم ثواب
ہے یہ سب انعام خالق کا برائے خاص و عام

روزہ داروں کو ولیکن ہوگی وہ نعمت حصول
کوئی بھی واقف نہ ہو جس سے بجز رب الانام

یعنی دیدار خدا ہوگا قیامت کو ضرور
مثل اسکی کب ہے کوئی نعمت دار السلام

جتنی تجھ سے ہو سکے علی عبادت اسمیں کر
جانے آئے یا نہ آئے پھر تجھے ماہِ صیام

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواند۔ (خطبۂ ثانیہ کے لیے دیکھو صہ ١١ یا صہ ٢٠)

خطبۃ الاولیٰ نمبر ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ

بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا
ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ
وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ
بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ
اللّٰہَ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ
عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ
فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ ط وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِلَّا
مَقْتًا ط وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ اِلَّا خَسَارًا ط قُلْ اَرَاَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ
الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ ط
اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ کِتٰبًا فَھُمْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ
مِّنْہُ ج بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ہ

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۚ إِنَّهٗ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيرًا ۝ أَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيمِ ۚ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ۚ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۚ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۚ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

تیسواں وعظ در بیان احکام ماہ رمضان

حضرات! ان آیات میں اللہ تعالیٰ روزے کی فرضیت بیان فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے ہیں۔ اس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ، وہ روزے گنتی کے چند دن ہیں یعنی صرف ایک ماہ، پھر جو تم میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو ضروری ہے گنتی دوسرے دنوں سے، اور جس کو طاقت نہیں ہے وہ فدیہ دے یعنی ایک محتاج کو کھانا کھلانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی کرے، تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور یہ صورت کہ تم روزہ رکھو، تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو!

مسلمانو! جانتے ہو کہ روزہ کیا چیز ہے! اپنے پیارے محبوب کی رضامندی کی خاطر کچھ عرصہ کے لئے چند جائز امور کا ترک کر دینا، اسلام میں وہ معین وقت رمضان کا مہینہ ہے جسمیں خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر روز پو پھٹنے کے پہلے سے لے کر سورج کے ڈوبنے تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے کنارہ کیا جاتا ہے، رمضان کے روزے فرض ہیں اور اس کے سوائے اختیاری اور نفلی روزے بھی ہیں روزہ کا جسم کیا ہے، یہی صبح سے شام تک کھانا پینا اور مباشرت چھوڑ دینا اور روزہ کی روح آنکھوں کانوں، زبان، ہاتھ پاؤں اور جمیع اعضاء کو ایسے امور میں باز رکھنا ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ناجائز ٹھہرائے ہیں۔

روزے کا وجود حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے اور کل اقوام عالم میں اس کا وجود کم و بیش پایا جاتا ہے۔ توریت میں کئی جگہ روزہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بیابان میں چالیس روزے رکھے۔ ہندوؤں میں برت رکھنے کا عام دستور ہے۔ آریہ لوگ بھی خاص وقتوں میں روزہ رکھتے ہیں تاہم مذہب اللہ سب اقوام میں روزہ کا وجود پایا جانا اس کی فضیلت اور عظمت کا بدیہی ثبوت ہے کہتے ہیں کہ نیویارک میں ایک شخص نے چالیس دن کا روزہ رکھا، گٹھیا کے مرض میں یہ شخص مبتلا تھا۔ اب اس کا گٹھیا جاتا رہا، اسی بنا پر بعض داناؤں نے کہا ہے کہ اگر لوگ کبھی ضرورت کے وقت فاقہ کر لیا کریں۔ تو ان کے معدہ کو نہ صرف زائل شدہ طاقت حاصل کرنے میں کامیابی ہوگی، بلکہ دماغ صاف جسم ہلکا اور صحت اچھی رہیگی۔ معدہ کی کمزوری، غلاظت اور خرابی کا سب سے زیادہ اثر دماغ پر ہوتا ہے۔

پہلا:- کھانا پینا اور جماع کرنا حیوانی کام ہے، اس سے جسقدر علیحدگی اختیار کی جائے۔ اسیقدر حیوانی کاموں سے جدا ہونے اور قوت بہیمیہ کے زور گھٹ جانے کا بڑا موجب ہے۔

دوسرا:۔ تزکیہ نفس اور روحانی قوی کی ترقی پکڑنے کا باعث حرص وہوا اور طمع کی زیادتی سے نجات پانے کا موجب ہے۔

تیسرا:۔ خدا کے فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں۔ انسان بھی کم خوری کی وجہ سے اخلاق ملکی کے حصہ سے حصہ لے لیتا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ بھی کھانے پینے سے منزہ اور پاک ہے، انسان کم کھانے پینے، شہوت کی طرف کم توجہ کرنے سے ملکی صفات سے متصف اور متعلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے۔

چوتھا:۔ نفس وشیطان سے مقابلہ اور محاربہ کا ایک بڑا اوزار ہے۔ نفس کشی اور جہاد اکبر کے لئے ایک زبردست ہتھیار ہے۔ شیطان بھوکوں کو کم ستاتا ہے۔ پس شیطان کی ایذا سے نجات پانے کا اور خواہشات نفسانی سے غالب آنے کا موجب ہے۔

پانچواں:۔ ہمیشہ تکلیفات گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں، بھوک پیاس اور روزہ کی تکلیف بھی گناہوں کا ایک زبردست کفارہ ہے۔

چھٹا:۔ کوئی آدمی کسی مصیبت زدہ سے سچی ہمدردی نہیں کرسکتا جبتک مصیبت میں خود گرفتار نہ ہو چکا ہو۔ وہ لوگ جو فقرا کے حال سے غافل ہوتے ہیں، روزہ کی بھوک پیاس ان کو غرباء کی حالت کا اندازہ کراتی اور سچا ہندوستانی ہے۔ جس سے خیرات کی ترغیب ان کے دلوں میں جوش مارتی ہے۔

ساتواں:۔ بھوک، پیاس کی تکلیف جھیلنے کی وجہ سے انسان ہمیشہ کے لئے صبر واستقلال کا خوگر ہو جاتا ہے۔ کامل ایک ماہ تک بھوک پیاس کی مشق کرنے کی وجہ سے ریاضیات کا عادی ہو جاتا ہے۔

آٹھواں:۔ روزہ میں چونکہ سچی بھوک پیاس ہوتی ہے، اس لئے افطار کے وقت خواہ کیسا ہی برا بھلا کھانا مل جائے اس پر قناعت کرتا ہے۔ اور تھوڑے بہت پر قانع ہوتا ہے اس طرح سے صبر و قناعت کی عادت سیکھ جاتا ہے۔

نواں:۔ سچی بھوک کے بعد وہ جو کچھ کھاتا ہے خوب انگ لگتا ہے۔ اور اچھی طرح جزو بدن بنتا ہے۔ اسطرح صحت اور طاقت کی افزائش کا موجب ہوتا ہے۔ کم کھانا کم پینا اور کم جماع کرنا یوں بھی صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔ اسطرح بھی روزہ صحت کا محافظ ہے۔

دسواں:۔ روزہ سے انسان میں بردباری اور نرمی کی عادت پیدا ہوتی ہے بمصیبت اور تکلیف انسان کے لئے ایک بڑی بھاری تعلیم ہے۔ روزے کی تکلیف انسان کو منکسر اور بردبار بنا دیتی ہے، غرور اور تکبر کو توڑ دیتی ہے۔

گیارہواں:۔ سارے دن کی بھوک پیاس کے بعد انسان کو جب کھانا پانی ملتا ہے تو

وہ سچے دل سے خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے، اس کے سارے اعضاء اور دل سچے طور سے الحمد پکارتے ہیں اور خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں، پس روزہ خدا کی سچی شکر گذاری کی عادت پیدا کرنے والا ہے۔

بارھواں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ارشاد کے موافق روزہ دار چپ رہنا۔ اور سونا بھی عبادت میں لکھا جاتا ہے۔ یہ کسقدر روزہ کی فضیلت ہے۔

تیرھواں:۔ خدا تعالیٰ روزہ دار کی فضیلت فرشتوں کے آگے بیان فرماتا ہے۔ خاکی بندہ کی تعریف خدا تعالیٰ فرشتوں کے آگے کرے یہ کس قدر فخر کی بات ہے۔

چودھواں:۔ روزہ دار کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، یہ کتنے درجہ کی بات ہے،

پندرھواں:۔ روزہ انسان کی نجات کے لئے قیامت کے دن ایک زبردست شفیع ہے۔ جو بہشت میں لے جائے بغیر نہیں رہے گا۔

سولھواں:۔ روزہ کا ثواب اللہ تعالیٰ خاص عطا فرمائے گا۔ روزہ نصف صبر ہے اور صبر کا اجر بے انتہا ہے۔ بے انتہا کا آدھا بھی بے انتہا ہی ہوتا ہے۔

سترھواں:۔ قیامت کے دن امتیاز خاص کا موجب ہے، بہشتیوں کو وہ اجر اور امتیاز حاصل ہوگا کہ اور کسی کرنے والے کو نہیں ہوسکتا۔

اٹھارہواں:۔ قوت شہوی و غضبی کو مغلوبیت اور فضیلت خاموشی کے حاصل ہونیکا موجب ہے بھوک پیاس میں نہ تو زیادہ باتیں کرنا سوجھتی ہیں نہ غصہ اور شہوت کی طرف خیال ہوتا ہے۔

انیسواں:۔ روزہ شب بیداری کا موجب ہے جو باکمال لوگوں کی صفت ہے۔ نماز تراویح کے لئے جاگنا اور پھر سحری کے واسطے اٹھنا تمام شب تقریبًا بیداری میں گذرتی ہے۔

بیسواں:۔ قرآن شریف کا سننا۔ کلام ربانی کا پڑھنا، تراویح وغیرہ نفل ادا کرنا تمام باتیں روزہ کی برکات سے ہیں۔ رمضان کا سارا مہینہ خدا کی عبادت اور نیکی میں گذر جاتا ہے، ہر وقت انسان کی لو خدا سے لگتی ہے، تقویٰ و طہارت، پارسائی اور تمام اخلاق حسنہ کا منبع ہے، الغرض روزہ کی خوبیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ ۲۹ شعبان کے دن غور سے چاند دیکھا جائے۔ نظر آئے تو تیسویں کو روزہ رکھ لیا جائے۔ نہ نظر آئے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کرنے، اس کے بعد رمضان کی پہلی سمجھی جائے خواہ بوجہ ابر یا غبار چاند نظر آئے یا نہ آئے۔

مسئلہ:۔ رمضان کا چاند ایک ہی معتبر مسلمان کی شہادت سے سارا شہر قبول کرے۔ لیکن عید

کا چاند دو معتبر مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے قبول کیا جاوے۔
مسئلہ:۔ مطلع صاف اور کسی قسم کا گرد و غبار نہ ہو تو بہت سے آدمیوں کی شہادت درکار ہے۔
مسئلہ:۔ جس شخص نے رمضان یا عید کا چاند اکیلے دیکھا اگر اسکی گواہی قبول نہ کی جائے تو آپ دونوں صورتوں میں روزہ رکھیے۔
مسئلہ:۔ ہلال صرف دیکھنے پر مدار ہے۔ نجومیوں کا قول قابل اعتبار نہیں ہے۔
مسئلہ:۔ روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے۔ رات ہی سے کرلے تو بہتر ہے، ورنہ آفتاب کے ڈھلنے سے پہلے تک جائز ہے۔
مسئلہ:۔ سحری اخیر وقت کھانا یعنی صبح صادق سے کچھ دیر پہلے اور افطار آفتاب غروب ہوتے ہی فوراً کرنا زیادہ ثواب ہے۔
مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے یا جماع کر بیٹھے تو روزہ نہیں ٹوٹتا قصداً ایسا کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور روزہ توڑنے والے پر کفارہ لازم آتا ہے۔
مسئلہ:۔ کفارہ یہ ہے کہ کوئی غلام آزاد کرے۔ اگر یہ مقدور نہ ہو تو پے در پے دو ماہ کے روزے رکھے۔ اگر ضعف یا مرض وغیرہ کے سبب سے روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا ایک ہی فقیر کو دو وقت ساٹھ دن تک کھلاوے۔
مسئلہ:۔ ان عذروں کے سبب سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مرض، سفر، حمل، دودھ پلانا، سخت بھوک پیاس جس سے جان جانے کا ڈر ہو، بہت بڑھاپا، حیض، نفاس وغیرہ جب عذر جاتا رہے پھر قضا کرے۔ یعنی جسقدر روزے چھوٹ گئے، اسی قدر رکھ لے کبھی رکھنے کی وسعت یا طاقت نہ مل سکے تو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔
مسئلہ:۔ تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ نہ سرمہ لگانے سے نہ مسواک کرنے سے۔ ہاں میٹھی مسواک کرنا مکروہ ہے۔
مسئلہ:۔ کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا مکروہ نہیں ہے۔ غسل کرنا یا بھیگے ہوئے کپڑے ٹھنڈک کے واسطے پہننا بھی جائز ہیں۔
مسئلہ:۔ روزہ دار کو کسی چیز کا چکھنا یا چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے، ہاں اگر عورت کا خاوند بدمزاج ہو تو اس عورت کو سالن سے ذرا انگلی تر کرکے نمک چکھ لینا مکروہ نہیں۔
مسئلہ:۔ عورت کا بوسہ لینا یا اس سے ملنا جلنا مکروہ نہیں ہے۔ مگر جب انزال کا خوف ہو تو

مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر کی اور انزال ہوگیا یا یونہی خیال کرنے سے انزال ہوگیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر قصداً

مسئلہ:۔ حقہ پینے اور ناس (نسوار) لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ سینگی کھنچوانے، پچھنی لگوانے اور فصد کھلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ خوشبو سونگھنے سے خواہ کسی قسم کی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ جھوٹ، چغلی اور بدزبانی وغیرہ سے روزہ سخت مکروہ ہوجاتا ہے۔

مسئلہ:۔ ہوا کا غبار، یا چکی پیستے ہوئے آٹا، یا دوا کوٹتے ہوئے دوائی کا غبار حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ روزے میں رات کو نہانے کی حاجت ہو تو مستحب ہے کہ سحری سے پیشتر نہائے اگر بعد میں نہائیگا تو روزہ نہیں ٹوٹتا مگر ثواب کم ہوجاتا ہے۔

مسئلہ:۔ قے منھ بھر کر ہو تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تھوڑی ہو تو نہیں، اور ایسی حالت میں قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر دانتوں میں رات کے کھانے سے کوئی چیز اٹک رہے اور وہ چنے سے کم ہو تو اس کے نکل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص اپنی دبر میں انگلی داخل کرے یا عورت اپنی شرمگاہ میں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر پانی یا تیل سے تر ہو تو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور قضا لازم آتی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے ابر وغیرہ کی حالت میں بخیال غروب آفتاب روزہ کو افطار کرلیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی غروب آفتاب نہیں ہوا تھا تو قضا لازم آئے گی، کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

مسئلہ:۔ کوئی شخص جبراً کسی کے منھ میں کوئی کھانے پینے کی چیز ڈال دے تو روزہ جاتا رہا پیچھے قضا کرے۔

مسئلہ:۔ عورت کو روزہ رکھنے کے بعد حیض یا نفاس آجائے تو روزہ توڑ دے اور بعد میں رکھے۔

نماز تراویح:۔ سنت موکدہ ہے۔ نماز عشا کے بعد وتروں سے پہلے بیس رکعت چار چار رکعت کرکے یا دو دو رکعت کرکے پڑھنی چاہئیں۔ جماعت سے زیادہ ثواب ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد بقدر حاجت بیٹھ کر تسبیحات پڑھنا لازم ہے۔ تراویح میں قرآن شریف کا سننا اعلیٰ ثواب کا موجب ہے

بعض کے نزدیک آٹھ رکعت بھی ہیں۔ لیکن زیادہ صحیح بیس رکعات ہیں۔ کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بیس رکعات پڑھی ہیں۔

اعتکاف:۔ مسجد میں بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ کچھ دیر تک خدا کی خوشنودی کے لئے اسکی مدت کم از کم ایک دن سے روزہ دار کو مناسب ہے کہ آخری دنوں میں اعتکاف کرے یعنی حاجت بول و براز یا نماز جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ اس رات دن میں خدا کے ذکر و فکر میں غرق رہے، اعتکاف میں جماع کرنا اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے، دن کو ہو یا رات کو، عورت کو بغیر اجازت مرد کے اعتکاف جائز نہیں آج کل اس فعل نبوی کا بہت ہی کم رواج ہو گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دین غایت درجہ کمزور ہو گیا ہے، ہر ایک شخص بذات خود مفتی اور شیخ طریقت بنا بیٹھا ہے۔ کوئی کسی کی نہیں سنتا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

شب قدر:۔ یعنی ۲۷ ماہ رمضان کو رات بھر جاگنا اور خدا کے ذکر و فکر اور نوافل میں مصروف رہنا ہزار مہینوں کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ ہر مسلمان کو اس رات میں جاگنے کی کوشش کرنی چاہیے مگر افسوس ہے کہ لوگوں کو شب بیداری کا شوق کم ہو گیا ہے۔ ہاں فضول کاموں میں ضرور شب بیدار دیکھے گئے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت میں پرلے درجے کے سست ہو گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہدایت بخشے۔

الغرض روزے میں بیشمار فضائل و فوائد ہیں، جنکو اللہ تعالےٰ نے سمجھ عطا فرمائی ہے وہ ماہ رمضان میں خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ والنعم ماقیل

ہو کیوں نہ روزہ داروں کو فرحت حصول آج — حد سے فزوں ہے رحمت حق کا نزول آج
روزہ رکھو، نماز پڑھو، بندگی کرو — یارو یہ مفت ہوتی ہے دولت حصول آج
روزہ نہیں، یہ تحفۂ پروردگار ہے — ملتے ہیں روزہ داروں کو جنت کے پھول آج
چرچے ہیں طائروں میں یہ گلزار خلد کے — روزہ رکھے گی امت حضرت رسول آج

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صـ ۱۱ یا صـ ۲۰)

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۳۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡمَلِکِ الدَّیَّانِ الۡقَوِیِّ السُّلۡطَانِ الۡحَنَّانِ الۡمَنَّانِ الَّذِیۡ کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ اَحۡمَدُہٗ فِیۡ کُلِّ وَقۡتٍ وَّاَشۡکُرُہٗ فِی السِّرِّ وَالۡاِعۡلَانِ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ شَھَادَۃً خَالِصَۃً بِالۡقَلۡبِ وَاللِّسَانِ وَاَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ الَّذِیۡ اَرۡسَلَہُ اللّٰہُ بِالۡھُدٰی وَالۡبَیَانِ ۔ مَعَاشِرَ الۡحَاضِرِیۡنَ اِنَّ شَھۡرَ رَمَضَانَ قَدۡ عَزَمَ عَلَی الۡاِنۡصِرَافِ اَیۡنَ الۡعُیُوۡنُ الۡبَاکِیَۃُ وَاَیۡنَ الۡقُلُوۡبُ الۡخَاشِعَۃُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ الۡمَلِکِ الدَّیَّانِ لَکُمۡ سَمِعۡتُمۡ مَوۡعِظَۃً فِی الۡقُرۡاٰنِ کُلُّ مَنۡ عَلَیۡھَا فَانٍ ۔ فَاِنَّ شَھۡرَ رَمَضَانَ قَدۡ دَنٰی وَقۡتَ رَحِیۡلِہٖ وَفِرَاقِہٖ وَلَمۡ یَبۡقَ عِنۡدَکُمۡ اِلَّا کَضَیۡفٍ طَارِقٍ اَوۡ حَبِیۡبٍ

مُّفَارِقٍ اَلَا اِنَّ فِرَاقَ الْاَحْبَابِ مُرٌّ الْمَذَاقِ فَاَيْنَ مَنْ كَثُرَ
فِيْهِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فَقَدْ رَبِحَ الصَّآئِمُوْنَ وَخَسِرَ الْمُبْطِلُوْنَ
فَوَدِّعُوْا شَهْرَكُمْ بِالزَّفَرَاتِ وَالْعَبَرَاتِ السَّوَاكِبِ وَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الْقُرْاٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الْمَغْفِرَةِ وَ
وَالْعِتْقِ مِنَ النِّيْرَانِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّارَ الْقُلُوْبِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا شَهْرَ كَفَّارَةِ الذُّنُوْبِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرًا فِيْهِ
لَيْلَةٌ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اَلْوِدَاعُ اَلْوِدَاعُ يَا شَهْرَ رَمَضَانَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ لَيَالِيَ الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ السَّيِّاٰتِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهْرَ الْخَيْرَاتِ وَالْبَرَكَاتِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا شَهْرَ الصَّدَقَاتِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا شَهْرَ التَّرَاوِيْحِ وَالتَّسَابِيْحِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا شَهْرَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ قَابِلٍ
اِسْتَقْبَلْنَا وَيَا خَيْرَ رَاحِلٍ وَّمُسَافِرٍ عَنَّا وَدَّعْنَاهُ ط اَلْوِدَاعُ

اَلْوِدَاعُ یَا شَهْرَ رَمَضَانَ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

اکتیسواں وعظ دربیان عشرہ اخیر ماہ رمضان

حضرات :- اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان یعنی رمضان کا مہینہ ایسا ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا جو لوگوں کا راہنما ہے اور جس میں ہدایت وامتیاز حق وباطل کے صاف صاف حکم ہیں۔

غرض اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس ماہ مبارک کا وہ عشرہ شروع ہوگیا جسکی فضیلت اور عظمت ماہ مبارک کے تمام دنوں کی نسبت اعلیٰ وافضل احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہے۔ اور جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس عشرہ میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اسی عشرہ میں لیلۃ القدر ہے جسکی فضیلت میں قرآن مجید کی پوری ایک سورۃ نازل ہوئی ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

اور اسی عشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے، بیسواں روزہ اپنی مسجد اقدس میں افطار فرماکر پھر وہاں سے باہر نہ نکلتے تھے، عید کا چاند دیکھکر پھر اپنے دولت سرا میں تشریف لاتے تھے، غرض یہ پورا عشرہ آپ کا مسجد اقدس ہی کے اندر صرف ہوتا تھا۔ پھر جو جو عبادتیں آپ اس زمانے میں کرتے تھے ان کی کیفیت نہ بیان ہوسکتی ہے نہ لکھی جاسکتی ہے۔

حضرات! یہی وہ عشرہ ہے جس میں جبرئیل علیہ السلام حضور نبوی میں آکے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، مسلمانو! دور کا مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو سناتے تھے، اور ایک دفعہ رسول خدا صلعم جبرئیل علیہ السلام کو سناتے تھے، غرض ہر سال اسی اخیر عشرہ میں یہ دورہ ہوتا تھا۔ اور جس قدر قرآن مجید اس وقت تک نازل ہو چکا ہوتا وہ سب پڑھا جاتا تھا۔ اگر نازل شدہ قرآن کا کوئی حصہ جبرئیل نہ پڑھتے تھے تو سمجھ لیا جاتا تھا کہ وہ حصہ منسوخ ہو چکا ہے، غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی اس دور میں بعض بعض صحابہ کو بھی شریک کر لیا کرتے تھے، چنانچہ جب آپ کی عمر مبارک کا آخری رمضان آیا تو آپ نے بجائے دس دن کے بیس دن اعتکاف کیا اور قرآن مجید کے دور کے لئے جب جبریل علیہ السلام آئے تو آپنے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شریک کیا۔ یہی وجہ تھی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو کتابت قرآن مجید کے لئے منتخب کیا۔

حضرات! اعتکاف کیسی عمدہ عبادت ہے اسلام کے سوا کوئی اور مذہب نہیں دکھلا سکتا کہ اس نے دین و دنیا کو ایک جگہ جمع کر دیا ہو۔ کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں ایک دنیادار باوجود دنیاداری کے زاہد عبادت گذار بھی کہا جا سکے۔ یہ توسط واعتدال اسلام کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ اسلام کی ان پسندیدہ عبادتوں میں سے جن پر عمل کرنا دوسرے مذاہب میں سوا تارک الدنیا عزلت گزیں لوگوں کے اور کسی کے امکان میں نہ تھا۔ اعتکاف ہی ہے مگر افسوس کہ اس زمانہ میں یہ سنت بالکل معدوم ہوتی جاتی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں جہاں لاکھوں مسلمان رہتے ہیں، شاید ہی دو ایک آدمی اس سنت کو ادا کرتے ہوں، کیا اگر پورے دس روز کی مہلت نہیں مل سکتی تو اس عشرے میں ایک دن کی بھی فرصت اعتکاف کے لئے نہیں نکالی جاتی۔

مجھے امید ہے کہ جو برادران اسلام پورے عشرہ کی مہلت نہ پاتے ہوں، وہ ایک دن یا دو دن یا چار دن جسقدر مہلت پائیں اس سنت کو ادا کرنے کی طرف توجہ کریں گے۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک چونکہ اعتکاف کے لئے صوم شرط ہے اس لئے ایک دن سے کم اعتکاف ان کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ انھیں کچھ شرم نہیں آتی کہ ماہ رمضان میں بے تامل علانیہ گھروں میں خصوصًا اور بازاروں میں عمومًا کھانا کھاتے اور بے دھڑک حقہ وغیرہ پیتے ہیں۔ اس سے زیادہ اسلام کی توہین اور مسلمانوں کی دل آزاری کیا ہوگی۔

مجھے اکثر غیر اقوام کے شرفا اور مہذب لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ جب ماہ رمضان میں کسی مسلمان سے ملتے ہیں تو اس کے سامنے کھانے پینے سے بہت پرہیز کرتے ہیں۔

سمجھتے ہیں کہ اس میں اسکی دل آزاری ہوگی، اور اس مبارک مہینے کی جسکی عظمت ان کے یہاں بہت کچھ ہے توہین ہوگی۔ مگر معلوم نہیں کہ ان مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے جنہیں اتنا بھی خیال نہیں آتا اگر تم روزہ نہیں رکھتے تو اپنے گھر میں خلوت میں بیٹھ کر منھ کالا کیا کرو۔ اسکی کیا ضرورت ہے کہ تم اور مسلمانوں کا دل دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان نام کے مسلمانوں کو پکا مسلمان بنائے اور صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ اور ماہ رمضان کی فضیلت و برکت ان کے دلوں کو اور سینوں میں جاگزیں ہو، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

سلطان زماں حضرت ماہ رمضاں ہے	کیا شان ہے کیا شوکت ماہ رمضاں ہے
در بند ہیں دوزخ کے تو جنت کے کھلے ہیں	دیکھو تو عجب برکت ماہ رمضاں ہے
پیغمبر برحق نے کہے اس کے بہت وصف	قرآں میں لکھی مدحت ماہ رمضاں ہے
اک فرض ادا ہووے تو ستر کا ملے اجر	مرغوب خدا طاعت ماہ رمضاں ہے
کچھ فرض سے کم اسکو نہ رتبے میں سمجھنا	جو تم نے پڑھی سنت ماہ رمضاں ہے
قرآں کا نزول آہیں اسی میں ہے شب قدر	کیا رتبہ کیا عزت ماہ رمضاں ہے
ہر صائم عاصی کی شفاعت یہ کرے گا	کیا صل علی ہمت ماہ رمضاں ہے
ہو کر کے سپر آتش دوزخ سے بچائے	دن حشر کے یہ شفقت ماہ رمضاں ہے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صلا یا صـ ۲۰)

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۳۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ

بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ ط شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ
وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ
فَلْیَصُمْہُ ط وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ
اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُکْمِلُوا
الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۰
وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ
اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ
یَرْشُدُوْنَ ۰ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ
ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ
تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ ج
فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَکُلُوْا
وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ
الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وَلَا

تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ط تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ٥

تیسواں وعظ دربیان فضائل ماہ رمضان

اے عزیزو سنو کہ بے قرآن — حق کو پاتا نہیں ہے انسان

جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں — ان پہ نیکی کا کچھ اثر ہی نہیں!

ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر — اس سے ملتا ہے خالق اکبر

کوئے حق میں یہ کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے

دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینے کو خوب صاف کرتا ہے

راہ نیکی کی یہ دکھاتا ہے — کجروی سے یہی بچاتا ہے

شرک کو دل سے دور کرتا ہے — کبر و نخوت کو چور کرتا ہے

سینے میں نقش حق جماتا ہے — دل سے غیر خدا اٹھاتا ہے

بحر حکمت ہے یہ کلام تمام — عشق حق کا پلاتا ہے یہ جام

دل کے اندھوں کی ہے دوا یہ ہی — سرمہ ہے بس خدا نما یہ ہی

اس کے منکر جو بات کہتے ہیں — سر بسر واہیات کہتے ہیں

دل سے حق کو بھلا دیا ہیہات — دل کو پتھر بنا لیا ہیہات

مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر رسول اللہ صلعم کی نبوت کے پہلے رمضان میں نازل ہو گیا تھا۔ اور وہاں سے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت رسول اللہ صلعم پر نازل ہوتا رہا۔ غرض یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں تمہارے مذہب کی بنیاد قائم ہوئی۔ کیونکہ قرآن مجید و فرقان حمید جو دین اسلام کی بنا ہے، اسی مہینے میں نازل ہوا۔ اس سے زیادہ باعظمت زمانہ اور کون ہوگا۔ اس لئے تمہیں چاہیئے کہ ہر سال اس مہینے میں خدا کی عظیم الشان نعمت کو یاد کر کے اس کی شکر گذاری کیا کرو۔ اور جو طریقہ عز سبحانہ نے اپنی شکر گذاری کا بتایا ہے اس پر دل و جان سے عامل رہو۔ چنانچہ اس نے اپنی شکر گذاری کا طریقہ اس مہینے میں یہ قرار دیا ہے۔

یعنی جو شخص تم میں سے اس مہینے کو پائے، اسے چاہئیے کہ اس مہینے میں روزے رکھے، پس اگر تم نے اس مہینہ کو پایا، اور بغیر عذر شرعی تم نے روزہ نہ رکھا، تو تم نے خدا کی اس نعمت کی سخت ناشکری کی اور اس ربانی فرمان کی مخالفت سے تم اس قابل نہ رہے کہ اپنا نام درحقیقت ننگ اسلام ہے، مسلمانوں کے مقدس گروہ کی فہرست میں دکھاؤ۔ اللہ تبارک وتعالےٰ قطعی حکم دے چکا ہے، اسلامی شریعت کا ہر بالغ، عاقل مسلمان مرد اور حیض ونفاس سے پاک عورت پر روزے کی فرضیت کا اعلان ہوچکا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم مسلمان ہوکر روزہ نہ رکھو دیکھو اسلام کا دعویٰ کرنا اور پھر کھلم کھلا اسلامی احکام کی مخالفت کرنا اسلام کی بڑی توہین ہے۔

روزہ رکھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، پس روزہ اسی کو کہتے ہیں کہ تم رات کو اپنے دل میں یہ نیت کرلو کہ میں محض اللہ کی خوشنودی کیلئے کل روزہ رکھوں گا۔ پھر صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کوئی چیز، دوا یا غذا اپنی خواہش کی نہ کھاؤ۔ اور نہ پیو اور اپنی بیبیوں کے ساتھ استراحت بھی نہ کرو جب غروب آفتاب ہوجائے فوراً افطار کرو، پھر صبح کاذب تک خوشی سے کھاؤ پیو آرام کرو، دن کے وقت قصداً اگر اس کے خلاف کروگے تو روزہ جاتا رہے گا بعض صورتوں میں کفارے کے ساتھ روزے بھی رکھنے پڑیں گے۔ ہاں بھولے سے معاف ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل مسلمانوں کو اپنے دین کی محبت اور اپنے منعم حقیقی کی اطاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ وہ خداوندی احکام اور ربانی فرامین کی اتنی بھی وقعت نہیں کرتے، جتنی ایک رعایا اپنے دنیاوی بادشاہ کی وقعت کرتی ہے جن لوگوں کو مال کی طرح مذہب بھی میراث میں ملا ہے۔ وہ مذہب کی کیا قدر جانیں؟

بڑی غیرت اور شرم کی بات ہے کہ مشرک اور کافر اپنے معبودان باطل کی اطاعت میں ایسے سرگرم اور ہم اپنے معبود حقیقی کی فرمانبرداری سے ایسے بیزار ہیں اس سے بھی غیرت نہیں آتی کہ ہماری ان نافرمانیوں اور بدکاریوں کا نہایت قبیح اور برا اثر ہمارے سچے اور پیارے مذہب اسلام پر پڑ رہا ہے غیر مذہب والوں کو ہماری یہ حالت دیکھ کر اسلام سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ ہم بجائے دین کی خدمت کرنے کے اسمیں رخنہ اندازی اور داغ لگانا چاہتے ہیں ایک نے اسلام کے نام کو روشن کردیا، اور ایک ہم ہیں کہ اسلام کے نام کو مٹاتے ہیں اور ہم سے تو غیر اقوام بھی نفرت کرتی ہیں، اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو رشد وہدایت بخشے۔ آمین ثم آمین۔

الغرض اب میں آیت زیربحث کا ترجمہ کرکے وعظ کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ

اپنی کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینت من الھدی والفرقان یعنی رمضان کا مہینہ ایسا ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت وامتیاز حق و باطل کے صاف صاف حکم ہیں فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ یعنی پھر جو شخص تم میں سے یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یعنی اور جو تم میں سے بیمار ہو، یا سفر میں ہو، تو لازم ہے گنتی دوسرے دنوں سے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یعنی اللہ تعالے چاہتا ہے تم پر آسانی کرنی اور نہیں چاہتا سختی کرنی ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدیکم ولعلکم تشکرون یعنی اور تاکہ تم گنتی پوری کرو، اور بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم سیدھی راہ دکھلائی اور تاکہ تم احسان مانو واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ یعنی اور (اے محمد) جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے میری بابت تو کہہ دے کہ میں پاس ہی ہوں اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنی قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کہ جب مجھ سے دعا کرتا ہے فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی یعنی تو چاہئے کہ وہ بھی میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں لعلھم یرشدون تاکہ وہ سیدھا راستہ پائیں احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم یعنی حلال کر دیا گیا تمھارے لئے روزوں کی راتوں میں پاس جانا اپنی بیویوں کے ھن لباس لکم وانتم لباس لھن وہ تمھارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم۔ یعنی اللہ تعالے نے معلوم کیا کہ تم چوری سے اپنے نقصان کرتے تھے فتاب علیکم وعفا عنکم تو اس نے معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے فالئن باشروھن تو اب تم ہمبستر ہو لیا کرو ان عورتوں سے وابتغوا ما کتب اللہ لکم اور چاہو جو اللہ نے لکھ دیا تمھارے لئے وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر اور کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ صاف نظر آنے لگے تمھیں صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے ثم اتموا الصیام الی اللیل پھر پورا کرو روزوں کو رات تک ولا تباشروھن وانتم عاکفون ورنہ ہمبستر ہونا ان سے دراں حالیکہ تم اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجدوں میں تلک حدود اللہ فلا تقربوھا کی حدیں ہیں، تم ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ کذلک یبین اللہ اٰیتہ للناس لعلھم یتقون ۝ اسی طرح صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ اپنی نشانیوں لوگوں کے لئے تاکہ وہ پرہیزگار رہیں۔

حضرات! یہ جمعہ مبارک ماہ رمضان کا آخری جمعہ ہے جس کے آنے سے ماہ رمضان کے تمام ان فضائل و برکات کا خاتمہ ہو جاتا ہے جس کی تفصیل مفصلہ ذیل اشعار سے ہوتی ہے۔

افسوس تو رخصت ہوا ماہ مبارک الوداع	رو رو کے دل نے یوں کہا ماہ مبارک الوداع
مدت سے تھے ہم منتظر شکر خدا آیا تو پھر!	پر حیف جلدی چل دیا ماہ مبارک الوداع

تجھ میں اک شب قدر تھی صد ہا مہینوں سے بھلی ! — صل علیٰ صل علیٰ ماہ مبارک الوداع !

قرآن بھی نازل ہوا ہم کو شرف حاصل ہوا — اے وائے ہیں غافل رہا ماہ مبارک الوداع

جنت کے دروازے کھلے دوزخ کے دروازے بند تھے — خالق کی تھی کیا کیا تھی عطا ماہ مبارک الوداع

دوزخ کے اندر بالیقین تھا شیطان لعین ! — مومن عذابوں سے رہا ماہ مبارک الوداع

پڑھتے تھے قرآن روز و شب کہتے تھے سبحان لوگ سب — ہر لحظہ تھا فرحت فزا ماہ مبارک الوداع

پڑھتا تھا سنت کوئی جب یا کوئی پڑھتا مستحب — پاتا ثواب اک فرض کا ماہ مبارک الوداع

جو فرض ادا تجھ میں کرے اجر اس کو ستر کا ملے — تھا ایمن رحمت سے بھرا ماہ مبارک الوداع

جو منہ میں ہر صائم کے بو آتی ہے وہ اللہ کو — ہے مشک سے بھی کچھ سوا ماہ مبارک الوداع

اب کوچ ہے پیش نظر آنکھوں میں اشک آتے ہیں بھر — کرتا ہے دل آہ و بکا ماہ مبارک الوداع

رخصت ہے دل پر الم فرقت سے جاں پر سخت غم — شدت سے ہے رنج و عنا ماہ مبارک الوداع

تو ماہ ہے استغفار کا اور طاعت غفار کا — کچھ بھی ہم سے ہو سکا ماہ مبارک الوداع

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند وبار برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صـ ۱۱ یا صـ ۲۰)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۳۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ

شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّھْدِ ی اللّٰہُ فَلَا
مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَ نَا وَمَوْلٰنَا
وَشَفِیْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ
بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ
اللّٰہَ شَیْئًا ط اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ
بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَی اللّٰہِ
الْمَصِیْرُ ہ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ
ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ وَ
یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْھَا مِنْ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ
بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَصْرِفُہٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ یَکَادُ سَنَا

بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۝

تینتیسواں وعظ دربیان زکوٰۃ

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ مال خرچ کرنے کا ذکر فرماتا ہے، اور جو لوگ خرچ کرنے میں بخیلی کرتے ہیں ان کی سزا بیان کر کے ڈراتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے جو لوگ مال خرچ کرنے میں بخیلی کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بخیلی کرنا ان کے حق میں بہتر ہوگا۔ ہرگز ایسا نہیں ہے بل ھو شر لہم بلکہ وہ تو ان کے حق میں بہت برا ہوگا۔ (کیونکہ) سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ عنقریب وہ مال جس میں بخل کیا ہے قیامت کے دن طوق بنا کر بخیلوں کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

مسلمانو! طوق کے لفظ سے کوئی صاحب وہ طوق نہ سمجھ لیں جو زیوروں میں داخل ہے اور اس سے خوش نہ ہو جائیں کہ طوق بنا کر پہنایا جائے گا تو اور بھی اچھا ہوگا کہ وہاں بھی کل مال حفاظت کے ساتھ گلے میں زیور رہے گا۔ نہیں بلکہ طوق کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے جس کو خدا مال دے اور وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ مال قیامت کے دن اس کے لئے ایک سانپ بنایا جائے گا۔ جسکی دونوں آنکھوں پر سیاہ نقطے ہوں گے اور یہ سانپ بطور طوق اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ اور اس کے منہ کو دونوں طرف سے پکڑ کر ہمیشہ کے لئے کاٹتا رہے گا۔ اللھم احفظنا

یاد رہے کہ زکوٰۃ کو بھی صدقہ کہتے ہیں، اس لئے کہ زکوٰۃ کا دینا دلیل ہے دینے والے کے صدق کی صحت ایمان کے دعویٰ میں یعنی زکوٰۃ دینے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دینے والے کے ایمان کے صحیح ہونے کا دعویٰ سچا ہے اگر وہ دعویٰ کرے کہ میں پورا مسلمان اور باایمان ہوں تو یہ دعویٰ اس کا سچ ہے۔ اور اگر زکوٰۃ نہ دینے والا ایسا دعویٰ کرے تو اس کا یہ دعویٰ محض زبانی جمع خرچ ہے۔

الغرض! جس طرح زکوٰۃ دینا سچے ایمان کی دلیل ہے ویسا ہی بخیلی بے ایمانی کی نشانی ہے۔ چنانچہ ذیل کی احادیث صحیحہ اس دعویٰ کے ثبوت میں شہادت دیں۔

(۱) ترمذی میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان والے میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں ایک بخل اور دوسری بدخلقی۔

(۲) ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بخیلی اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے۔

(۳) ترمذی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس حدیث کا ترجمہ فارسی زبان میں شیخ سعدی نے اپنی مشہور کتاب کریما میں کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

بخیل ار بود زاہد بحر و بر! بہشتی نباشد بحکم خبر

(۴) صحیح بخاری میں ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا، آپ کعبہ مکرمہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپ فرمانے لگے کہ پروردگار کعبہ کی قسم! وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کون ہیں، ارشاد فرمایا کہ جن کے پاس مال زیادہ ہو، مگر ہاں جو اس مال آگے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور ایسے بہت کم لوگ ہیں۔

کہتے ہیں کہ کسی نے شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ سنت کیا ہے؟ فرمایا کہ دنیا کا ترک کرنا۔ پھر پھر پوچھا کہ زکوٰۃ کی مقدار کیا ہے؟ فرمایا کہ کل مال کو اللہ کی راہ میں دیدینا سائل نے متعجب ہو کر کہا یہ ٹھیک نہیں کہ پانچ درہم دوسو درہموں سے دئے جائیں (جیسا کہ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے) فرمایا کہ یہ بخیلوں کے لئے ہے۔ پھر اس نے پوچھا؟ کہ آپ کے اس مذہب کا امام کون؟ فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنا مال تصدق کر دیا حتیٰ کہ پاس صرف ایک کمل ہی رہ گیا

تھا، پھر اس سائل نے پوچھا کہ آپ اس بارہ میں قرآن شریف سے کوئی دلیل رکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے نفسوں اور مالوں کو مول لے لیا ہے۔ پس جس مال کو بیچا اسے اپنے کل مال کا حوالہ کر دینا لازم ہے کیونکہ مال اسم عام ہے۔

اللہ اکبر:- بزرگان دین کے کیسے کیسے گہرے خیالات ہیں کہ وہ عوام الناس کے لئے ایک زندہ مثال اور نمونہ چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

الغرض! دینی خرابی کے علاوہ دنیوی نقصانات بھی جو بخیلی سے ہوتی ہیں بہت اور بکثرت ہیں اور خیرات وزکوٰۃ سے جو برکتیں ہوتی ہیں وہ بھی بے حد وبے شمار ہیں لیکن مختصر طور پر اس مضمون کی چند حدیثیں حاضرین کی پختگی ایمان کے لئے بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی اور محتاجوں کا حق اسمیں ملا ہوا رہ جاتا ہے وہ مال تباہ ہو جاتا ہے اور محتاجوں کا حق اس کا ستیاناس کر ڈالتا ہے۔

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص کہیں جنگل میں کھڑا تھا۔ یکایک اس نے ابر میں ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے فلاں شخص (کسی کا نام لے کر) کے باغ میں پانی پہونچا دے (اس آواز کے ساتھ ہی) ابر ایک طرف چلا اور پتھروں کی زمین پر خوب پانی برسا اور وہ کل پانی ایک نالی میں جمع ہو کر ایک طرف کو بہ نکلا وہ شخص بھی یہ تماشا دیکھ کر جدھر پانی جارہا تھا۔ اسی طرف چلا تاکہ معلوم کرے کہ وہ کون خدا کا مقبول بندہ ہے جس کے ساتھ خدا کی اسقدر نوازش ومہربانی ہے۔

الغرض کچھ دور جا کر وہ باغ نظر آیا جسمیں پانی جارہا ہے، ایک شخص کو دیکھا کہ باغ میں ہر طرف ضرورت کی جگہوں پر پانی پہونچانے کا اہتمام کر رہا ہے۔ اس سے جو نام دریافت کیا تو وہی نام بتاما جو اس نے ابر میں سنا تھا۔ پھر اس باغ والے نے اس شخص سے نام دریافت کرنے کی وجہ پوچھی، تو اس نے ابر کی آواز سننے کا سارا قصہ بیان کر کے اس باغ والے سے پوچھا کہ اس باغ میں کونسی ایسی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے خدا کی ایسی مہربانی ہے؟ باغ والے نے کہا خیر تو پوچھتا ہے تو میں تبلا دیتا ہوں کہ اس باغ میں جو کچھ پیداوار ہے اس کی ایک تہائی تو للہ محتاجوں کو دیتا ہوں، ایک تہائی خود کنبے کے ساتھ کھاتا ہوں اور باقی ایک تہائی اسی باغ کی ضرورتوں پر خرچ کرتا

ہوں یہی وجہ تھی کہ اس باغ میں پیداوار زیادہ ہوتی تھی اور برکت بھی زیادہ اور خود اللہ تعالیٰ کو اس کی آبادی کا خیال رہتا تھا۔

الحاصل زکواۃ وصدقہ نکالنے سے مال میں اور بھی ترقی اور برکت ہوتی ہے، کوتہ اندیش بخیل جیسا سمجھتے ہیں کہ مال کم ہوجائے گا یہ ان کی یقینی غلطی اور کم فہمی ہے، دیکھئے اس مرض کے حکیم شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کیا ہی خوب نسخہ تجویز فرماتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

زکواۃ مال بدر کن کہ فضلہ رزرا چوں باغباں ببرد بتیتر دہد انگور

حضرات! اول تو اس کا تجربہ ہوچکا ہے کہ زکواۃ صدقہ دینے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔گو اسوقت ظاہراً کسی قدر نکل جاتا ہے، لیکن پھر کسی موقعہ پر اس سے زیادہ آجاتا ہے اور دوسرے اگر بالفرض کم ہی ہوگیا ہے، آخر اپنے حظوظ اور لذات میں جو ہزاروں روپیہ خرچ ڈالتے ہو وہ بھی تو کم ہی ہوتا ہے۔سرکاری ٹیکس اور محصول میں بہت کچھ دینا پڑتا ہے اگر نہ دو تو باغی اور مجرم قرار دئے جاؤ۔آخر اسمیں تو گھٹتا ہے پھر اس کو خدائی ٹیکس سمجھو، تیسرے یہ کہ یہاں گو کم ہوتا ہوا نظر آتا ہے مگر وہاں جمع ہوتا ہے۔آخر ڈاکخانہ یا کسی اور بنک میں روپیہ جمع کرتے ہو، تمھارے قبضہ سے تو نکل ہی جاتا ہے، مگر اتنا اطمینان ہوتا ہے کہ معتبر جگہ جمع پڑا ہوا ہے نفع بڑھتا ہے، اسی طرح صاحب ایمان کو خداوند جل شانہ کے وعدوں پر اعتماد کرکے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہاں جمع ہو رہا ہے اور قیامت کے روز اصل مع نفع کے ایسے موقعہ پر ملے گا کہ اسوقت بہت ہی سخت ضرورت ہوگی، اس کے علاوہ مال کی حفاظت کے واسطے چوکیدار نوکر رکھتے ہو اس کی تنخواہ دینی پڑتی ہے، باوجودیکہ یہ مقدار گھٹ جاتی ہے مگر اس ڈر سے کہ تھوڑی بچت کے واسطے کہیں سارا روپیہ چوری نہ ہوجائے، یہ رقم صرف کرنا گوارا کرتے ہو، اسی طرح زکواۃ کے ادا کرنے کو مال کا محافظ سمجھو، حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ زکواۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہوجاتا ہے۔چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس کسی کے مال میں زکواۃ مخلوط ہوتی ہے، وہ اس مال کو ہلاک کردیتی ہے (اس کو بخاری رح نے اپنی تاریخ میں روایت کیا) اور حمیدی نے اسقدر اور زیادہ کیا ہے کہ تجھ پر زکواۃ واجب ہوئی ہو اور تو نے اس کو نہ نکالا تو یہ حرام اس حلال کو بھی لے ڈوبتا ہے پس اپنے مال کی حفاظت کے لئے اس کو چوکیداروں کی تنخواہ ہی سمجھ لیا کرو، علاوہ ازیں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو حاجت مندوں کے لئے کچھ نہ کچھ خرچ کرنا پڑتا ہو، کاش اگر حساب کرکے خرچ کریں تو زکواۃ نہایت سہولت سے ادا ہوجائے۔

مسلمانو! زکواۃ کے ادا کرنے کے واسطے نہایت ہی آسان علاج میں ایک تو یہ کہ بالیقین معلوم

کرکے ایک روز اس مال کو چھوڑ کر ملک عدم میں جانا ہے اور بعدہ وارث اس مال کو بیدریغ اڑائینگے اور زکواۃ نہ دینے کا مواخذہ میرے سر پر رہے گا، دوسری تدبیر یہ ہے کہ جب کسی فقیر کو جس قدر دے تو ادائے زکواۃ کی نیت سے اور اس مقدار کو ساتھ ساتھ لکھتا جائے پس جب سال پورا ہو جائے تو حساب کرنے اگر انصاف کی مقدار کم ہو تو باقی ادا کرے، اگر زاید ہو تو سال آیندہ کی زکواۃ سے محسوب کرے کیونکہ وقت سے پہلے بھی زکواۃ دینا جائز ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی نے فقیر کو بلا نیت کچھ روپیہ دے دیا بعدہ یہ نیت کی کہ یہ روپیہ زکواۃ میں دیا تو وہ روپیہ اگر فقیر کے ہاتھ میں موجود ہے تو یہ نیت درست ہوگی یعنی زکواۃ سے اس کا حساب ہو جائے گا وہ محسوب نہ ہوگا۔ (درمختار وفتاوی عالمگیری)

الغرض آدمی کو چاہیئے کہ اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ جب میں پیدا ہوا تھا تو میرے پاس کیا تھا؟ ایک بالشت بھر بھی کپڑا نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو پیدا کیا قوت دی، کھانا دیا، دولت اسباب دیا اور نعمت ایمان بھی عطا کی۔ علاوہ ازیں اس لئے حکم کیا کہ میرے محتاج بندوں پر احسان کیا کرو، میں اس احسان کے عوض میں تم پر رحمت کروں گا، اور تمھارے مال و اسباب میں ترقی بخشوں گا۔ اور آخرت میں بھی راحت دوں گا۔

آپ میں آپ کو یہ بتلاتا ہوں کہ جس مال کی زکواۃ ادا کر دی جائے اس کا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا چنانچہ حال ہی کا ایک سچا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ :۔

شہر دہلی میں ایک دوکاندار کا مال کثیر تجارت کا کسی کے مکان میں رکھا تھا، اور اس کا مالک جامع مسجد میں بانتظار نماز بیٹھا تھا کہ اتنے میں اس کے ملازم نے آکر خبر دی کہ جناب والا اسباب کے مکان میں آگ لگ گئی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اب تو جماعت تیار ہے نماز پڑھ کر آؤں گا تو پھر دیکھا جائیگا جماعت نماز کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا، خیر اس نے نہایت ہی اطمینان سے جماعت کے ساتھ پڑھی اور حسب معمول نماز سے فارغ ہو کر دوکان کی طرف گیا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ صاحب آپ کے جلدی خبر نہ لینے سے سارا مکان جل کر خاکستر ہو گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے کامل یقین ہے کہ مکان تو جل گیا ہے لیکن میرا مال نہیں جلا ہوگا کیونکہ میں نے اس مال کی زکواۃ گن گن کر پوری دی ہوئی ہے، پس جب راکھ وغیرہ کو علیحدہ کرایا گیا تو اس کا مال و اسباب محفوظ نکلا اور کچھ بھی نقصان نہ ہوا مسلمانو! اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ زکواۃ دینے والوں کے مال کی حفاظت غیب سے ہوا کرتی ہے

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ　　کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ !

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند وباز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند۔ (خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو صا یا صا)

خطبة الاولٰی نمبر ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَ
نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ
وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ
سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ
بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ
اللّٰهَ شَيْئًا ط اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۝ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۚ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ

چونتیسواں وعظ در بیان زکوٰۃ

حضرات! اللہ تبارک تعالے اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ مال خرچ کرنے میں بخیلی کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بخیلی کرنا ان کے حق میں بہتر ہوگا۔ (ہرگز ایسا نہیں ہے) بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ بلکہ وہ ان کے حق میں بہت ہی بدتر ہوگا کیونکہ سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ عنقریب وہ

مال جس میں بخل کیا ہے وہ قیامت کے دن طوق بنا کر بخیلوں کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

مسلمانو! حدیث میں اس طوق کی اس طرح تشریح آئی ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکوتہ مثل لہ مالہ یوم القیامۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیمۃ یاخذ بلھزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک (رواہ البخاری) یعنی بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکو اللہ مال دے اور وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ مال اس کا قیامت کے دن اس کے سامنے ایک مار سیاہ کی شکل میں کر دیا جائے گا جس کے دو نقطے ہونگے وہ قیامت کے دن اسکی گردن میں لپٹ جائے گا۔ اور اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑلے گا۔ پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔

غرض طوق بنانے کا مطلب یہی ہے، جو اس حدیث سے معلوم ہوا ہے، اور سانپ کی یہ صورت جو اس حدیث میں بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ گنجا ہوگا اور اسکی آنکھوں پر سیاہ نقطے ہوں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت کا سانپ بہت ہی زہریلا اور کئی دنوں تک زندہ رہتا ہے۔

روی ان امراۃ من اھل الیمن اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنت لھا وفی ید بنتھا مسکتان غلیظتان من ذھب فقال اتودیان زکوۃ ھذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک اللہ عزوجل بھما یوم القیمۃ سوارین من نار قال فخلعتھما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ھما للہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ النسائی) یعنی نسائی شریف میں مروی ہے کہ ایک عورت یمن کی مع اپنی بیٹی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسکی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے تو آپ نے پوچھا کہ تم اسکی زکوٰۃ دیتی ہو وہ بولی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں تم کو قیامت کے دن آگ کے دو کنگن پہنائے تو اس نے دونوں اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیے۔ کہ یہ اللہ و رسول کی خوشنودی کے لئے زکوٰۃ میں پیش کئے جاتے ہیں۔

عن ام سلمۃ قالت کنت البس اوضاحا فقلت یا رسول اللہ اکنز ھو فقال ما بلغ ان تودی زکوۃ فزکی فلیس بکنز (رواہ ابو داؤد) یعنی ابوداؤد میں ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں کنگن پہنتی تھی تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ بھی کنز ہے (یعنی جو سزا مال کے جمع کرنے کی ارشاد ہوئی ہے کیا یہ بھی اس میں داخل ہے)، تو آپ نے جو مال اس حد کو پہنچے کہ اسکی زکوٰۃ دینی چاہئے پھر اسکی زکوٰۃ دے دی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔

کتب عمر الی ابی موسیٰ ان یامر قبلك من نساء المسلمین ان یتصدقن من حلیتھن (کنز العمال)
یعنی کنز العمال میں مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰؓ کو لکھا کہ تم اپنی طرف کی مسلمان عورتوں کو یہ حکم دو کہ وہ اپنے زیوروں کی زکوٰۃ دیں۔

مسلمانو! زیوروں میں کچھ تخصیص نہیں ہے کہ وہ استعمال میں آتے ہوں یا نہیں معلوم ہوا کہ ہر حال میں ان پر زکوٰۃ فرض ہے، یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ افسوس! کہ آج کل کے نام کے مسلمان زیوروں کی زکوٰۃ دینے کا کوئی نہ کوئی حیلہ بہانہ سوچتے رہتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں کہ زیوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے کیونکہ زیور خود بخود گھستے رہتے ہیں جس کے باعث وہ مالیت میں کم ہوتے رہتے ہیں گویا اس طرح خود بخود ان کی زکوٰۃ نکلتی رہتی ہے۔

مسلمانو! یہ خیال محض شیطانی وسوسہ ہے۔ کیونکہ یہ بات کئی وجوہات سے غلط ثابت ہوسکتی ہے، اول یہ کہ مسلمانوں کے نزدیک صحیح حدیث کے مقابلہ میں ایسے واہی خیالات کی کیا حیثیت اور قدر ہوسکتی ہے۔ دوم زکوٰۃ کا مصرف دیکھنا چاہیئے کہ کس کو اور کس جگہ زکوٰۃ دینی درست ہے پس شرط تو اس میں بالکل مفقود ہے کیونکہ زیور تو خود بخود گھستے ہیں اور وہ کمی جو اس میں پیدا ہوجاتی ہے، بھلا اس سے کوئی مستفید ہوسکتا ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک شخص کا کچھ روپیہ دریا میں گر گیا۔ اس نے بہت تلاش کی لیکن ناکامیاب ہوا۔ آخرالامر اس نے یہ خیال کرلیا کہ چلو خدا کے نام پر ہی سہی، گویا جب ہاتھ نہ لگا تو خدا کا نام یاد آگیا۔ اللہ تعالیٰ ان رموز لایعنی کو خوب جانتا ہے، خدائے تعالیٰ ان نام کے مسلمانوں کو ہدایت بخشے اور ایسے واہی اور لغو خیالات و وساوس شیطانی سے محفوظ رکھے آمین!

دیکھئے اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃ توبہ کے پانچویں رکوع میں ارشاد فرماتا ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ یعنی جو لوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے) فبشرھم بعذاب الیم تو اے محمد صلعم ان کو خوش خبری سنا دے دردناک عذاب کی یوم یحمی علیھا فی نار جھنم جس دن وہ مال تپایا جائے گا دوزخ کی آگ میں فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم پھر ان (اموال) سے داغ دیے جائیں گے ان کے ماتھے (اس واسطے کہ جب کسی محتاج کو دیکھتے تھے تو چیں بجبیں ہوتے تھے) اور کروٹیں (اس واسطے کہ ستموں سے پہلو تہی کرتے تھے) اور پیٹھیں (اس واسطے کہ درویشوں سے پیٹھ پھیرتے تھے) اور کہا جائے گا ھذا ما کنزتم لانفسکم کہ یہ ہے (مال) جو تم نے جمع کیا تھا اپنے (فائدے کے لئے) آج وہ مال تمہارے ضرر کا سبب ہوا فذوقوا ما کنتم تکنزون پس اب مزا چکھو اس کا جسے تم جمع کرتے تھے۔

مسلمانو! عذاب دوزخ کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ جیسے یہاں دنیا میں چند یوم تکلیف اٹھائی جاتی ہے اور پھر راحت و آرام ہو جاتا ہے۔ نہیں نہیں عذاب دوزخ نہایت سخت اور بری چیز ہے چنانچہ اس کے ہلکے ہلکے عذاب کا بیان کیا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ دوزخ میں ہلکے سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ چنانچہ مفاتیح الغیب میں ہے کہ عثمان بن مظعون نے کہا کہ میں ابتدائے حال میں اسلام نہ لایا تھا۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیا کے سبب سے میرے دل میں ایمان قرار نہ پکڑتا تھا۔ یہاں تک کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اس وقت آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان نازل ہوئی جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالٰے عدل اور احسان کا حکم کرتا ہے۔ تب میرے شبہات اس سے زائل ہو گئے۔ اور میں نے دین اسلام کی تصدیق کی، پھر میں ابوطالب کے پاس گیا اور میں نے اس کو خبر دی۔ اس نے کہا یا معشر قریش اتبعوا ابن اخی ترشدوا ولئن کان صادقا او کاذبا فانہ یامرکم بمکارم الاخلاق اے قریش کی جماعت! میرے بھتیجے کی پیروی کرو تم ہدایت پاؤ گے۔ خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا، وہ تم کو حکم نہیں کرتا مگر نیک اخلاق سے، مسلمانو! جب رسول اللہ صلعم نے اپنے چچا سے اس قدر ہمدردی دیکھی، تو آپ نے فرمایا یاعماہ اتامر الناس ان یتبعونی وتدع نفسک یعنی اے چچا تو لوگوں کو تو یہ حکم کرتا ہے کہ میرے بھتیجے کی پیروی کرو، لیکن اپنے نفس کو چھوڑ دیتے ہو۔ ولنعم ما قیل

ایک دن فرمایا اس سے اے چچا جو کرو تم بھی شہادت کو ادا
میں تمہارے واسطے پیش خدا ہوں شفاعت خواہ در روز جزا
بولے وہ جو راز ہو میرا یہ فاش قوم طعنے سے کرے گی دل خراش
ہوں گا میں رسوا بر قوم عرب ہے یہی انکار کا میرے سبب

غرض اختار النار علی العار ابوطالب نے عار کے سبب آگ کو اختیار کیا

مسلمانو حدیث شریف میں ہے اھون الناس عذابا ابوطالب یعنی سب آدمیوں سے نہایت ہی ہلکا عذاب والا ابوطالب ہے۔ اور اس عذاب کا حال سنیئے۔ وہ عذاب یہ ہے۔ کہ اس کے پاؤں میں آگ کی دو جوتیاں ہیں جن سے اس کا دماغ ابلتا ہے۔

مسلمانو غور کرنے کا مقام ہے کہ ابوطالب نے کلمہ نہ پڑھا۔ اس واسطے اسے دوزخ نصیب ہوا

نوٹ:۔ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوطالب اسلام لے آئے تھے۔ اور وہ مومنین سے ہیں۔ تمام صوفیائے کرام اور اکثر محققین کا یہی مذہب ہے۔ مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک زبردست رسالہ لکھا ہے۔ مصنف

چونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ اس واسطے اسے تمام دوزخیوں سے نہایت ہی ہلکا عذاب ہوگا۔ پس جب ہلکے سے ہلکے عذاب کا یہ حال ہے کہ دماغ ہانڈی کی طرح جوش مارتا ہے تو سخت عذاب کو خیال کیا چاہیے کہ کیسے ہوگا۔ اللھم احفظنا

مسلمانو! جو شخص اپنے مویشی کی زکوٰۃ نہیں دیتا، قیامت کے دن وہ اپنے مویشیوں سے روندا جائے گا چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من صاحب ابل لا تؤدی فیھا حقھا الا جاءت یوم القیمۃ اکثر ما کانت وقعد لھا بقاع قرقر تستن علیہ بقوائمھا واخفافھا ولا صاحب بقر لا یفعل فیھا حقھا الا جاءت یوم القیمۃ اکثر ما کانت وقعد لھا بقاع قرقر تنطحہ بقرونھا وتطؤہ بقوائمھا ولا صاحب غنم لا یفعل فیھا حقھا الا جاءت یوم القیمۃ اکثر ما کانت وقعد لھا بقاع قرقر تنطحہ بقرونھا وتطؤہ باظلافھا لیس فیھا جماء ولا منکسر قرنھا الخ (رواہ مسلم)

یعنی مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹوں کا کوئی ایسا مالک نہیں جس نے ان کا حق ادا نہ کیا یعنی ان کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی۔ مگر قیامت کے دن وہ اونٹ جتنے کبھی تھے ان سے زیادہ ہوکر آئیں گے، یعنی شمار میں زیادہ ہوں گے، یا طاقت اور جسم میں اور ان کا مالک سامنے میدان میں بیٹھے گا۔ اس طرح کہ وہ اونٹ اس پر دوڑ کر اپنے پاؤں اور تلیوں سے کچلیں گے۔ اور کوئی ایسا گائے بیلوں کا مالک نہیں جو ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا۔ مگر وہ گائے، بیل جتنے کبھی تھے، ان سے زیادہ ہوکر قیامت کے دن آئیں گے، اور ان کا مالک سامنے میدان میں بیٹھے گا۔ اس طرح کہ گائے بیل اپنے سینگوں سے اسکو ماریں گے، اور اپنے پاؤں سے اسکو روندیں گے اور کوئی مالک بھیڑ بکریوں کا ایسا نہیں جو ان کی ذات نہیں دیتا مگر وہ بھیڑ بکریاں جتنی کبھی تھیں۔ ان سے زیادہ ہوکر قیامت کے دن آئیں گی۔ اور ان کا مالک سامنے میدان میں بیٹھے گا۔ اس طرح کہ وہ اسکو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اسکو روندیں گی۔ کوئی ان میں منڈی اور سینگ ٹوٹی نہیں۔

حضرات مویشیوں کی زکوٰۃ نہ ادا کرنے کا یہ حال ہے غرض یہ عذاب اور تکلیف کوئی چند روز نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے اور مال و زیورات کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے ایک نہایت ہی زہریلا سانپ بنکر بخیلوں یعنی زکوٰۃ و خیرات نہ دینے والوں کے گلوں میں ہمیشہ لپٹا ہوا کاٹتا اور ڈستا رہے گا۔ بخیل خواہ کتنا ہی زہد و ورع میں شہرہ آفاق ہو جائے ——— لیکن جب تک شریعت کے

مطابق اپنے مال و زر اور مویشی وغیرہ سے زکوٰۃ ادا نہ کرے گا وہ ہرگز بحکم حدیث جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر
بہشتی نباشد بحکم خبر

رہی یہ بات کہ بخیلی کیا چیز ہے، شریعت میں بخیلی اسکو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مال میں جو جو حق واجب کر دیا ہے، ان حقوق کو ادا نہ کرے، اور مال کے متعلق جو حقوق ٹھہرائے گئے ہیں وہ دو قسم کے ہیں (۱) معین (۲) غیر معین۔

زکوٰۃ معین حق ہے جو خاص شرائط اور خاص مقدار سے مقرر ہے۔ اور غیر معین میں کوئی خاص شرط نہیں۔ اور نہ ہی خاص وقت مقرر ہے۔ مثلاً خیرات و صدقات وغیرہ اور رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی دستگیری کرنا۔

مسلمانو! اس جگہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض اشخاص کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوا کرتا ہے کہ انبیا علیہم السلام پر کیوں زکوٰۃ فرض نہیں۔ علمائے محققین نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ زکوٰۃ کی وجہ تو گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام تو گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ مگر یہ وجہ بعض طبائع کے نزدیک درست اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ حق مال ہے خواہ صاحب مال گناہوں سے پاک ہو یا نہ ہو۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے جو میرے فہم ناقص میں آئی ہے کہ انبیا علیہم السلام اللہ پاک کے پورے اور کامل بندے ہیں۔ ان کا حال بالکل ویسا ہی معلوم ہوتا ہے، جیسا رفیق (غلام) کا کہ کوئی چیز اسکی ملک نہیں ہوتی۔ اس کے ہاتھ میں جتنا مال آجائے سب اس کے مالک کا ہوتا ہے۔ اسی طرح انبیا علیہم السلام بھی کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے جو کچھ ان کے ہاتھ میں آجائے وہ سب اللہ ہی کا ہے۔ پس جب وہ کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے، تو زکوٰۃ کس چیز کی دیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور اسی کی طرف اس صحیح حدیث میں اشارہ ہے۔

یعنی ہم گروہ انبیا کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے۔ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال متروکہ سے آپ کی ازواج اور بنات کو حصہ نہیں دیا گیا۔

الغرض بجز انبیا علیہم السلام کے ہر صاحب نصاب پر زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہے۔ پس ہر مسلمان صاحب نصاب کو چاہیئے کہ نہایت خوشی اور فراخدلی سے بصدق نیت اپنے مال سے زکوٰۃ بموجب حکم شریعت ادا کرتا رہے۔ جو دوزخ کی آگ سے بچانے کے واسطے سپر اور دین و دنیا میں فلاح و بہبودی کا باعث ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے کی توفیق بخشے ؎

اے غنی ہے فرض تیرے مال کی تجھ پر زکوٰۃ — کیوں نہیں کرتا ادا اللہ سے ڈر کر زکوٰۃ!

جسطرح سے فرض ہے یہ پنجگانہ کی نماز — فرض ہے ایسا ہی مولا کا تونگر پر زکوٰۃ!

دل تونگر کا نہ ہو آلائش باطن سے پاک — دے نہ وہ جبتک بنام خالق اکبر زکوٰۃ!

بے نمازی کا سگا بھائی ہے وہ بھی لا کلام! — جو ادا کرتا نہیں ہے ہو کے اہل زر زکوٰۃ!

سخت سے تو رکھتے ہیں دعوئی دینداری کا مگر — مال دار ہو کر نہیں دیتے ہیں لوگ اکثر زکوٰۃ!

بلکہ وہ کافر ہے، جو چاہے ثواب آخرت — رشوتی، سودی۔ ڈکیتی مال سے دے کر زکوٰۃ!

حق تو ہے یونہی کہ گھر میں سود کا ہے کاروبار — اس حرامی مال سے مقبول ہو کیونکر زکوٰۃ!

سانپ ہو کر طوق سا لپٹے گا آقا کے گلے — گنج وہ جس سے یہاں نکلے نہیں باہر زکوٰۃ!

سکہ ہائے سیم و زر دنیا کے ہیں مار سیاہ — اس کے چھونے کے لئے اے یار ہے منتر زکوٰۃ

یوں جو محتاجوں کو دیتے ہو بلا روئے حساب — کب ادا ہوتی ہے اس خیرات کے اندر زکوٰۃ

حصہ چہلم زر و نقرہ سے اپنے ہر برس — مستحقوں کو دیا کر اے کرم پرور زکوٰۃ

گو کہ ہر مسکین کو یہ مال دینا ہے روا! — لیک افضل ہے کہ پاویں غازی صفدر زکوٰۃ

اور سب ورد و وظیفے ہیں فقیروں کے لئے
اغنیا کے حق میں ہے ہر ورد سے بہتر زکوٰۃ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو ص۱۱ و صفحہ ۲۰)

خُطبۃُ الاُولیٰ نمبر ۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَمِیْدٌ مُعِزٌ مُذِلٌّ کَرِیْمٌ مَجِیْدٌ بَدِیْعٌ مُعِیْدٌ عَلِیْمٌ

قَدِیْمٌ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ مُرِیْدٌ شَکُوْرٌ عَفُوٌّ صَبُوْرٌ کَلِیْمٌ

بَرِیٌّ مِنَ الْعَیْبِ سَتَّارُنَا جَرِیٌّ حَقِیْقٌ بِوَصْفِ قَدِیْمٍ

شَهِدْنَا بِاَنْ لَّآ اِلٰهَ سِوَاهُ شَهِدْنَا مُحَمَّدًا رَّسُوْلٌ کَرِیْمٌ

فَمَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ لَا یَخْذُلُ وَمَنْ یُّخْذِهٖ فَهُوَ لَا یَسْتَقِیْمُ

فَصَلُّوْا عَلٰی خَیْرِ مَخْلُوْقِهٖ مُحَمَّدٌ شَفِیْعٌ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

فَصَلُّوْا عَلَی الْاٰلِ وَالصَّحْبِهِمْ نُجُوْمُ الْهُدٰی بِاهْتِدَاءٍ وَّسِیْمٍ

فَصَلُّوْا عَلٰی اَوَّلِ الْاَصْفِیَاءِ مِنَ الصَّحْبِ بُوْبَکْرِنُوْرٍ جَسِیْمٍ

فَصَلُّوْا عَلَی الْعَادِلِ الْفَارِقِ عُمَرُ مُقْتَدَ انَا بِخُلْقٍ عَظِیْمٍ

غَنِیٌّ سَخِیٌّ دَبِیْرُ الْکِتَابِ هُوَ الشَّیْخُ عُثْمَانُ بَحْرٌ فَخِیْمٌ

عَلِیٌّ هُوَ الْخَتَنْ زَوْجُ الْبَتُوْلِ عَلِیْمٌ وَّلِلْعِلْمِ بَابٌ عَظِیْمٌ

وَوَلَدَیْهِ حَسَنَیْنِ الْفَاضِلَیْنِ یَدْ وَقَانِ بِالْفَضْلِ عَسَلَ النَّعِیْمِ

وَعَمَّیْهِ بِالْفَضْلِ الْاِحْتِرَامِ عَلَیْهِمْ رِضَاءُ الرَّحِیْمِ الْکَرِیْمِ

تَقُوْا وَاسْمَعُوْا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ بِسَمْعٍ صَدُوْقٍ وَقَلْبٍ سَلِیْمٍ

خُذُوْا وَاقْعُدُوْا اَمْرَ خَیْرٍ لَّکُمْ دَعُوْا وَاطْفِئُوْا نَائِرَاتِ الْجَحِیْمِ

بَلِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ الْعُصَاةِ الْاٰثِمِ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط

پینتیسواں وعظ دربیان زکوۃ

حضرات:۔ اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ مال خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بخل کرنا ان کے حق میں بہتر ہوگا۔ بلکہ وہ ان کے حق میں بہت ہی برا ہوگا۔ کیونکہ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط عنقریب وہ مال جس میں بخل کیا ہے، قیامت کے دن طوق بنا کر گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

مسلمانو! زکوۃ کے معنی لغت میں طہارت اور برکت اور بڑھنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اپنے مال کی مقدار معین کے اس جزو کا جس کو شریعت نے مقرر کر دیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا چونکہ اس سے باقی مال پاک ہو جاتا ہے اور اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عنایت ہوتی ہے اور اس مال کی دنیا میں بھی ترقی ہوتی ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کا دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اس لئے اس کا نام زکوۃ رکھا گیا۔

مسلمانو! زکوۃ بھی نماز کی طرح تمام انبیاء کی امتوں پر فرض تھی ہاں اس کی مقدار اور اس مال کی تحدید میں جس پر زکوۃ فرض ہو ضرور اختلاف رہا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اسلام میں اس کے متعلق بہت آسان احکام ہیں۔ اگلی امتوں پر اتنی آسانی نہ تھی۔

غرض! زکوۃ بھی نماز کی طرح اسلام کا ایک بڑا رکن ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں ایک دو جگہ نہیں بلکہ تیس جگہ اس کا ذکر نماز جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ فرمایا گیا ہے اور بہت جگہ اس کا ذکر علیحدہ بھی ہے۔ ہجرت کے دوسرے سال مدینہ منورہ میں فرض کی گئی۔ اس کے ادا کرنے والوں کو سچے وعدوں سے عزت دی گئی اور اس کے ادا سے باز رہنے والوں کو ایسے ایسے سخت عذابوں کی خبر دی گئی کہ خدا جانتا ہے ایمان والوں کے دل اس عذاب کے خیال کرنے سے کانپ اٹھتے ہیں آفریں ان لوگوں کی مردانہ ہمت پر جو اس عذاب کے برداشت کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔

مسلمانو! شیطان انسان کے دل میں وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ زکوۃ دینے سے فقیر ہو جاؤ گے چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ سورۃ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا یعنی شیطان تم کو تنگ دستی سے ڈراتا ہے اور تم کو بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور برکت کا وعدہ فرماتا ہے۔ پس اپنے پروردگار حقیقی کے وعدہ پر یقین نہ کرنا اور اپنے دشمن کے وعدے کو سچا جاننا بڑی حماقت ہے۔ پس مومن کامل الایمان وسوسۂ شیطانی کی طرف ہرگز التفات نہیں کرتا جبکہ آدمی فرضیت کے معنی کو بخوبی سمجھے گا یعنی ایک حکم ہے احکام الٰہی سے۔ بنا بر اس حکم کی ادا کرنا مجھ پر لازم ہے تو دوسری نیتیں نیست و نابود ہو جائیں گی اور اس حاکم مطلق کی بے پروائی کا معتقد ہو گا اور جانے گا کہ اتنا مال ہر سال مجھ پر بطور نذرانہ مقرر فرمایا ہے اور یہ اپنے انعام جلیل القدر کے بڑھانے کی حکمت محض ہے لہذا بادشاہ عالی جاہ دست عنایت سے اس کو قبول کر کے بہت سی عنایات فرماتا ہے۔

غرض! زکوۃ کے معنی ہیں بڑھانا اور پاک کرنا کیوں کہ زکوۃ سے فقراء کے حق نکالنے کے سبب سے مال بڑھتا ہے اور وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے چنانچہ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا یعنی ان کے مال میں سے زکوۃ لے کر اس کے باعث ان کو پاک وصاف بنادے۔ قد افلح من تزکی یعنی بیشک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا۔

حضرات پاکیزگی کی کئی قسمیں ہیں۔

اوّل :۔ دل کا کفر وشرک، باطل عقیدوں، بری نیتوں اور برے اخلاق سے پاک ہونا، جیسے غل یعنی بدظنی اور حقد یعنی کینہ۔ دغا بازی، حسد اور تکبر وغیرہ۔

دوم :۔ بدن اور کپڑوں کا نجاستوں سے پاک ہونا جیسے پیپ، لہو، بول وبراز وغیرہ۔

سوم :۔ بدن کا حدث اور جنابت سے وضو اور غسل کے ساتھ پاک ہونا۔

چہارم :۔ بدن کی پاکیزگی پیدا ہونے والی چیزوں سے جیسے بغل اور ناف کے نیچے والے بال، ناخن اور میل بدن وغیرہ۔

پنجم :۔ مال کی پاکیزگی زکوۃ اور صدقات کے دینے اور سود کا مال مل جانے سے بچانا اور دوسری طرح کے حرام مالوں سے جیسے جوا زنا کی اجرت، یا جو نجس چیزوں کی تجارت سے حاصل ہو۔

زکوٰۃ میں تین طرح کے اسرار ہیں اوّل، بندوں کو خدا کی محبت کا حکم اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو خدا کے ساتھ محبت کا دعوی نہ کرتا ہو۔ دعوی محبت کی یہ دلیل ہے کہ اپنی محبوب چیز کو اس کے حکم پر خرچ کرے

دوم :۔ نجاست بخل سے دل کو پاک کرتا ہے۔ زکوۃ بخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے۔

سوم :۔ شکر نعمت ہے۔ زکوۃ نعمت مال کا شکر ہے۔

دیکھئے۔ اللہ تبارک وتعالی سورہ توبہ میں ارشاد فرماتا ہے فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم یعنی پھر اگر یہ لوگ توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوۃ دینے لگیں تو ان کی راہ بند نہ کرو اور ان کو تکلیف نہ دو، بلکہ ان کو چھوڑ دو۔

معلوم ہوا، کہ جو شخص زکوۃ نہ دیتا ہو وہ اسلام کی امان میں نہیں ہے۔ اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا۔

آثار صحابہ مسلمانو! سب سے بڑا واقعہ زکوۃ کے متعلق جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت میں بلکہ خلیفہ ہوتے ہی ہوا ہے، یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگ منکر ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ زکوۃ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فرض تھی آپ کے بعد اس کی فرضیت نہیں رہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان لوگوں کو مرتد سمجھا اور ان سے اسی طرح جہاد کیا جیسے مرتدوں سے جہاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جب حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کا ارادہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں سے کیوں جہاد کرتے ہیں جس حال میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی لاالہ الا اللہ کہہ دے تو اس کا مال و جان میری طرف سے مامون ہوتا ہے اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ خدا کی قسم اگر جس نے نماز اور روزہ میں فرق سمجھا اس سے میں ضرور لڑوں گا، خدا کی قسم اگر وہ اونٹ کا چھوٹا بچہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیتے تھے اور مجھ کو نہ دیں گے تو میں ان سے ضرور جہاد کروں گا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ڈالی ہے، پس مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ حق ہے اور سنو! قرآن مجید کے کئی مقامات سے زکوٰۃ کی تائید پائی جاتی ہے (۱) اللہ تعالیٰ سورۂ بقر کے پہلے رکوع میں ارشاد فرماتا ہے ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون یعنی قرآن مجید ان پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نمازیں پڑھا کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس سے وہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں یہ آیت قرآن مجید کی ابتدائی آیت ہے، دیکھئے کتنی سخت تاکید ہے، کہ قرآن مجید کی ہدایت سے فیضیاب ہونے کا انہیں لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے جو نماز پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی زکوٰۃ دیتے ہیں،

(۲) سورۂ بقر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واٰتی المال علی حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون ہ یعنی نیکی اس کی ہے جو اللہ یگانہ اور یکتا پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں کو مانے اور کتاب جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کی ہے اور پیغمبروں کو برحق جانے اور اللہ کی محبت پر اپنے قرابت والوں یتیموں غریبوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو مال دے اور غلاموں کو آزاد کرنے میں خرچ کرے اور نماز فرض کو قایم رکھے اور وقت سے فوت ہونا جائز نہ رکھے اور زکوٰۃ مقررہ کو ہمیشہ اپنے مال سے ادا کرتا رہے اور جب کوئی وعدہ کرے تو اس کو پورا کرے اور فقر و فاقہ رنج و بیماری اور لڑائی وغیرہ میں ثابت قدم رہے۔ پس ان صفات سے موصوف لوگ ہی سچے ایمان دار اور پرہیزگار ہیں۔

دیکھئے! اس آیت میں سچے ایمان دار اور پرہیزگار ہونے کا حصر ان ہی صفات پر کر دیا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ سورۂ بقر میں ارشاد فرماتا ہے الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرًا و

علانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنی جو لوگ اپنے مال کو دن رات کھلے چھپے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان پر خوف ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۴۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ (یعنی) اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور یقین کرلو کہ جو نیکی تم اپنے لئے مرنے سے پہلے کرلوگے اس کے ثواب کو اللہ کے یہاں پاؤ گے (سورہ مزمل)

۵۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ یعنی اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے، اس سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو، اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ کسی کی دوستی اور سفارش کام آئے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ توبہ میں ارشاد فرماتا ہے فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین یعنی اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو یہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے وہ دینی بھائی نہیں ہیں۔ ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ نماز کو نہ پڑھنا اور زکوٰۃ نہ دینا (اخوت) اسلام سے باہر نکال دیتا ہے۔

غرضیکہ ان مذکورہ بالا آیات کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں جن سے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے ادا کرنے کی تاکید حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے، ہر انسان کو لازم ہے کہ گوش دل سے اس احکم الحاکمین (جس کے سامنے ایک دن ضرور حساب دینے کے لئے کھڑا ہونا ہے) کی آیات اور احکام کو غور سے سنے اور سمجھے کہ اپنے مال و متاع سے عام طور پر چالیسواں حصہ جو مال زکوٰۃ دیے گئے کی نسبت ایک نہایت قلیل مقدار ہے ادا کرنے سے مال حلال اور پاک ہو جاتا ہے اور مال بھی خدا کی حفظ وامان میں رہتا ہے علاوہ ازیں اس مقدار کے ادا کرنے سے بفحوائے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا دس گنا اضافہ کرتا ہے برکات و خیرات میں ترقی ہوتی ہے، مار کنجوس ہونا اور بخیل کہلانا شایان شان ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ اس وقت سے پہلے کہ تم بے حس و حرکت ہو جاؤ، ہاتھ پاؤں نہ ہلا سکو، نہ تمہیں گفت و شنید کی طاقت رہے۔ نہ کوئی چیز دیکھ سکو یہاں تک کہ مکھی کو بھی اپنے بدن سے نہ اڑا سکو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو نہیں معلوم کہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا مصرف تمہاری مرگ کے بعد کیا ہو گا، نہایت سخت مقام عبرت و حسرت ہو گا کہ تم دنیا سے فانی سے بے زاد راہ سفر کر جاؤ اور اعمال حسنہ کا تحفہ ہمراہ نہ لے جاسکو۔ کوئی یار و مددگار ہرگز نہ ہو گا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اپنی زیست کے چمن میں اعمال حسنہ

کے پودے لگاؤ۔ تاکہ عاقبت میں ابدالآباد تک ثمر مراد نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین!

اے تونگر بعد توحید و نماز فرض کے — تجھ سے پوچھی جائے گی در عرصۂ محشر زکوٰۃ
ہے یہاں عامل اگر اس فرض کا تو خیر ہے — ورنہ دکھلائے گی تجھ کو ہاویہ کا گھر زکوٰۃ
زیور و نقدی سے دیویں بیبیاں اپنے جدا — مال سے اپنے الگ دیتا رہے شوہر زکوٰۃ
ہے بظاہر آج تو نقصان لیکن اے میاں — کل منافع تجھ کو دکھلائے گی افزوں تر زکوٰۃ
دیکھ کر جاہ سخی بولیں گے یوں اہل نشور — واہ یہ رکھتی ہے اپنی ذات میں جوہر زکوٰۃ
گور میں اہل قلم کی دل لگی کے واسطے — آئے گی بن کر بشکل حور خوش منظر زکوٰۃ
صاحبان سیم و زر کو عالم تقدیر میں — واسطے سنگار کے حق نے دیا زیور زکوٰۃ

نام مشہور کردیتی ہے صوفی اپنے صاحب کا یہاں
کو بکو، شہر بشہر و کوہ، بحر و بر زکوٰۃ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند۔ (خطبہ ثانیہ کے لیے دیکھو صدا یا صنہ)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰی نمبر ۳۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ

اَعْمَالِنَا وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ

لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ

سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ

رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ

شَيْئًا يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ

وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ط اِنَّ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ

غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ

جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ط وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا

فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ؕ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

چھتیسواں وعظ در بیان حج

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے کہ قربانی کے اونٹوں کو تمہارے

لئے قرار دیا ہے۔ اللہ کے نام کی نشانیاں تمہارے لئے اس میں نفع ہے تو تم ان کے قربانی کرنے پر اللہ کا نام لو کھڑے رکھ کر۔ پھر جب ان کے پہلو زمین پر گر پڑیں (اونٹ کو کھڑا کرکے ذبح کیا جاتا ہے اس کا نام نحر ہے، ہاتھ پیر باندھ کر قبلہ رخ کھڑا کرکے سینہ پر کہ جہاں تمام رگیں جمع ہوتی ہیں، نیزہ مارا جاتا ہے اور تمام خون نکل کر اونٹ کے کسی پہلو میں گر پڑتا ہے، اس صورت میں ذبح کرنے والے اور اونٹ دونوں کے لئے آسانی ہوتی ہے) تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ بے سوال اور سوال کرنے والے محتاج کو اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو، اللہ تک نہ ان قربانیوں کے گوشت پہونچتے ہیں، اور نہ ان کے خون، بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حج کی رسم اسلام سے پہلے بھی تھی مگر اس میں کفار نے بہت سی بیہودہ باتیں اور شرک کے گندے طریقے داخل کر دیئے تھے۔ منجملہ ان کے یہ بھی تھا کہ جب قربانی کرتے تو بیت اللہ پر گوشت بکھیرتے اور لیپتے تھے اسلام نے ان تمام بیہودہ رسموں کو دور کرکے نجاست سے پاک بنا کر عبادت کے رنگ میں رنگ دیا اور جب مسلمانوں نے اسی طریقہ پر حج میں خانہ کعبہ کو گوشت و خون سے لیپنا چاہا تو اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی اور عمدہ اسلوب سے سمجھا دیا گیا کہ یہ گوشت اور پوست اور خون وغیرہ یہیں رہ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ تک تمہاری نیتوں کا خلوص اور دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے، خون لیپنے سے کیا فائدہ حاصل ہے۔ پرہیزگارین کر خلوص نیت سے قربانی کرو اور خود بھی کھاؤ اور قناعت پیشہ گدائی پیشہ فقیروں کو بھی کھلاؤ۔ سوال کرنیوالے کو دو، بس قربانی قبول ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ شریف کو تیار کر چکے تو اللہ تبارک تعالیٰ کا حکم پہونچا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو کسی کو میرے ساتھ شریک اور ساتھی نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، نماز پڑھنے والوں اور رجوع بسجود کرنے والوں کے واسطے پاک صاف اور ستھرا کر، اور لوگوں کو اس کی زیارت کے واسطے پکار دے، تیرے پاس آدمی پیادہ اور سوار ہو کر لاغر اونٹوں پر دور دراز رستوں سے آئیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ الہ العالمین میری آواز کہاں تک پہنچے گی جناب الہی سے حکم آیا پکارنا تیرا کام ہے اور آواز پہونچانا میرا کام، تب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر پکارا کہ اے لوگو! مکہ میں تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے، اور تم پر اس کا حج فرض کیا ہے، اللہ تبارک تعالیٰ نے ابراہیم کی آواز سب ارواحوں کو سنا دی۔ جن کی تقدیر میں جتنی بار حج کرنا تھا بار لبیک اللھم لبیک کہا اور جن کی قسمت میں حج نہیں ہے وہ خاموش رہے۔

حج! مکہ شریف میں کعبۃ اللہ کے تعلق سے حضرت جابر و عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے لئے حج سے یہ چیزیں مانع نہ ہوں کھلی محتاجی یا ظالم بادشاہ یا کوئی بیماری جس سے جا نہ سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اس کو اختیار ہے خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (رواہ الدارمی) اور سنو!

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد الحج فیعجل رواہ ابوداؤد والدارمی یعنی ابوداؤد اور دارمی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کا ارادہ کیا باوجودیکہ وہ اس کے ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو چاہیئے کہ جلدی کرے اور اس فرصت کو غنیمت جانے کیونکہ تاخیر کرنے میں بہت سی آفتیں اور رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں لہذا ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ جب کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے تو مت دیر پھر اس کو جلد تر انجام اور تکمیل تک پہنچائے کیونکہ کل کی خبر کسی کو بھی نہیں شاید فرصت ملے یا نہ ملے خصوصاً امان ہونے اور توبہ کرنے میں ہرگز ہرگز توقف نہیں کرنا چاہیئے۔ دیکھئے حج کرنے والے کو کسقدر فضیلت ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کرنے کو گھر سے نکلا پھر وہ راہ ہی میں مرگیا تو اللہ تبارک وتعالی اس کے لئے حاجی اور معتمر اور غازی کا ثواب لکھ دیتا ہے اور سنو!

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ وامرہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ (رواہ احمد) مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اور اس کا ہاتھ پکڑو اور کہو کہ اللہ تعالی سے ہمارے واسطے مغفرت مانگئے پیشتر اس کے کہ آپ اپنے گھر میں داخل ہوں کیونکہ آپ بالتحقیق بخشے گئے ہیں۔

خلاصہ: یہ ہے کہ جو کوئی اللہ تعالی کی راہ میں گھر سے نکلا جب تک وہ راہ میں ہے اور گھر میں نہیں پہنچا وہ اللہ تعالی کے دربار میں معزز اور مغفور ہے، پس ایسے شخص کا کسی کے حق میں دعا مانگنا مقبول اور منظور درگاہ باری تعالی ہے۔

ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالی کے ہاں مہمان ہیں اگر یہ لوگ اللہ تعالی سے دعا کریں تو وہ مقبول ہوتی ہے اور اگر استغفار کریں تو وہ مغفرت کرتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل قال الایمان

باللّٰہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال فی سبیل اللّٰہ قیل ثم ماذا قال حج مبرور (متفق علیہ) یعنی مشکوٰۃ شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا حج مبرور!

مسلمانو! حج مبرور وہ ہے جس میں گناہ کے کام نہ کئے جائیں اور نہ دکھانے اور سنانے کو کیا جائے بعض کے نزدیک حج مبرور وہ ہے، کہ جیسے گیا تھا، اس سے بہتر پھرے، عاقبت کی رغبت رکھے، دنیا سے نفرت کھائے اور پھر گناہ نہ کرے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حج للّٰہ فلم یرفث ولم یفسق و رجع کیوم ولدتہ امہ۔ (متفق علیہ) مشکوٰۃ شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ کے واسطے حج کیا، پھر رفث اور فسق نہ کیا، وہ ایسا ہے گویا کہ اس کی ماں نے اس کو اس دن جنا۔ رفث کہتے ہیں عورت سے صحبت کرنے کو یا اس کی بری اور بے شرمی کی باتیں منہ سے نکالنے کو اور فسق کہتے ہیں ان برے کاموں کو جو خلاف شرع کئے جائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اس طرح کا حج کرے تو وہ تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اتنی غفلت تو نہ کر غلمی خدا کے واسطے!	فکر کر کچھ تو بھلا روز جزا کے واسطے
نفس کے تابع رہے ایسے کہ بھولے آہ وہ	آئے تھے ہم دنیا میں جس مدعا کے واسطے
حیف تو سوتا رہے ہر صبح اور وقت اذاں	مرغ و ماہی سب اٹھیں یاد خدا کے واسطے
کب عمارت کو یہاں کی پائیداری ہے عزیز	عمر کھوتا ہے عبث اس کی بنا کے واسطے
غصہ، جھگڑا، بغض و کینہ، جھوٹ اور مکر و فریب	رات دن کرتا ہے عمر بے بقا کے واسطے
ہے تکبر زر پہ لاحاصل کہ بعد از مرگ بس	ایک ہی رستہ ہے سب شاہ و گدا کے واسطے
مال و زر ملک و زمیں فوج و سپہ گنج و حشم	کب کسی کو ہے بقا سب ہے فنا کے واسطے
بیٹھ کنج صبر میں قسمت میں ہے جو پائے گا	مت اٹھا رنج و عنا گنج و غنا کے واسطے
گر سلیمان زمانہ بھی ہوا تو کیا ہوا؟	آخرش تو چیونٹیوں کی ہے غذا کے واسطے
آج جو دنیا سے تیرے لے کل غذا جانے یہ ال	ہو نے کس بیگانہ و نا آشنا کے واسطے
کام وہ کر لے تو پیارے جس کے باعث گور میں	باغ رضواں سے کھلے کھڑکی خدا کے واسطے

پنجگانہ پڑھ شریعت میں بہت تاکید ہے — فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشا کے واسطے
ترک کر سب کام مت کر دیر جب سن لے اذاں — جلد آ مسجد میں جمعہ کے ادا کے واسطے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

(اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو صـ۱۱ یا صـ۲۰)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَسْاَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ قَدْ دَنَا اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا ط لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ط وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ط يَاْتِيْ

عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوْضٌ یَعَضُّ الْمُوْسِرُ عَلٰی مَا فِیْ یَدَیْہِ
قَالَ وَلَمْ یُؤْمَرْ بِذٰلِكَ قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ
بَیْنَکُمْ وَیَنْھَدُ الْاَشْرَارُ وَیَسْتَذَلُّ الْاَخْیَارُ وَیُبَایِعُ
الْمُضْطَرُّوْنَ قَالَ وَقَدْ نَھٰی رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَعَنْ بَیْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَیْعِ
الثَّمَرَةِ قَبْلَ اَنْ تُدْرِكَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا تُکَذِّبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ یُّکَذِّبْ عَلَیَّ یَلِجُ النَّارَ
اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوةَ اِلَّا الْحَدَثُ لَا اَسْتَحْیِیْکُمْ مِمَّا
لَا یَسْتَحْیِیْ مِنْہُ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالْحَدَثُ
اَنْ یَّفْسُوْا وَیُضْرِطَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَقِیْمُوْا عَلٰی اَرِقَّائِکُمُ
الْحُدُوْدَ مَنْ اَحْصَنَ مِنْھُمْ اَوْ لَمْ یُحْصِنْ فَاِنَّ
اَمَةً لِّرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَنَتْ فَاَمَرَنِیْ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُقِیْمَ عَلَیْھَا الْحَدَّ فَاَتَیْتُھَا فَاِذَا ھِیَ حَدِیْثَۃُ عَھْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِیْتُ اِنْ اَنَا جَلَدْتُّھَا اَنْ تَمُوْتَ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ اَحْسَنْتَ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ

سینتیسواں وعظ دربیان حج

حضرات! اللہ تبارک تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرض ہے لوگوں پر حج بیت اللہ کا کرنا ہے۔ جو وہاں تک راہ پا سکیں۔ اور جو کوئی نہ مانے، یعنی باوجود قدرت کے حج نہ کرے یا حج کو فرض نہ جانے، تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

مسلمانو! اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب توفیق پر حج کرنا فرض کیا ہے کہ تمام عمر میں ایک دفعہ اپنے تئیں بیت اللہ شریف میں پہونچائے، اور حج کے ارکان بجالائے، اور اس کا منکر کافر ہے۔

فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جب نو شرطیں پائی جائیں تو حج فرض ہوتا ہے، اول عقل، دوم بلوغ، سوم حریت، چہارم اسلام۔ پنجم تندرستی ششم راہ کی خبر، ہفتم حج سے پھر آنے تک اہل وعیال کے کھانے پینے اور رہنے کی طاقت، ہشتم اپنے کھانے پینے اور سواری کی قدرت، نہم حج کا علم یہی

اتنا جانے کہ مسلمان کو حج کرنا فرض ہے۔

مسئلہ! عورت کے واسطے محرم کا ہونا۔ جوان ہو یا بوڑھی ضروری ہے بشرطیکہ تین دن کی راہ سے مکہ شریف کا سفر زیادہ ہو۔

تین شرائط سے حج ادا کرنا صحیح ہوتا ہے۔ اول احرام، دوم مکان۔ سوم وقت معین۔

میقات کا مقام جہاں سے احرام باندھتے ہیں وہ سات ہیں۔ اہل مدینہ اور جو اس طرف سے آئیں ان کا مقام ذوالحلیفہ ہے۔ اہل عراق و خراسان وغیرہ کے واسطے ذات عرق، اہل شام، مصر و عرب کے واسطے جحفہ ہے اور اہل نجد کے لئے قرن، اہل یمن کے واسطے یلملم ہے۔ ہندوستانیوں کا بھی یہی میقات ہے جو لوگ میقاتوں کے درمیان اور مکے سے خارج ہیں ان کا میقات حل ہے اور مکیوں کا میقات حرم ہے۔

حج کے دو ارکان ہیں اول کھڑا ہونا عرفات میں، اگرچہ ایک ساعت ہو، دوم طواف زیارت۔

حج کے واجب پانچ ہیں (۱) صفا اور مروہ کے درمیان پھرنا (۲) مزدلفہ میں توقف کرنا (۳) قربانی کے دن اور ایام تشریق میں کنکر پھینکنا (۴) سر منڈوانا یا کتروانا (۵) طواف صدر کرنا جس کو طواف وداع کہتے ہیں۔ میقاتوں کے باہر رہنے والوں کو اس میں سنتیں یہ ہیں۔ طواف قدوم اور رمل یعنی دوڑ کر چلنا، کندھوں کو ہلاتے اکڑاتے اور دو سبز کھمبوں کے درمیان دوڑنا جو صفا اور مروہ کے درمیان ہیں اور منیٰ میں قربانی کی راتوں کو شب باشی کرنا اور منیٰ سے عرفات کو آفتاب نکلنے سے پہلے جانا اور رات کو مزدلفہ میں رہنا اور کنکریوں میں تین دفعہ کی ترتیب رکھنا اس کے سوائے جو ہے وہ سب آداب حج سے ہے۔

حج ہجرت کے چھٹے برس فرض ہوا۔ بعض کے نزدیک نویں برس۔ غرض جو کوئی مذکورہ بالا شرائط کے موجود ہوتے ہوئے حج نہ کرے گا وہ نہایت گنہ گار ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا و نصرانیا (رواہ فی المشکوٰۃ)　　　یعنی مشکوٰۃ

شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی کھانے کپڑے وغیرہ، لوازمہ اور سواری کا اتنا مقدور رکھتا ہو کہ اس کو اللہ کے گھر پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے پس اس میں یہودی اور نصرانی ہو کر مرنے میں کچھ فرق نہیں ہے۔

مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقام روحاء میں کئی سواروں سے ملاقات ہوئی جو مدینہ سے تین منزل کے فاصلے پر ہے

آپ نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ قافلہ والوں نے کہا مسلمان ہیں، پھر انھوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، پھر ایک عورت نے ایک چھوٹی لڑکی کو اٹھا کر دکھایا اور کہا کیا اس کے واسطے حج ہے؟ فرمایا ہاں! اس کے حج کا ثواب تجھے ملے گا،

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کی عبادت کے کاموں کا ثواب اس کے ماں باپ کو ملتا ہے کیونکہ وہ اس کی خدمت، غمخواری اور پرورش کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ پر حج واجب ہوا اور وہ بوڑھا اور ضعیف ہے یہاں تک کہ وہ سوار ہونے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں،

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر کی طرف سے حج کرنا اگر اس کو ضعف وناتوانی ہو تو درست اور جائز ہے۔

صحیح روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی لیکن اب وہ فوت ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ کسی کی قرضدار ہوتی تو کیا تو اس کا قرض ادا کرتا اس نے کہا البتہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کو بھی ادا کر کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرض ہے اور یہ سب قرضوں پر بھاری ہے۔

مسئلہ! امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر وصیت اور زاد راہ کے دوسرے کی طرف سے حج واجب نہیں ہے مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح پر ہے کہ اگر کوئی شخص مر جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا حق نماز یا روزہ یا حج باقی ہے تو تونگروں پر واجب ہے کہ وصیت اور تقسیم میراث سے پہلے اس کے مال سے ان کاموں کو انجام دیں۔

مسئلہ! امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک اگر کوئی شخص بغیر حج کے مفروضہ کے ادا کرنے کے جو اس پر واجب ہے دوسرے کی طرف سے حج کرے تو درست وجائز ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہیں ہے، پہلے اپنا حج کرے پھر دوسرے کی طرف سے ادا کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر مسلمان کو حج کرنے کی ہمت اور توفیق بخشے! آمین۔

اے برده در ایام غرلپسنده دمے چند | دمے عمر تلف کرده از بهر درمے چند
مال وزن وفرزند همه بر تو وبال اند | ہے ہے چہ ملکیئ تکیہ بمال وزن وفرزند
عمر تو دمے چند بدستت در مخچید | بجانت شده در بند نه مرد خردمند

فرداچوں شود جائے تو اندر لحد تنگ | جانت شدہ در بند نہ مرد خسرد مند
صیاد اجل در طلب برون جانت | تو در طلب خواجگی ملک سمرقند
شداد کجا شد کہ چنین قصر بنا کرد | قارون کجا شد کہ چہل خانہ زر افگند
این پند اگر بشنوی از ناصح خرد | بہتر بود از ملک رے گنج و ماوند

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صہ ۱۱ یا صہ ۲)

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ غَوٰى يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَصْلِحُوْا اَسْرَارَكُمْ تُصْلِحْ عَلَانِيَتَكُمْ

وَاعْمَلُوْا لِاٰخِرَتِكُمْ تَكْفُوْا دُنْيَاكُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّ رَجُلًا لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اٰدَمَ اَبٌ حَيٌّ لَمُعْرِقٌ لَهٗ فِي الْمَوْتِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اِتَّقُوا اللّٰهَ اَيُّهَا النَّاسُ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ فَاِنَّهٗ اِنْ كَانَ لَكُمْ رِزْقٌ فِيْ رَاسِ جَبَلٍ اَوْحَضِيْضِ اَرْضٍ يَاتِكُمْ اَلَا اِنَّ مَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاهُ فَهُوَ دِيْنٌ نَنْتَهِيْ اِلَيْهِ وَمَا سَنَّ سِوَاهُمَا فَاِنَّهٗ نُرْجِئُهٗ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ط وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ط وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ لا اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ

الْمُتَّقِيْنَ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اڑتیسواں وعظ دربیان حج

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے، کہ اور اللہ تعالےٰ

کا فرض لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو وہاں تک راہ پا سکیں اور جو کوئی نہ مانے، یعنی باوجود قدرت کے حج نہ کرے یا حج کو فرض نہ جانے، تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

مسلمانو! حجاج کو چند امور کا لحاظ رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ اول سفر میں خصوصاً جہاز پر نماز قضا نہ کریں کیونکہ یہ نہایت ہی بری بات ہے کہ ایک فرض کے لئے اتنے فرض اڑا دیئے جائیں، دوم سفر میں نہ کسی سے تکرار کریں نہ کسی پر اعتماد۔ سوم مطوف ایسے شخص کو مقرر کریں جو مسائل حج کو بخوبی جانتا اور امین ہو اور خیر خواہ ہو، چہارم۔ خرچ کافی لے جائیں اور خرچ کرنے میں بخل نہ کریں ایسا نہ ہو کہ طرح طرح کے مصائب و تکالیف جھیلنی پڑیں۔ اور نہ اسراف کریں کہ محتاج ہو کر پریشان ہونا پڑے۔ پنجم، قافلہ سے باہر ہرگز کسی جگہ نہ جائیں۔ ششم، بدووں کو کہ قلیل پر قانع ہو جاتے ہیں خوش رکھیں۔ ہفتم۔ اس سفر کو سفر حق سمجھیں۔

مسلمانو! یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ روپیہ والے اکثر حج میں بھی کوتاہی کرتے ہیں۔ اس طرح کہ کوئی اپنے کاروبار کا بہانہ کرتا ہے کوئی سمندر سے ہول کھاتا ہے کوئی بدووں کو ملک الموت سمجھتا ہے۔ غرض یہ تمام حیلے بہانے محض اس وجہ سے ہیں کہ حج کی وقعت دل میں نہیں ہے، حاضری دربار خداوندی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے دل خالی ہے ورنہ کوئی چیز سد راہ نہ ہوتی۔ ادنیٰ سی مثال عرض کرتا ہوں، اگر مکہ معظمہ والے اپنے پاس سے زاد راہ بھیج کر آپ کی طلبی کا ایک اعزازی فرمان بھیجیں، قسم کھا کر فرمائیے آپ جواب میں یہ فرمائیں گے کہ صاحب میرے مکان میں کوئی کارڈ لکھنے والا نہیں میں نہیں آسکتا، یا مجھے سمندر سے ڈر لگتا ہے اس لئے معذور ہوں، یا راہ میں فلاں مقام پر لوٹ مار ہوتی ہے اس لئے میں جانا خلاف احتیاط سمجھتا ہوں۔ جناب عالی! کوئی عذر کرنے کو دل نہیں چاہے گا۔ تمام ضرورتیں اور عذر چولھے میں ڈال دو گے اور نہایت شوق اور مسرت سے جس طرح بن پڑے گا افتاں و خیزاں دوڑے جاؤ گے اور ساری مشکلات آسان نظر آئیں گی۔ بات یہ ہے کہ ارادہ سے تمام کام سہل اور آسان ہو جاتے ہیں اور جب ارادہ اور ہمت ہی پست کر دو تو آسان کام بھی مشکل نظر آتے ہیں، بالخصوص بدووں کا نام بدنام کرنا بالکل ہی ناواقفیت ہے جو لوگ حج کر آتے ہیں اور کسی قدر حالات واقعہ کی تحقیق کا شوق بھی ان کے دل میں ہے خوب جانتے ہیں کہ بدووں کی کوئی نئی حالت نہیں ہے نہ کوئی نیا واقعہ پیش آتا ہے۔

جو اتفاقات ہندوستان میں پیش آتے ہیں، اور جو اسباب ان کے پیش آتے ہیں وہی اتفاقات اور اسباب وہاں بھی ہیں، یہاں گاڑی بانوں کو دیکھ لیجئے کہ ان کو ذرا بات چیت سے، کھانے سے، تمباکو سے ذرا خوش رکھئے غلام بن جاتے ہیں اور اگر سختی کیجئے گالی دیجئے، کہیں گاڑی الٹ دیں گے، کہیں پریشان کریں گے علیٰ ھذا القیاس۔ انتظام شدید کے باوجود بار ہا تھوڑے ہی فاصلے میں

سٹیشن سے شہر کو آتے ہوئے حادثات پیش آجاتے ہیں، وارداتیں ہو جاتی ہیں، ایسا ہی وہاں سمجھ لیجئے بلکہ وہاں کی حالت کے اعتبار سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا، کیوں کہ وہاں کوئی چوکی نہیں کوئی پہرہ نہیں، پھر واقعات کی کمی بالکل تعجب ہے، اور جس قدر ہو جاتا ہے وہ بھی مسافرین کی بے انتظامی اور بے احتیاطی سے ہوتا ہے ورنہ ہر طرح سے سلامتی ہے عافیت ہے، اکثر لوگوں کو ان واقعات کے سخت معلوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اجنبی ملک ہے اجنبی زبان ہے اس لئے برداشت نہیں ہوتی۔

علاوہ ازیں میں کہتا ہوں کہ اچھا! سب کچھ ہوتا ہے پھر کیا ہوا۔ ایک آدمی کسی کے عشق میں تمام ذلت دکلفت گوارا کرتا ہے، کیا خدائے محبوب لایزال کا اتنا بھی حق اور قدر نہیں ہے۔

اے دل آنکہ خراب از مئے گلگوں باشی ۔ بے زر و گنج بصد حشمت قاروں باشی

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں ۔ شرط اول آں ست کہ مجنوں باشی

بخاری میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تھوڑے ہی دنوں میں ایسی حالت ہو جائے گی کہ مسلمان کا سب سے بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوا پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور بارش کے موقعہ پر اپنے دین کو لئے ہوئے بھاگا پھرتا ہے فتنوں سے۔

مسلم میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت منہدم کر دیتی ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہو چکے ہیں۔

اگر کسی شہر یا کسی محلہ یا کسی مجمع میں جن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں سے بشرط قدرت علیحدگی واجب ہے، البتہ اگر یہ شخص عالم مقتدا ہے اور لوگوں کو اس سے دینی حاجت واقع ہوتی ہے تو نہیں وہ تو صبر کرے اور اگر اس کو کوئی پوچھتا ہی نہیں نہ اس کو ان کی اصلاح کی امید ہے تو بھی بہتر ہے کہ ان سے علیحدہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فریضۂ حج ادا کرنے کی توفیق بخشے، آمین!

اس دور آخری میں کئی آدمی سیانے ۔ مانیں نہ حکم رب کا بلکہ کریں بہانے

عابد اگرچہ ہیں بھی تو سو میں ایک دو ہیں ۔ پڑھ پڑھ کے علم اب تو لگ گئے بیاج کھانے

اللہ اور نبی کی دل سے اٹھا محبت ۔ دنیا کے مال و زر میں کیا ہو گئے دیوانے

خانۂ خدا کو سب ہے ویران کر کے یار دیا ۔ آباد کر رہے ہیں دیکھو شراب خانے

لالچ کے زور سے مفتی دیتے ہیں جھوٹا فتویٰ ۔ قاضی شرع دیں بھی رشوت لگے ہیں کھانے

اشراف زادہ عالم واعظ و پیرزادہ ۔ چنڈو و بھنگ وافیوں میں سب لگے اڑانے

بالکل خدا نبی کی دیکھیں حیا نہیں کچھ ۔ کمسن جوان بوڑھے گانے لگے لگانے

وعظ و نصیحت جہاں ہو ان کو اگر بلاؤ　　ہرگز وہاں نہ آویں بتلاویں سو بہانے
مقدور ہوتے حج کو جاویں نہ چھوڑ گھر کو　　کہتے ہیں کون جاوے تکلیف یوں اٹھانے
محشر میں حال ان کا کیا ہوگا اے عزیزو　　میں کہہ نہیں ہوں سکتا میرا خدا ہی جانے

اے مشفقو عزیزو صوفی کا وعظ سنکر
اسلام پر چلو تم سب چھوڑ دو بہانے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو ص۱ یا ص۲)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۳۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

بِسْمِ الْجَمِيْلِ فَعَالُهٗ بِسْمِ الْجَزِيْلِ نَوَالُهٗ
بِسْمِ الْجَلِيْلِ جَلَالُهٗ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ
رَحْمٰنٌ اِسْمٌ خَاصَّةٌ لِلّٰهِ مَحْضًا نَاصَّةً
قَدْ زَالَ مِنْهُ خَصَاصَةٌ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ
هُوَ الرَّحِيْمُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُعَاقِبُ الْكٰفِرِيْنَ

لِلّٰهِ دُرُّ الْمُهَاجِرِيْنَ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَمِيْدِ وَالشُّكْرُ لِلْمُعْطِي الْوَحِيْدِ

اَلْمُبْدِئُ وَهُوَ الْمُعِيْدُ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ

يُؤْتِيْ لِرَجُلٍ مُلْكَهٗ يُغْرِقُ لِاٰخَرَ فُلْكَهٗ

يَاْخُذُ لِحَافَ هُلْكَهٗ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ

صَلَوَاتُ رَبِّيْ نَازِلٌ مِثْلُ الْغَمَامِ هَاطِلٌ

فَوْقَ الْحَرِيْمِ مُوَاصِلٌ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ

وَعَلٰى جَمَاعَةِ اٰلِهٖ مَعْ صَحْبِهٖ وَعَيَالِهٖ

مُتَادِّبِيْنَ بِحَالِهٖ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ

بُوْبَكْرٍ مِّنْهُمْ اَفْضَلُ عُمَرُ قَوِيٌّ اَعْدَلُ

عِثْمَانُ اَسْخٰى اَكْمَلُ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ

اَسَدٌ شُجَاعٌ لِلْحُرُوْبِ بِالْجُوْدِ كَشَّافُ الْكُرُوْبِ

مِنْ فَضْلِ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ

عَمَّاہٗ اَبْطَالُ الْوِغَا سِبْطَاہُ کَبِدُ الْمُصْطَفٰی
وَالْفَاطِمَۃُ خَیْرُ النِّسَآءِ اَللہ جَلَّ جَلَالَہٗ
اِخْوَانُنَا قَدْ خَانَنَا اَعْضَاؤُنَا عَضُّوْا لَنَا
اَذَانُنَا اَذٰی لَنَا اَللہُ جَلَّ جَلَالَہٗ
اَعْمَالُنَا اَعْمٰی لَنَا اَفْعَالُنَا اَفْعٰی لَنَا
اَحْوَالُنَا اَحْوٰی لَنَا اَللہُ جَلَّ جَلَالَہٗ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اڑتالیسواں وعظ دربیان بدعات زمانہ

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایمان والو!

جب نماز جمعہ کے لئے اذان دی جاوے تو اللہ کی یاد اور ذکر کی طرف دوڑو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو، کیونکہ یہ تمھارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانو۔
یعنی ذکر الہٰی کی طرف سعی کرنا اور بیع ترک کرنا تمھارے لئے مطلقًا بہتر ہے، اگر تم کو علم ہے تو اسی پر عمل کرو۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اللہ کے حکم کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور ہمیشہ کھیل کود میں مشغول رہتے ہیں۔
ترمذی میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی چیزیں لہو ولعب کی ہیں۔ سب بیہودہ ہیں، مگر ایک تو کمان سے تیر پھینکنا، دوسرے گھوڑے کو سدھانا، تیسرے اپنی بیوی سے ملاعبت کرنا (یہ تینوں کھیل فائدے ہیں) یعنی اکثر دل بہلانے کی چیزیں عزیز وقت کے ضائع کرنے والی اور لغو ہیں، مگر یہ تینوں چیزیں، یا جو ان کے مثل ہو جس میں کوئی معتد بہ فائدہ نہ ہو، ان کا مضائقہ نہیں۔
یہاں سے شطرنج، گنجفہ، چوسر اور دیگر ہزاروں لغویات کا حال معلوم ہو سکتا ہے بلکہ آثار مذموم میں اگر غور کرکے دیکھا جائے، تو باطل سے بڑھ کر کسی اور لقب کے مستحق نہیں ہیں اور جو فائدے اسمیں بیان کئے جاتے ہیں، عقلاء کے نزدیک ان کی کچھ وقعت نہیں ہے، حضرات اکثر نوجوانوں کو گنجفہ، شطرنج وغیرہ کھیلنے اور کبوتر بازی اور مرغ بٹیر لڑانے اور کنکوا وغیرہ اڑانے کی عادت ہے ان کو غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تبارک وتعالٰے نے جہاں شراب وقمار بازی کے حرام ہونے کو فرمایا ہے اس وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ شیطان یوں چاہتا ہے کہ تمھارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ تعالٰے کی یاد اور نماز سے دور کر دے پس ظاہر ہے کہ جب حرام ہونے کی علت یہ ٹھہری تو جس چیز میں یہ علت پائی جائے گی اس کو حرام کہا جاوے گا۔ ان سب کھیلوں میں جسقدر مشغولی ہوتی ہے اس کو دیکھنے والے جانتے ہیں، حتی کہ جو بشری طبعی حوائج ہیں، جیسے کھانا پینا، پیشاب پاخانہ ان کی بھی خبر نہیں رہتی اور نماز کا تو ذکر کیا ہے، علاوہ ازیں ان کھیلوں کی بدولت اکثر آپس میں گالی گلوچ اور رنج وتکرار اور کبھی کبھی ہاتھا پائی کی نوبت ہو جاتی ہے اور طرح طرح کی تکالیف پیش آتی ہیں، تو پھر اس کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے
حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من لعب بالنرد فقد عصی اللہ ورسولہ رواہ احمد وابن ماجۃ ومالک ۔ یعنی احمد، ابن ماجہ، اور امام مالک نے روایت کی ہے کہ جس شخص نے نرد (چوسر) کھیلا، اس نے اللہ تعالٰے اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔
ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص نرد سے کھیلے، پھر اٹھ

نماز پڑھے۔ تو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص پیپ اور خنزیر کے خون میں وضو کرے اور پھر اٹھ کر نماز پڑھے (روایت کیا اس کو احمد نے)

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ شطرنج اہل عجم کا قمار ہے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ شطرنج نہیں کھیلتا مگر گنہ گار یعنی اس کے کھیلنے سے گناہ ہوتا ہے اور آپ سے کسی نے شطرنج کھیلنے سے پوچھا۔ فرمایا کہ یہ باطل ہے اور اللہ تبارک وتعالےٰ باطل کو کبھی پسند نہیں کرتا ہے (ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے)

مسئلہ:۔ ہدایہ درمختار وغیرہ میں شطرنج کو صریحاً حرام لکھا ہے، خواہ اسمیں بازی لگائی جائے یا ویسے ہی کھیلیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسواسطے کھیلتے ہیں کہ اس سے ذکاوت بڑھتی ہے اور فنون حرب میں اس سے مدد ملتی ہے تو جواب یہ ہے کہ اول تو یہ بات بالکل لغو ہے اس کو ذکاوت سے کیا علاقہ بلکہ اور عقل بھی خبط ہوجاتی ہے، اسمیں کھیلنے والا ایسا منہمک اور شیفتہ ہوتا ہے کہ اور کسی چیز کی اس کو خبر تک نہیں رہتی۔ البتہ عجب نہیں کہ کھیلتے کھیلتے خاص شطرنج بازی میں خوب یاد ہوجاتی ہیں اور اسمیں ذہن دوڑنے لگتا ہو۔ سو اس سے کیا کام نکلا اور کون سا فائدہ ہوا؟ اسی طرح فنون حرب سے اسے کوئی تعلق نہیں اس میں تو اصلاحی چالیں ہیں۔ کہ اسپ اسطرح چلتا ہے اور فیل اس ہذا القیاس اس کھیل میں اور مختلف چالیں اور مختلف نام فرزین پیادہ وغیرہ رکھے ہوئے ہیں لڑائی کے جدا گانہ اصول علیحدہ علیحدہ قواعد وضوابط ہیں۔ غرض دونوں عذر بیہودہ اور واہیات ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے اس لئے ہم ان کے مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ اول تو اپنے امام مذہب جبکہ قرآن وحدیث کے موافق ہو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا محض حظ نفس کے واسطے بلاضرورت شدید جائز نہیں۔ اگر ایسی گنجائش دی جائے تو دین ومذہب کیا ہوگا۔ بلکہ ایک کھیل کود ہوجائے۔ کیونکہ سرامر میں کسی نہ کسی کا مذہب ورویہ تو ضرور خواہش نفسانی اور عمل شیطانی کے موافق نکل آئے گا۔ مثلاً وضو کرکے خون نکلوایا تو کسی نے کہا وضو ٹوٹ گیا پھر کر لو کہنے لگے ہم نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کیا پھر اتفاق سے بشہوت عورت کو ہاتھ لگایا۔ پھر کسی نے کہا اب شافعی مذہب کے موافق بھی وضو ٹوٹ گیا۔ اب تو دوسرا وضو کر لو۔ کہنے لگ گئے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کرلیا حالانکہ اس کا وضو بالاجماع باطل ہوگیا مگر اس نے بلے وضو نماز پڑھائی۔

اسی طرح ہزاروں خرابیاں دین کے اندر لازم آئیں گی۔ اسی وجہ سے علمار معتبرین نے اجماع کیا ہے کہ ایک مذہب معین کی تقلید واجب ہے (تقلید شخصی کے اثبات میں نماز حنفی مدلل حصہ اول کو منگا کر مطالعہ کرو۔ جس میں اس مسئلہ کو بڑی تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ مصنف) تاکہ دین میں خبط نہ کرے، اور بندہ نفس بن جائے۔

پھر یہ کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قدیم قول ہے اور اسمیں بھی انھوں نے یہ شرط ٹھہرائی ہے کہ کثرت سے نہ ہو۔ اور اسمیں ایسا انہماک نہ ہو کہ نماز اپنے وقت سے ٹل جائے بس ظاہر ہے کہ یہ شرطیں کہیں بھی نہیں پائی جاتیں۔

پھر یہ کہ اس سے بھی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے رجوع فرمایا ہے، چنانچہ نصاب والاحتساب میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ اب کسی حال میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب کو آڑ بنا کر کھیلنے کی گنجائش نہیں رہی اور اسمیں انہماک کا ایسا وبال ہے کہ خدا کی پناہ۔

کافی میں ایک شاطر کی حکایت لکھی ہے کہ سکرات موت میں اس کو کلمہ پڑھنے کو کہا گیا، بجائے کلمہ کے کہتا ہے۔ کہ شاہ رخ تجھ پر غالب ہوا اور فوراً مر گیا۔

بات یہ ہے کہ جب کوئی دل میں رچ جاتی ہے اور رگ و ریشہ میں سما جاتی ہے تو مرتے وقت اس کا غلبہ ہوتا ہے اور اسی دھن میں آدمی مر جاتا ہے ؎

ہر چہ میرد مبتلا میرد ہر چہ خیزد مبتلا خیزد

حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک شیطان پیچھے پیچھے جا رہا ہے دوسرے شیطان کے روایت کیا اس کو احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی نے۔

پھر کبوتر بازوں کی عادت دوسروں کے کبوتر پکڑنے کی بھی ہے، یہ سراسر ظلم اور غصب ہے جس کی نسبت حدیثوں میں آیا ہے، کہ اگر کسی کا حق کسی کے ذمہ رہ گیا ہوگا تو قیامت کے روز ظالم کی نیکیاں مظلوم کے گناہ ظالم کو دئے جائیں گے، پھر ظالم دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

اگر کبوتر باز یوں کہیں کہ دوسرے بھی ہمارا کبوتر پکڑ لیتے ہیں۔ اگر ہم نے بھی دوسرے کے کبوتر پکڑ لیا تو کیا مضائقہ ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ مبادلہ شرعاً اسوقت صحیح و معتبر ہے۔ جب کہ باہمی رضامندی کے ساتھ ہوا اور تمام شرائط انعقاد بیع کے موجود ہوں جس طرح تمام دنیا میں خرید و فروخت ہوتی ہے اور چھینا چھینی کا مبادلہ سراسر ظلم ہے کبھی ایک شخص میں بڑھ گیا، کبھی دوسرا اور جس نے ظلم کم کیا ہے اسکی

بھی نیت آخر خراب ہی رہتی ہے۔ کہ قدر زیادتی ہو سکے دریغ نہ کریں، گو قابو نہ پاتے کی وجہ سے مجبور رہے پس جب ظلم زائد کی نیت کی تو اس کا گناہ ضرور لکھا گیا، خواہ وہ شخص اس عمل پر قادر ہوا یا نہ ہوا؟

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ناحق آپس میں لڑیں اور ایک دوسرے کو قتل کردے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں (کسی نے عرض کیا) کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قاتل کا دوزخ میں جانا تو سمجھ میں آگیا۔ مگر مقتول کے دوزخ میں جانے کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا، جی تو اس کا بھی چاہتا تھا کہ اپنے قاتل کو قتل کرے مگر اس کا داؤ نہ چلا،

اگر کوئی کہے کہ کبوتر بازوں کا گروہ اس مبادلہ پر رضامند ہے کہ جس کے ہاتھ آجادے، لے جادے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر رضامندی تسلیم بھی کر لی جائے تو جوئے میں داخل ہے، جو رضامندی سے حلال نہیں ہوتا۔ اس کا جرم ہونا قرآن مجید منصوص ہے۔ غرض کسی طرح اس میں جواز کی صورت نہیں۔ پھر اس میں جو مشغول ہوتی ہے اس میں نہ نماز کی خبر رہتی ہے نہ اہل حقوق کے حق ادا کرنے کا نہ اپنے اہل وعیال کی خدمت گذاری کی۔ خود ایک مستقل وجہ اس شغل کے حرام ہونے کا یہ ہے کیونکہ عبادات وحقوق مذکورہ واجب ہیں اور ترک حرام واجب ہے اور یہ شغل اس حرام کا سبب ہوتا ہے اور حرام کا سبب حرام ہے۔ چنانچہ سب مقدمات ظاہر ہیں اور ان لوگوں کا بے دھڑک کوٹھوں پر چڑھ جانا اور پردہ دار لوگوں کی بے پردگی کی کچھ پرواہ نہ کرنا اور کبوتروں کو ڈھیلے پھینکنا۔ اس سے لوگوں کا پریشان ہونا، یہ ایک معمولی بات ہے جس کا قبح اور موجب بے عزتی محتاج بیان نہیں، درمختار میں ایسی صورت کی نسبت لکھا ہے کہ اگر منع کرنے سے باز نہ آئے، تو محتسب کو چاہیئے کہ ان کبوتروں کو ذبح کر ڈالے الغرض جس چیز میں اسقدر مفاسد ہوں وہ کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔

جسقدر خرابیاں کبوتر بازی میں ہیں، قریب قریب وہ کنکوا اڑانے میں بھی سب موجود ہیں۔

اول:۔ کنکوے کے پیچھے دوڑنا جسیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوڑنے والے کو شیطان فرمایا ہے۔

دوم کنکوے کو لوٹ لینا جس کی ممانعت حدیث شریف میں صراحتہً وارد ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لوٹتا کوئی شخص ایسا لوٹنا جس کی طرف لوگ آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہوں اور پھر بھی مومن رہے۔ یعنی یہ خصلت ایمان کے خلاف ہے۔ اس حدیث کے خواہ کچھ ہی معنی ہوں مگر ظاہراً تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو خارج از ایمان فرمایا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ اس لوٹنے میں تو مالک کی اجازت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ وسیلہ مطلق

نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ مالک کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی۔ چونکہ عام رواج اس کا ہوتا ہے۔ اس لئے خاموش ہو جاتا ہے۔ دل سے ہرگز رضامند اور خوش نہیں ہے۔ اگر اس کا قابو پڑے تو ڈور اور کنکوا ہرگز دوسرے کو نہ لینے دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کنکوا کٹ جاتا ہے بڑی کوشش سے جلدی جلدی ڈور کو کھینچتا ہے کہ جو ہاتھ لگ جائے وہی غنیمت ہے۔

سوم۔ ڈور کو لوٹ لینا، بلکہ اس میں ایک اعتبار سے کنکوے کو لوٹنے سے بھی زیادہ قباحت ہے کیونکہ کنکوا تو ایک ہی کے ہاتھ آتا ہے۔ سو ایک ہی گنہ گار رہتا ہے اور ڈور تو بیسیوں کے ہاتھ لگتی ہے بہت سے آدمی شریک گناہ ہوتے ہیں اور ان تمام آدمیوں کے گنہ گار ہونے کا باعث وہی کنکوا اڑانے والے ہیں تو حسب قاعدہ مذکورہ بالا ان سب کے برابر ان کے لئے اڑانے والوں کو گناہ ہوتا ہے۔

چہارم۔ ہر شخص کی نیت ہوتا کہ دوسرے کے کنکوے کو کاٹ دوں اور اس کا نقصان کر دوں سو کسی مسلمان کو ضرر پہونچانا حرام ہے۔ اس حرام کی نیت سے دونوں گنہ گار ہوتے ہیں۔

پنجم۔ نماز سے غافل ہونا جس کو اللہ تعالےٰ نے شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی علت فرمائی ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔

ششم۔ اگر کوٹھوں پر کھڑے ہو کر کنکوا اڑایا جائے تو آس پاس والوں کی بے پردگی ہوتا۔

ہفتم۔ بعض اوقات کنکوا اڑاتے پیچھے ہٹتے جاتے ہیں اور کوٹھے سے نیچے آ رہتے ہیں چنانچہ اخبارات میں اس قسم کے واقعات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اسمیں صریح اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے جو کہ آیت قرآنی سے حرام ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر آڑ نہ ہو۔ اس کی وجہ یہی احتمال ہے کہ شاید گر پڑے۔ سبحان اللہ! ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر کس قدر شفیق ہیں کہ ایسے احتمالات مضرت سے ہم کو روکیں۔ اور ہم ان کے احکام کی ایسی بے قدری کریں۔ افسوس! صد افسوس!

ہشتم۔ ایک خرابی اسمیں یہ ہے کہ کاغذ جو آلات علم میں سے اس سے اہانت ہوتی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ روٹی کا اکرام کیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہانت رزق ممنوع ہے۔ اسی طرح علم کے ادب کو کون نہیں جانتا۔ اسمیں دونوں کی اہانت ہے۔

نہم۔ ان سب کھیلوں میں مفت مال ضائع ہو جاتا ہے اور اسراف وتبذیر (فضول خرچی) کا حرام ہونا اوپر قرآن مجید سے ثابت

ہو چکا ہے۔

اب مرغ بازی اور بٹیر بازی کی نسبت ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہائم کے درمیان لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے۔ اس حکم میں مرغ تیتر، بٹیر، مینڈھے وغیرہ لڑانے سب آگئے اور واقعی عقل کے بھی خلاف ہے۔ خواہ مخواہ بے زبان جانوروں اور حیوانوں کو بلا کسی ضرورت اور مصلحت کے آپس میں لڑانا تکلیف دینا کیسے روا ہے اور کبھی اسمیں قمار بھی ہوتا ہے۔ یہ دوسرا گناہ ہے اور نماز اور دیگر امور ضروری سے غفلت میں ہوتا اور تضیع اوقات کرنا اور تمام تماشائیوں کو کے گناہ کا باعث بننا مزید براں ہے۔

الغرض۔ اپنے ایسے قیمتی اور گراں بہا وقت کو جس کا ایک لمحہ گذشتہ تمام جہان کے مال و متاع کے بخشش کرنے سے اور کسی کے کہنے سے واپس نہیں ہو سکتا۔ یوں ہی کھیل کود میں ضائع کر دینا ہر ذی عقل اور قدر دان کے سامنے کیسی حسرت اور افسوس کا مقام ہے۔ مسلمان بھائیو! موجودہ وقت کی جو اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنی نہایت بخشش اور عنایت کرم سے تم کو عطا کیا ہے۔ قدر جانو خدا اور رسول کے احکام کی متابعت اور سچے دل سے عبادت کرو۔ آپس میں نہایت محبت اور سلوک سے رہو۔ کسی کا بھید نہ چھیڑو۔ ناحق جانوروں اور حیوانوں کو تکلیف ایذا نہ پہونچاؤ۔ وقت کے گذر جانے کے بعد کف افسوس ملنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اللہ تبارک تعالےٰ تمام مسلمانوں کو اس پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین!

مانو تم حق کے امر کو یا زآؤ اس نہی سے — جس نے کیا رب خلق کو اک کن سے موجود از عدم
دنیا کو فانی جان لو مرنے کو برحق ٹھان لو — یہ بات حق کی مان لو، مانو اسے فرض اتم
جو امر سے غافل رہے اور نہی میں شامل رہے — در دوزخ اسفل رہے جلتا بصد درد و الم
یارو عزیز و دوستو دنیا میں ہرگز مت پھنسو — دل اس کی الفت میں نہ دو مت ہار دو تم اپنا جنم
آدم کہاں حوا کہاں یونس کہاں یوسف کہاں — ہارون کہاں موسیٰ کہاں اسبات کل ہے سب کو غم
چلنا یہاں سے ایک دن آوے نہ کام اعمال بن — چلنے کا دن آوے یہی گن وعدے سے کچھ زاید نہ کم
اک روز ایسا آوے گا جو قبر میں تو سووے گا — شرم گناہ سے رویگا مولےٰ رکھے اس جا شرم
چلنا وہاں لاچار ہے جس جا نہ کوئی یار ہے — یا مور ہے یا مار ہے یا خاک ہے یا خون بہم
ڈر اس گھڑی سے جا بنی من چھوڑیں تجھے کر کے دفن — ملتے بھریں سب مرد و زن مائی ڈیں کر کے منعدم
منکر نکیر آکر تب پوچھیں گے تیرا کون رب — چاروں طرف سے از غضب پھر خاک ہو تجھ پر ختم

مت کر بھروسہ زور کا مت دل دکھا اک مور کا
کر یاد اندھیر اگور کا جو ہے وہاں سو سو قدم

روز قیامت آئے جب خلقت اٹھے قبروں سے سب
قاضی ہوئے جس روز رب جاری کرے سب پر حکم

نیکی بدی تولیں وہاں نامہ عمل کھولیں وہاں
جب ہاتھ دیا بولیں وہاں جاتا رہے سارا بھرم

بھائی کو بھائی چھوڑ دے بیٹے کو مائی چھوڑ دے
خاوند لگائی چھوڑ دے ایسی پڑے کھلبل باہم

بیٹا نہ پوچھے باپ کو دیکھے جب اس کے پاپ کو
سب یار آپے آپکو ساتھی نہ ہو جز اپنا دم

آدم سے عیسیٰ تا نبی نفسی پکاریں گے سب ہی
بولے وہاں اک امتی حضرت نبی صاحب حشم

کوئی نہ کام آوے وہاں غیر از عمل اے مومناں
یا مصطفیٰ ہوئے شفیع یا بخشے مولا از کرم

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ط

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۱۱/۲)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر (۴۰)

خُطْبَةُ شَاہ وَلِیُّ اللّٰہ صاحب مُحَدِّث دِہلَوِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَقَدْ اَتٰى عَلَيْهِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ط فَسَوّٰهُ وَعَدَّلَهٗ وَعَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ فَضَّلَهٗ وَجَعَلَهٗ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ط ثُمَّ هَدَاهُ السَّبِيْلَ وَنَصَبَ لَهُ الدَّلِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ط اَمَّا

الْكَافِرُوْنَ فَاَعْتَدْنَا لَهُمْ سَلٰسِلَاْ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ يُعَذَّبُوْنَ بِاَصْنَافِ الْعَذَابِ ثُبُوْرًا ۝ وَاَمَّا الشّٰكِرُوْنَ فَنَعَّمَهُمْ وَكَرَّمَهُمْ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ فَسُبْحَانَ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بَعَثَهٗ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ وَاٰتَاهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَمَنَابِعَ الْحِكَمِ وَوَعَدَهٗ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَّجَعَلَهٗ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اُوْصِيْكُمْ وَنَفْسِيْ اَوَّلًا بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاُحَذِّرُكُمْ يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ يَوْمَ تُبْلٰى كُلُّ نَفْسٍ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا يَجِدُ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّنْدَمُ الْاِنْسَانُ وَلَا يَنْفَعُهُ النَّدَمُ وَيَطْلُبُ

للعود الی الدنیا ھیھات ان تعود ویخرج لہ کتاب یلقٰہ منشورًا۔ یا ابن اٰدم من اصبح علی الدنیا حزینًا لم یزدد من اللہ الا بعدًا و فی الدنیا الا کدًّا و فی الاٰخرۃ الا جھدًا و لم یزل ممقوتًا مھجورًا۔ یا ابن اٰدم ترزق فان الرزق مقسوم و الحریص محروم و الاستقصاء شوم و الاجل محتوم و قد فاز من لم یحمل من الظلم فقیرًا۔ یا ابن اٰدم خیر الحکمۃ خشیۃ اللہ و خیر الغنی غنی القلب و خیر الزاد التقوٰی و خیر ما اعطیتم العافیۃ و کان ربک قدیرًا و خیر الکلام کلام اللہ و احسن الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شر الامور محدثاتھا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ و لا دین لمن لا عھد لہ و کفٰی بربک بذنوب عبادہ خبیرًا بصیرًا۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ من کان یرید العاجلۃ

عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذُنُوبَنَا وَامْحُ عُيُوبَنَا وَاسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَكُنْ لَّنَا مُعِينًا وَظَهِيرًا ط وَاقْضِ حَاجَاتِنَا وَاشْفِ عَاهَاتِنَا وَاَذْ دُيُونَنَا وَكَفٰى مُجِيبًا قَرِيبًا عَلِيمًا خَبِيرًا ط اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيمِ ط اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ط مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ ط

چالیسواں وعظ دربیان روزی

حضرات! اللہ تبارک وتعالے سورۂ ہود میں ارشاد فرماتا ہے، کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ کے ذمہ ہے اس کی روزی اور وہ جانتا ہے۔ اس کے ٹھہرنے اور سونپنے جانے کی جگہ کو سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے۔ کتاب روشن یعنی لوح محفوظ میں۔

مسلمانو! اسمیں کچھ بھی شک نہیں ہے کہ وہ قادر مطلق ہی روزی رساں ہے۔ ہر مخلوق کو وہی روزی پہونچاتا ہے۔ انسان کی کیا طاقت ہے، کہ کسی کی روزی کا متکفل ہو، وہی اللہ تبارک وتعالے ہے جو ہر نیک وبد کو روزی دیتا ہے۔ اس موقعہ پر مجھے ایک قصہ یاد آگیا۔

جب اللہ تبارک وتعالے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جاہ وحشمت عنایت فرمایا اور جن وانس وحوش وطیور اور ہوا کو ان کے زیر فرمان کیا، تو آپ کے دل میں سب کی دعوت کرنے کا ارادہ پیدا ہوا اور اللہ تعالے سے استدعا کی، کہ اے پروردگار عالم! اگر تو مجھے اس بات کی اجازت دی، کہ میں ایک سال تک ہر مخلوق کو روزی پہونچاؤں تو اللہ تعالے نے بذریعہ وحی فرمایا کہ اے سلیمان تجھے اس کی استطاعت اور توفیق نہیں۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار عالم ایک دن کی روزی کا حکم دے۔ اللہ تعالے نے منظور فرمایا۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمام روئے زمین کے جن وانس کو بلا کر حکم دیا کہ چالیس دن تک کھانے پکا کر جمع کرنے جاؤ اور ہوا کو کہہ دیا کہ کھانے کی چیزوں پر نہ چلنے تاکہ کھانا نہ سڑ جائے بس جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک وسیع میدان میں لاکر چن دیا گیا۔ بعدہٗ اللہ تعالے نے بذریعہ وحی فرمایا کہ اے سلیمان! دعوت کو کس مخلوق سے شروع کیا جائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا کہ بحر وبر کے رہنے والوں سے۔ پس اللہ تعالے نے بحر محیط میں سے ایک مچھلی کو حکم دیا کہ آج تجھ کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعو کیا ہے۔ لہذا آج کا کھانا وہاں جاکر کھانا، پس مچھلی حسب ارشاد پروردگار عالم دسترخوان کی طرف آئی۔ اور سلیمان علیہ السلام سے عرض کرنے لگی کہ آج میری روزی پروردگار عالم نے آپ کے ذمہ کی ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ اچھا! جس قدر تیرا جی چاہے اس میں سے کھالے۔ آج سب کو اجازت عام ہے، پس وہ حسب معمول کھانا کھانے میں مشغول ہو گئی اور تھوڑی ہی دیر میں اس نے تمام انواع واقسام کا کھانا چٹ کر لیا اور پھر چلا کر کہا کہ اے سلیمان (علیہ السلام) میری شکم پری نہیں ہوئی، مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیے۔ میں ابھی بھوکی ہوں، حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے تعجب سے پوچھنے لگے کہ کیا تو سیر نہیں ہوئی۔ اس نے کہا بلب عالیجا نا

ابھی تو کچھ معلوم ہی نہیں ہوا کہ کھایا جائے یا نہیں، تب آپ نہایت ہی شرمسار ہو کر سجدے میں گر پڑے اور گڑگڑا کر کہنے لگے کہ پاک ہے وہ ذات جو تمام مخلوق کی روزی کا ضامن ہے ایسا کہ کوئی نہیں جانتا اور وہی ہر ایک کو اس کی بھوک کے مطابق غذا پہونچاتا ہے اور وہی ہر ایک کا روزی رساں ہے اس موقعہ پر مجھے ایک قصہ یاد آگیا۔

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بدرگاہ رب العالمین یہ خواہش ظاہر کی کہ یا الہ العالمین ایک بار میں تجھ سے اور ہمکلام ہونا چاہتا ہوں حکم ہوا کہ اچھا کوہ طور پر چلے آئیے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الہ العالمین، چھوٹے چھوٹے بچوں کو کس کے سپرد کر جاؤں؟ حکم ہوا کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو زمین پر ماریئے آپ نے تعمیل حکم کی، زمین پھٹی اور پانی کا چشمہ نکل آیا، پھر حکم ہوا کہ اپنے عصا کو دوبارہ زمین پر ماریئے۔ پانی پر عصا مارتے ہی اس میں سے ایک پتھر بحکم الہیٰ ظاہر ہوا، پھر حکم ہوا کہ اس پتھر پر عصا ماریئے جونہی کہ اس پتھر پر عصا مارا تو پتھر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس کے اندر سے ایک کیڑا سبز گھاس اپنے منہ میں لئے ہوئے یہ کہتا ہوا نکلا کہ حمد ہے اس ذات کی جو مجھ کو دیکھتا، میرا کلام سنتا، میرا مقام جانتا اور مجھکو روزی پہونچاتا ہے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ جبکہ میں اس کیڑے کو جو چشمہ کی تہ میں ایک پتھر کے اندر رہتا ہے کبھی بھولتا نہیں ہوں تو کیا آپ کے فرزندوں کو بھول جاؤں گا، ہرگز نہیں۔ پس اسی وقت موسیٰ علیہ السلام تائب ہوئے اور اپنے تمام بال بچوں کو خدا کے حوالے کرکے کوہ طور کی طرف روانہ ہو پڑے۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ تو ایسا روزی رساں ہے کہ سمجھ میں نہیں آیا کہ کس طرح پر ہر ایک کو پہونچاتا ہے چنانچہ کتنی بار اس کی آزمائش کی گئی منجملہ اس آزمائش کے ایک آزمائش کا ذکر کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ

ایک زاہد نے رزق کے بارے میں یقین کامل حاصل کرنے کے لئے عزم بالجزم کیا، پس وہ ایک جنگل کی طرف جا نکلا اور ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر وہاں ایک غار میں گھس کر اس خیال میں جا بیٹھا کہ بھلا دیکھوں تو سہی کہ مجھے اللہ تعالیٰ اس جگہ روزی پہونچاتا ہے۔ دیکھئے! وہ تو ادھر اس خیال میں تھا اور وہ خالق و رزاق اس کی روزی کا کس طرح بندوبست کرتا ہے، چنانچہ اتفاق سے ایک قافلہ راستہ بھول کر اس پہاڑ پر آنکلا بارش ہونے لگی اور بچاؤ کا مقام تلاش کرتے کرتے وہ سب اس غار میں آ نکلے جہاں وہ شخص پڑا ہوا تھا انہوں نے جونہی اس شخص کو دیکھا، تو پکار کر کہا کہ اے بندۂ خدا تو کیسے یہاں پڑا ہے مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا، انہوں نے خیال کیا کہ شاید سردی کی شدت سے یہ بول نہیں سکتا، پس انہوں نے اس کے گرد آگ سلگائی اور اسے خوب گرم کیا پھر باواز بلند بلایا، مگر کوئی جواب نہ ملا، پھر آن کے

خیال میں آیا کہ شاید یہ بیچارہ بھوک سے لاچار اور نڈھال ہے، پس وہ کھانا پکا کر اس کے پاس لائے اور اسے کھانے کے واسطے اشارہ کیا مگر اس نے کچھ نہ کھایا۔ پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ شاید یہ شخص بہت دنوں سے بھوکا ہے اس لئے اسے کھانے کی ہمت و طاقت نہیں ہے، پس انہوں نے اس کے واسطے نرم غذا فالودہ وغیرہ بنایا اور اس کے پاس لائے مگر پھر بھی اس نے اس کی طرف التفات نہ کیا۔ تب انہوں نے خیال کیا کہ شاید اس کی دانتی لگ گئی ہے پس ان میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور چھری کو ہاتھ میں لیا تاکہ اس کے منہ کو کھول کر لقمہ ڈالیں، جو نہی کہ انہوں نے اس کے منہ کو ہاتھ لگایا، اسی وقت وہ شخص ہنس پڑا، انہوں نے کہا کہ کیا تو دیوانہ ہے، اس نے کہا نہیں میرے ہنسنے کی وجہ اور ہے، جس کو سنکر تم اور بھی متعجب ہو جاؤ گے، انہوں نے کہا وہ کیا وجہ ہے؟ اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کر کے کہا کہ میں نے تو اللہ کو آزمایا تھا کہ وہ مجھے کیونکر روزی پہنچاتا ہے، پس اب میں نے یقیناً جان لیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی نہ صرف مجھ کو بلکہ اپنی ہر مخلوق کو جس جگہ اور جس حال میں ہو روزی پہونچاتا ہے۔

لیکن یاد رکھو، کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اندازہ کے مطابق روزی پہنچاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ شوریٰ میں ارشاد فرماتا ہے ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الأرض ولکن ینزل بقدر ما یشاء انہ بعبادہ خبیر بصیر۔ یعنی اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے روزی فراخ کر دے تو وہ زمین میں ضرور سرکشی کریں، ولیکن اندازہ سے اتارتا ہے، جس قدر چاہتا ہے، بے شک وہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھنے والا ہے۔

مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ ہر جاندار دوست دشمن کو وہی قادر مطلق روزی پہونچاتا ہے۔ جائے غور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز دیتا ہے تو اس کا کس قدر احسان جتاتا ہے، اور اگر کسی طرح کا کوئی قصور دیکھ لے تو اس سے اپنی بخشش و کرم کا ہاتھ اٹھا لیتا ہے مگر وہ خدائے جل و علا کے عیوب کو دیکھتا ہے لیکن کبھی اپنی غایت بخشش و کرم سے روزی کے دروازے کسی پر ہرگز بند نہیں کرتا دنیا میں اگر کوئی شخص ہم پر تھوڑی سی عنایت کرتا ہے تو کس قدر ہم اس کے مشکور و ممنون احسان بنتے ہیں اور اس کے حکم کی تعمیل میں کوشاں اور اس کی خیر خواہی کرتے ہیں، اگر بالفرض اس کی اطاعت کرنے کو دل نہ چاہے تو بھی بباعث شرم اسے کرنی ہی پڑتی ہے، لیکن سخت افسوس ہے کہ اس کی بے شمار نعمتیں جن کی تعریف سے زبان قاصر ہے مفت لیں اور اس کے احکام کو پس پشت ڈال دیں، عدول حکمی نافرمانی سرکشی کریں، حکم کا ماننا کیا فضول توجیہات کریں، ذرا غور کا مقام اور جائے انصاف ہے کہ اس

الحکم الحاکمین کی ہزاروں نعمتوں کو کھا کر ہمیں اس کی بھی توقیر و عزت کرنی چاہیئے۔ انی الحقیقت خدا کے احکام کی بجا آوری میں اگر غور و خوض کیا جائے تو سراسر اپنا ہی فائدہ ہے، اپنی ہی کامیابی ہے اور کامیابی بھی وہ کامیابی جسے فوز عظیم یعنی ایک بڑی بھاری کامیابی خداوند تعالیٰ نے بیان فرمایا ہو اگر غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہماری بندگی اور عبادت کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی کام ہی رکا رہتا ہے اس میں تو سراسر اپنا ہی فائدہ ہے کہ اگر اچھے افعال کریں گے تو عقبیٰ میں اچھی جگہ ملے گی ورنہ دوزخ میں ڈھکیل دیے جاویں گے۔

غرض ہمیں ضرور اس کی عبادت کرنے، اس کی نعمتوں کا مشکور ہونے اور انسان بننے کی اشد ضرورت ہے اور خدا اور رسول کی فرماں برداری کے بغیر ہرگز انسانیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنے معبودِ حقیقی اور رازقِ مطلق کو جاننا اور اس کے احکام کو ماننا ہی عقل اور تمیز ہے اور اسی کا نام انسانیت ہے۔

وقت آنست کزیں دار فنا گزریم　　کارواں رفتہ و ما بر سر راہ منتظریم
توشۂ راہ نداریم چہ تدبیر کنیم　　سفر دور دراز ست و ما بے خبریم
پدر و مادر و فرزند و عزیزاں رفتند　　واہ کہ ما غافل و مستیم چہ کوتاہ نظریم
خانۂ اصل ما گوشۂ گورستان است　　خرم آں روز کہ ما رخت در آنجا ببریم
دم بدم مے گزرند از نظر من یاراں　　ایں قدر دیدہ نداریم کہ بر خود نگریم
خانہ و خانقاہ منزل ما زیر زمین است　　ما بتدبیر آراستن بام و دریم
گرچہ ہمہ مملکت و ملک جہاں جمع کنند　　ما بغیر از کفنے ہیچ ز دنیا نبریم
پادشاہا تو حلیمے و رحیمے و غفور　　دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم

یارب از لطف و کرم عاقبت خاقانی
بخیر خود داں کہ ہمہ در طلب خواب و خوریم

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱ یا صفحہ ۲)

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۴۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَاَوْثَقُ الْعُرٰی کَلِمَۃُ التَّقْوٰی وَخَیْرُ الْمِلَلِ مِلَّۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَخَیْرُ السُّنَنِ سُنَّۃُ مُحَمَّدٍ وَاَشْرَفُ الْحَدِیْثِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی

وَاَحْسَنُ الْقِصَصِ هٰذَا الْقُرْاٰنُ وَخَيْرُ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُهَا
وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَاَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ الْاَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاَشْرَفُ الْمَوْتِ قَتْلُ
الشُّهَدَاءِ وَاَعْمَى الْعَمٰى الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدٰى
وَخَيْرُ الْاَعْمَالِ مَا نَفَعَ وَخَيْرُ الْهُدٰى مَا اتُّبِعَ وَشَرُّ الْعَمٰى
عَمَى الْقَلْبِ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى
وَمَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى وَشَرُّ الْمَعْذِرَةِ
حِيْنَ يَحْضُرُ الْمَوْتُ وَشَرُّ النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ
مِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يَاْتِي الْجُمُعَةَ اِلَّا دُبُرًا وَّمِنْهُمْ مَنْ لَّا
يَذْكُرُ اللّٰهَ اِلَّا هَجْرًا وَمِنْ اَعْظَمِ الْخَطَايَا اللِّسَانُ
الْكَذُوْبُ وَخَيْرُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى
وَرَاْسُ الْحِكَمِ مَخَافَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَخَيْرُ
مَا وَقَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْيَقِيْنُ وَالْاِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ

وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْغُلُولُ مِنْ حَرِّ
جَهَنَّمَ وَالْكَنْزُ كَيٌّ مِنَ النَّارِ وَالشِّعْرُ مِنْ مَزَامِيرِ
إِبْلِيسَ وَالْخَمْرُ جِمَاعُ الْإِثْمِ وَشَرُّ الْمَآكِلِ مَا كُلُ مَالَ
الْيَتِيمِ وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ
فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَإِنَّمَا يَصِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى مَوْضِعِ
أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ وَالْأَمْرُ إِلَى الْآخِرَةِ وَمِلَاكُ الْعَمَلِ خَوَاتِمُهُ
وَشَرُّ الرُّؤْيَا الْكَذِبُ وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ وَسِبَابُ
الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ وَأَكْلُ لَحْمِهِ مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ
وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ وَمَنْ يَتَأَلَّ عَلَى اللهِ يُكَذِّبْهُ
وَمَنْ يَغْفِرْ يُغْفَرْ لَهُ وَمَنْ يَعْفُ يَعْفُ اللهُ عَنْهُ وَمَنْ
يَكْظِمِ الْغَيْظَ يَأْجُرْهُ اللهُ وَمَنْ يَصْبِرْ يُضَعِّفُ اللهُ وَمَنْ
يَعْصِ اللهَ يُعَذِّبْهُ اللهُ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ
الْمَصِيرُ أَمَّا بَعْدُ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي الْكَلَامِ

اَلْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

اکتالیسواں وعظ دربیان روزی و توکل

مسلمانو! اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ ہود میں ارشاد فرماتا ہے۔ اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اسکی روزی اور وہ جانتا ہے، اس کے ٹھہرنے اور سونپے جانے کی جگہ کو سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے، کتاب روشن (لوح محفوظ) میں ؎

کان میں تیرے پڑا بھی ہے نعیم — حرف؟
یعنے ہے رزاق وہ پروردگار — رزق سب کو دیتا ہے لیل ونہار
رزق دیتا ہے وہ جب شام وسحر — پھر پھرے ہے کس لئے تو دربدر
جا قناعت پیشہ کر اے بے خبر — صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر

حضرات:۔ اس موقعہ پر مجھے ایک دلچسپ قصہ یاد آگیا ہے، جس کا بیان کردینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا، وہ یہ ہے،

حکایت عابد

کوہ لبنان میں تھا اک عابد مقیم — غار میں جس طرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاھر کی ساری چق وبق — غار میں بیٹھا کرے تھا یاد حق
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار — رات کو کرتا عبادت بے شمار
قدرت حق سے اسے اک وقت پر — نان و حلوا پہنچتا اے نامور
آدھا اس سے رات کو کھاتا تھا وہ — اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مرد خدا! — یاد میں اللہ کے مشغول تھا
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا — فکر کھانے پینے کا اس کو نہ تھا

نان و حلوہ دیتا تھا اس کو خدا / بے مشقت اور بے محنت سدا
آخرش اک روز بہر امتحاں / ہو گیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ پر آیا طعام !! / وہ زار و نحیف اسے نایاب نام
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر / سینکڑوں آنے لگے دل میں خطر
بھول جب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ / فکر کھانے میں رہا وہ ساری رات
اور نہ کی اس نے عبادت کچھ ادا / اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
الغرض کی رات تو جوں توں بسر / ہو لیا اتنے میں ہنگام سحر
آخرش وہ اٹھ کے با صد اضطراب / غار سے باہر نکل آیا شتاب
کوہ پہ ہو کر کھڑا وہ بے خطر / اور لگا پھر دیکھنے ادھر ادھر
جب کہ چاروں طرف کی اس نے نظر / دور سے اک دیہہ اسے آیا نظر
کوہ سے نیچے اتر کر وہ اخی !! / گاؤں کے اندر گیا با صد خوشی
اور کیا عابد نے جلد قصد مکاں / تا کرے افطار روزہ اس سے رواں
گاؤں سے باہر نکل کر وہ جواں / غار کی جانب ہوا جس دم رواں
ایک کتا گبر کے دروازے پر / رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
بھوک کے مارے تھا یہ احوال سگ / دکھتے تھے استخواں اور پوست رگ
گرچہ اس کے آگے کوئی جو کبھی !! / کھینچتا تھا گرد وہ پرکار بھی !
وہ کتا روٹی اس کو جان کر / جان دیتا تھا وہ اس پر بے خطر
جو زبان پر آتا تھا لفظ خبر / وہ سمجھ کر خبز دیتا اس پہ سر
کتا بو پا کر کے عابد کی ڈرا !! / دوڑ کر جھٹ اس کے پیچھے جا پڑا
جب لگا عابد کو پہنچانے ضرر / ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
ایک روٹی بچ رہی تھی اس سے جو / لے کے اس کو دوڑا وہ مرد نکو
کتا جب اس سے فراغت پا چکا / دوڑ کر عابد کا پھر پیچھا کیا
دوسری روٹی جو اس کے پاس تھی / تنگ ہو کر وہ بھی اس نے ڈال دی
دے کے اس کو پھر ہوا عابد رواں / اس کے ایذا سے کہ تا پاوے اماں
دوسری روٹی جب وہ کھا چکا ! / چھڑ چھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا

پیچھے اس کے مثل سایہ وہ چلا بھونکتا اور کپڑے اس کے پھاڑتا
ہو کے عاجز اس سے عابد نے کہا میں نے دیکھا ہے نہ تجھ سا بے حیا!
تیرے مالک نے دو روٹی کے سوا! کچھ نہیں مجھکو دیا اے بے حیا!
سو وہ دونوں تجھ کو اب میں دے چکا پھر کیوں ہے گرد تو تجھ کو بتا!
اور کیا چاہے ہے مجھ سے اے پلید کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مرید
قدرت حق سے وہ کتا ناگہاں گفتگو کرنے لگا چوں مرداں
یہ لگا کہنے کہ اے مرد خدا غور کر تو، میں نہیں ہوں بے حیا
بچپنے سے اب تلک اے نامور رہتا ہوں اس گھر کے دروازے اوپر
گھر کا اس کے بن رہا ہوں درباں بکریوں کا اس کی میں ہوں پاسباں
گاہ تو دیتا ہے مجھ کو پارۂ ناں اور گاہے دیتا ہے کچھ استخواں
اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے کچھ نہیں اس دن کھلاتا ہے مجھے
گذرے ہیں مجھ پر بہت شام و سحر روٹی ہڈی کچھ نہیں آتی نظر
گاہ ہوتا ہے کہ تیسرے پہر کو نے میسر آب کو، نے مجھکو ہو
ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں خشک ٹکڑے کا نہ کچھ پایا نشاں!
پرورش پائی جو میں اس در اوپر اور کسی در پر نہیں کرتا گذر!
گرچہ صدہا رنج اب سہتا ہوں شکر صبر سے رہتا ہے گاہے مجھکو شکر
کھیلتا ہوں عشق کی بازی سدا ساتھ اس کے میں بصد رنج و عنا
الغرض یہ عاصی اس در کے سوا اور کے در کو نہیں پہچانتا!
اور تجھے جو ایک دن اے نوجواں نے ملا تقدیر سے حلوا و ناں
پس بنائے صبر میں آئی شکست غیر کے در پر گیا اے خود پرست
اپنے اس رزاق کا در چھوڑ کر گبر کے در تو آیا دوڑ کر!!
کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر
واسطے روٹی کے اپنے دوست کو چھوڑ کر آیا یہاں اے نیک خو!
اور دشمن اس کے سے کی دوستی کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخی!
اب ذرا منصف ہو اے مرد خدا بے حیا تو ہے کہ میں ہوں اب بتا

سن کے یہ عابد گرا بے ہوش ہو   پیٹ کر سر رہ گیا بے ہوش ہو!
یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی   اس سگ ملعون نفس امداد کی

مسلمانو! خوب یاد رکھو، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ صبر کا اجر ضرور دیتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے ہے کہ ایک درویش بڑے پارسا نیکوکار تھے لیکن نہایت مفلس و نادار، ان کی بیوی ہمیشہ گھر کے خرچ اخراجات کے واسطے جھگڑا کرتی، وہ بیچارے اس سبب سے اکثر پریشان خاطر رہتے اور اپنے مصائب پر صبر کرتے۔ ایک روز یہ ٹھان کر گھر سے باہر نکلے کہ کسی کی مزدوری کر کے معقول رقم لے آؤں اور بیوی کے آئے دن کے جھگڑے سے نجات پاؤں۔ بس آپ بازار میں جا کھڑے ہوئے حسب معمول لوگ آئے اور مزدوروں کو اپنی اپنی احتیاج کے موافق لے گئے۔ لیکن خدا کی قدرت اس کو کسی نے نہ پوچھا۔ پھر جب ایک پہر انتظار میں گذر گیا اور ان کی طرف ایک بھی نہ آیا تو ناچار جنگل کی طرف چلے گئے۔ وہاں جا کر ایک گوشے میں بیٹھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ جب دن گذر گیا تو آپ گھر میں تشریف لے آئے۔ ابھی وقت بیوی نے پوچھا، کہ کیا مزدوری لائے ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ جس کے ہاں میں نے مزدوری کی ہے اس نے وعدہ کیا ہے، کہ آج اور کل کی مزدوری اکٹھی دوں گا۔ پھر مجبوری میں واپس گھر چلا آیا ہوں۔ کل دو روز کے پیسے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے اکٹھے لے آؤں گا۔ پس خود بدولت مع عیال و اطفال کے بغیر کھانے پینے کے بستر پر پڑ گئے اور سو گئے، صبح کو اٹھتے ہی حسب معمول نماز فجر ادا کر کے بازار میں تشریف لے گئے، خدا کی قدرت اس دن بھی آپ کو کسی نے نہیں بلایا، بہت دیر تک مزدوروں کے مقام پر انتظار کرتے رہے، پھر جب بالکل بے امید و مایوس ہو گئے، تو لاچار ہو کر اسی مکان میں جہاں گذشتہ روز عبادت کی تھی چلے گئے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے جب شام ہو گئی تو گھر کو تشریف لائے، پھر بیوی نے حسب معمول ان سے پوچھا کہ دو روز کی مزدوری لائے آپ نے جواب دیا کہ جس شخص کے گھر میں مزدوری کرتا ہوں وہ شخص بڑا دانا اور سخی ہے، اس کی خوبیوں کو دیکھ کر مزدوری مانگنی اور پھر اس کے واسطے ضد کرنا مناسب نہیں جانتا، بلکہ شرم آتی ہے، اے بیوی آج کے کے دن بھی تو مجھے معاف کر، بری باتیں نہ سنا، کل تینوں دنوں کی مزدوری انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ملے گی بیوی دل ہی دل میں کڑھ کر چپ ہو رہی، لڑکے بالوں سمیت سب بھوکے سو رہے۔ جب صبح ہوئی تو نماز ادا کر کے پھر بازار کو گئے اور جی میں سوچنے لگے کہ اگر آج بھی مزدوری نہ ملی تو شام کو بیوی سے کیا عذر کروں گا، اور کیونکر اس کے طعن و تشنیع سے بچوں گا علاوہ ازیں اس دن بیوی نے پیسوں کے واسطے ایک تھیلی میاں کے حوالے کی تھی، وہ بے چارے ہاتھ میں تھیلی لئے مزدوروں کے مقام پر منتظر کھڑے رہے

کہ کوئی بلا دے تو جاؤں، وقت پر لوگ آئے اور دوں کو لے گئے مگر یہ وہیں کے وہیں کھڑے رہے
کوئی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ آخر لاچار ہو کر دل میں کہنے لگے، کہ آج تیسرا دن ہے۔ کسی نے مجھے نہیں
بلایا، اب بیفائدہ کیوں یہاں اپنے اوقات ضائع کروں، بہتر یہی ہے کہ چل کر اسی مکان میں اپنے معبود
حقیقی کی جناب میں سر جھکاؤں اور اسی سے اپنا دلی مطلب عرض کروں، یہ سوچ سمجھ کر وہاں سے اس مقام
پر چلے گئے اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ پھر جب شام ہوئی تو دل میں خیال ہوا کہ آج ایک ایسا حیلہ کرنا
چاہیئے کہ جس سے بیوی کے طعن وتشنیع سے بچ جاؤں، پس اس تھیلی کو ریت سے بھر کر ہاتھ میں لیا کہ جب
بیوی کھولے گی تو اس سے یہی کہوں گا کہ اس شخص نے جس کے یہاں میں کام کرتا ہوں بڑی دغا کی کہ اس
نے میری تھیلی کو ریت سے بھر دیا۔ آج تم صبر کرو، کل میں اس سے سمجھوں گا۔ اور کئی دن کے پیسے پورے
پورے بھر لوں گا۔ پس اس طریق سے آج کا روز ٹل جائے گا۔ کل اللہ کارساز ہے، دیکھا جائیگا
الغرض یہ خیال کر کے تھیلی ریت سے بھر لی اور گھر کی طرف چلے، جوں ہی گھر میں داخل ہوئے کیا
دیکھتے ہیں کہ بیوی صاحبہ بہت خوش بیٹھی ہیں، لڑکے بالے کھا پی کر آسودہ ہو کر کھیل کود رہے ہیں
پوچھا، کہو بیوی کیا ہے؟ آج تم بہت خوش وخرم نظر آتی ہو؟ اس نے کہا تم سچ کہتے تھے کہ وہ شخص جس
کے ہاں تم کام کرتے ہو بڑا سخی اور بامروت ہے۔ کئی گھنٹے گذرے ہوں گے کہ اس نے ایک بوڑھے
آدمی کے ہاتھ ایک تھیلی بھیج دی تھی۔ اس بوڑھے نے آکر دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا
کون ہے؟ کہا کہ تمھارا شوہر جس کے ہاں کام کرتا ہے، اس نے ان کی مزدوری کے پیسے تھیلی میں بھر کر
بھیجے ہیں۔ اس کو لے لو، یہ کہہ کر تھیلی میرے حوالے کی اور آپ چلا گیا۔ میں نے تھیلی اندر
لا کر کھولی تو دیکھتی کیا ہوں کہ اس میں چھ سو اشرفیاں ہیں، پس اس میں سے ایک اشرفی
توڑ کر کھانے کا اسباب بازار سے منگوا لیا ہے۔ یہ بات سنتے ہی وہ بزرگ رو پڑا اور صدق
دل سے اس مالک دو جہاں اور خالق کون ومکاں کی حمد وثنا کرنے لگا۔ بیوی نے کہا کہ سچ بتا کہ یہ کیا
معاملہ ہے، رونے کا کیا مقام ہے؟ اس نے تینوں دنوں کی تمام حقیقت بیان کر دی، اور کہا کہ
تمھاری خفگی اور ناراضگی کے خوف سے میں نے ایک حیلہ ٹھہرا کر اس تھیلی کو ریت سے بھرا تھا
لیکن اس خداوند جل وعلا نے مجھ عاجز کو سرفراز کیا، اور اپنے خزانہ سے ہیچمداں اور بے بضاعت
کو مالدار بنا یا، بھلا ایسا خداوند اس کے سوا اور کیا ہے کہ تھوڑی مزدوری میں بہت سا انعام
دے۔ بیوی نے اس تھیلی کو جو کھولا تو بیش قیمت لعل وجواہرات سے بھرا پایا۔ اس نے نہایت خوش
ہو کر خداوند کریم کی دل وجان سے شکر گذاری کی اور اپنے خاوند سے اپنی غلطی کی معافی مانگی۔

غرض ! اے مسلمانوں ہر طرح سے اللہ تعالےٰ نے جو کسی کی قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ ضرور ہی پہونچا دیتا ہے، لیکن یاد رہے کہ اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان محنت و مشقت کرنا چھوڑ دے۔ گنجے، بہرے اور اندھے کی طرح بن کر بیٹھے رہے اور اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ نہ پالے، بلکہ اس سے میری غرض یہ ہے کہ اپنے خداداد اعضاء کو جو بڑی بھاری نعمت ہیں، محنت و مزدوری کے واسطے استعمال کرے اور روزی پیدا کر کے پیٹ پالے۔

رزق ہر چند بے گماں برسد ! شرط عقل است جستن از درہا

روزی بے شک مل جاتی ہے لیکن بتقاضائے عقل روزی کے واسطے کوشش ضرور چاہئے محنت اور تفاوت روزی خدا کے بے پرواہ اور رازق ہونے کا ایک بین ثبوت ہے بعض دنیا میں دن بھر محنت شاقہ کرنے سے ایڑی سے چوٹی تک کا پسینہ بہ جاتا ہے۔ ہانپتے دن گذر جاتا ہے شام کو چور ہو کر بستر پر آگرتے ہیں۔ بجز نان شبینہ کے جس سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ بمشکل پال لیتے ہیں۔ اور کچھ زیادہ وصول نہیں ہوتا۔ بعض چند مقررہ ساعات کے تھوڑے منٹ نہایت آسودگی اور آرام سے کام کر کے سیکڑوں روپیہ حاصل کرتے، مزے سے رنگا رنگ اور گوناگوں نعمتوں کو کھاتے ہیں اور بڑے کھلے دل سے تمام خرچ اخراجات کر کے کچھ جمع بھی کر لیتے ہیں بعض کو اتفاقاً کہیں سے دفینہ مل جاتا ہے کہ جس سے وہ اپنی زندگی عیش و عشرت سے گذارتے ہیں کہ یہ سب کچھ خدا کے رازق اور بے پرواہ ہونے کا کافی ثبوت نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ سے ہر وقت ڈرنا لازم ہے اور اپنی کوشش اور جانفشانی کو بجز ذریعہ کے کچھ اور نہیں سمجھنا چاہئے اور ذریعہ و سبب (یعنی کام کاج) سے اس سبب بنانے والے سبب (یعنی خدا) سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے، وہی رازق مطلق اور عبادت کے لائق ہے۔

اللہ تبارک و تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو قوت حلال پیدا کرنے کی توفیق بخشے اور اس ذات باری کو رازق مطلق سمجھنے کی ہمت بخشے۔ آمین ثم آمین۔

باز آؤ حرص دنیا سے خدا کے واسطے ۔۔۔ یاد کر لو فکر کچھ روز جزا کے واسطے
نفس کی تابع میں ہو کر بھولنا اچھا نہیں ۔۔۔ آئے تھے دنیا میں ہم کر غور کس کے واسطے
حیف سوتے ہی گذاری صبح اور وقت اذاں ۔۔۔ مرغ و ماہی سب اٹھے یاد خدا کے واسطے
کب عمارت میں جہاں کے پائداری ہے میاں ۔۔۔ عمر کھوتا ہے عبث اس کی بنا کے واسطے
قصد جھگڑا، بغض و کینہ جھوٹ اور مکر و فریب ۔۔۔ مت کرو دن رات عمر بے بقا کے واسطے

ہے تکبر زر پہ لاحاصل کہ بعد از مرگ کے
ایک ہی رستہ ہے سب شاہ و گدا کے واسطے

مال و زر گنج و زمین فوج و سپاہ و گنج و حشم
کب کسی کو ہے بقا سب ہیں فنا کے واسطے

بیٹھ گنج صبر میں قسمت میں ہے جو پائے گا
مت اٹھا رنج و عنا گنج و غنا کے واسطے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ؕ

(اینجا بنشیند و باز برخاسته خطبۂ ثانیہ بخواند۔ (خطبہ ثانیہ کے لیے دیکھو صلا یا صنہ)

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۴۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ؕ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْئَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ قَدْ دَنٰى اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا ؕ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ

يَعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا ۝ إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا فَإِنَّ لِلْمُنْصِتِ الَّذِىْ لَا يَسْمَعُ مِنَ الْخُطْبَةِ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِتِ السَّامِعِ فَإِذَا قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوْفَ فَإِنَّهٗ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ ۔ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ؕ

بیالیسواں وعظ دربیان روزی

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ سورۂ ہود میں ارشاد فرماتا ہے، اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر (جاندار) مگر اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اور وہ سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے، کتاب روشن (لوح محفوظ) میں، جانتا ہے، اس کے ٹھہرنے اور سونپے جانے کی جگہ کو۔

مسلمانو! اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ وہ خالق ورازق عجیب طور پر لوگوں کو روزی پہونچاتا ہے۔ جیسا کہ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔

مانگی یہ داؤد نے اک دن دعا — یا رازق الغربان فی اعشاشہا
رزق دیتا ہے زاغ کے بچوں کو تو — گھونسلوں کے بیچ کے بے جستجو

یعنی جو ہے تیری رزاقی کی شان
پوچھا اصحاب نجبا نے اے نبی!
وہ تو ہے رزاق ہر وحش و طیور
شرح کر اس کا ذرا بہر خدا
بولے یوں پیغمبر وقت زماں!
گوش جاں اپنے کو کر اس وقت وا
جست رزاقی پر اس کے ہو یقیں
گھونسلے میں بیضہ چوڑ دیتا ہے زاغ
مدت معہود تک ان پر سزا
بیضہ سے جب ہوتے ہیں بچے نمود
پشم تن پر ان کے ہوتی ہے سفید
وہ سمجھتا ہے کہ بیضہ اور کے
دیکھ کر ابیض انھیں ہو خشمگیں
گر مرے ہوتے تو ہوتے یہ سیاہ
غصہ میں آ آشیانہ سے جدا
لیک گاہ گاہ ان کے حال کو
بھوک سے جب حال ان کا ہو تباہ
حکم ہوتا ہے ہوا کو جلد جا
بھوکے ہو کر جب کریں وہ منھ کو وا
اشتہا ہوتی ہے ان کو جس قدر
اس طرح جب لے وہ بچوں کی خبر
وہ کہے ہے آپ
جب کہ ہوں چالیس دن ان پر گذر
رنگ جب بچہ کا ہوتا ہے سیاہ
زاغ کو اس بات کا جب ہو یقیں

کب بسر کا ہے پچے داں وہم و گماں
زاغ کے بچوں کو کیوں تخصیص کی
وجہ کچھ تخصیص کی ہے بالضرور
دغدغہ یہ تھا ہر اک کے دل سے جا
مستتر ہے اسمیں بھی راز نہاں
تا کہ سمجھو تم بھی اس کا مدعا!
جانو دل سے اس کو رب العالمین
ہوتا ہے درخت سے اسدم باغ باغ
بیٹھا رہتا ہے نہیں ہوتا جدا
قدرت حق سے جب وہ پاتے ہیں وجود
زاغ اپنے دل میں ہووے ناامید
آشیانہ میں کسے نے رکھ دئے!
دل میں سمجھے یہ مرے بچے نہیں!
ہوتا اسود رنگ یہ شکل ددواہ
پانی دے ان کو نہ دانہ اسے فتا
اور وہاں لے گا نہ وہ شن نیکھے ہے وہ
رزق ان کا بھیجتا ہے یوں الہ!
گھیر کر پسوؤں کو جلد لا
جان کر خوراک مچھر اس میں جا
پشہ لے جاتے ہوا داں گھیر کر!
رزق کا اپنے مجھے پھر کیا ہے ڈر
تو پھر سے ہے در بدر خوار و تبہ
اور سیاہ نکلیں بدن ان کے پہ پر
برطرف ہو زاغ کا بھی اشتباہ
بچے میرے ہیں کبوتر کے نہیں!

پھر نتے سر سے محبت کا ہے جوش
مہر والفت سے لگے کرنے خروش

عشق ہو سینہ میں اس کے شعلہ زن
بچوں پر قت بیان کرے وہ جان و تن

رزق کا بچوں کے اپنے اہتمام!
پھر بذوق دل کرے ہر صبح و شام

بچوں پر ہو جان اور دل سے فدا
اور کھلائے دم بدم ان کو غذا

وجہ یہ تخصیص کی ہے دوستو
سمجھو تم بھی اس سخن کے مغز کو

رزق تیرا خود تیرا جویا ہے یار
تو تجسس میں عبث ہو وے نہ زار

غرض! اللہ تعالیٰ کے رزق پہنچانے کے عجیب وغریب طریقے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے توبہ کرنے کا عجیب باعث ہوا کہ آپ ایک دن شکار کے واسطے باہر نکلے، اور ایک منزل میں جا اترے، کھانے کے واسطے دستر خوان بچھایا گیا۔ یکایک ایک کوا آیا اور دستر خوان سے روٹی کا ایک ٹکڑا اپنی چونچ میں لے کر چلتا بنا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر سے نہایت تعجب کیا اور فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر اس کوے کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ وہ کوا پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور آپ کی آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ پس آپ بھی اس پر چڑھ گئے اور دور سے اس کوے کو دیکھ کر آہستہ آہستہ اس کوے کی طرف چلے، ابھی وہ دور ہی تھے کہ کوا انہیں دیکھ کر اڑ گیا وہاں دیکھتے کیا ہیں کہ اس جگہ ایک آدمی چت لیٹا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں آپ نے فوراً گھوڑے سے اتر کر اس شخص کا بندھن کھولا اور اس سے حقیقت حال پوچھنے لگے۔ اس نے کہا کہ جناب میں سوداگر تھا۔ سات روز کا عرصہ گذرتا ہے کہ میں ڈاکوؤں کے ہاتھ پڑ گیا۔ انہوں نے میرا سارا مال واسباب لوٹ لیا اور مجھے باندھ کر اس جگہ پر رکھ دیا۔ لیکن قربان جاؤں اس ذات عز وسبحانہ پر کہ اس نے ایک دن بھی مجھے بھوکا نہیں رکھا، ہر روز ایک کوا روٹی لے کر آتا اور میرے سینے پر بیٹھ کر اپنی چونچ سے روٹی توڑتا اور پھر میرے منہ میں ڈالتا ہے، پس ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کو گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ہمراہ لے آئے اور اپنے لباس فاخرہ کو اتار کر کمبل وگودڑی پہن لی اور غلاموں کو آزاد کر دیا، سب مال ومتاع وقف کر دیا اور ہاتھ میں عصا لے کر مکہ معظمہ کا رخ کیا لیکن نہ تو کوئی سواری لی اور نہ ہی کوئی توشہ ساتھ لیا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور خرچ وغیرہ کی کچھ بھی پرواہ نہ کی، مگر اللہ تعالیٰ نے راستہ میں آپ کو ایک دن بھی بھوکا نہ رکھا۔ آپ بآرام خانہ کعبہ میں جا پہنچے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔

ایسا ہی ایک اور سچا واقعہ ایک بزرگ کامل کا آگیا ہے وہ یہ ہے کہ:-

مالک ابن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سفر حج میں ایک سیاہ کوے کو دیکھا کہ اپنی چونچ میں دو روٹیاں لئے آگے جا رہا ہے۔ جوں ہی میں کچھ آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد خستہ اور دست پا بستہ پڑا ہوا ہے۔ اور وہ کوا روٹی کے نوالے اس کو کھلا رہا ہے۔ جب یہ سیر ہو گیا تو اڑ گیا۔ میں نے اس شخص سے تمام حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں حج کے لئے جا رہا تھا۔ کہ راہزنوں اور راہزنوں اور ڈاکوؤں نے میرا تمام مال و متاع چھین لیا اور مجھ کو اس مصیبت میں ڈال دیا۔ پانچ چھ روز تک بھوکا پیاسا تڑپا کیا۔ چھٹے دن دعا قبول ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کوے کو مقرر کیا۔ یہ کوا مجھے ہر روز کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی یہ حالت دیکھ کر آبدیدہ ہوا اور فوراً اس شخص کے ہاتھ پاؤں کھول دئے اور اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ چلتے چلتے ایک جگہ ہم دونوں پہ پیاس اور تشنگی نے غلبہ کیا۔ اثنائے راہ میں ایک چاہ پر آہوؤں کے ایک گلے نے آکر پانی پیا۔ جوں ہی کہ ہم قریب ہوئے تو آہو ہماری آہٹ پر رم ہوئے۔ پس ہم نے چاہ کی طرف بڑھ کر ڈول سے پانی نکالا۔ جب ہم پانی پی کر خوب آسودہ ہوئے، تو دل ہی دل میں کہنے لگے، اے مالک الملک آہو نہ تو رکوع کریں سجود۔ ان کے لئے پانی تو کنوئیں کے کنارے تک آ گیا۔ لیکن ہم کو بغیر ڈول اور رسی کے پانی نہ ملا۔ غیب سے ندا آئی۔ کہ اے مالک بن دینار! آہوؤں کو تو صرف مجھ پر توکل تھا لیکن تم کو ڈول اور رسی پر بھروسہ تھا۔ مالک بن دینار رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہمارے ہوش اڑ گئے اور ایک وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ اسوقت ہم نے ڈول اور رسی پھینک دیا۔ ایک اور ذکر یاد آ گیا کہ:-

حضرت ابراہیم علیہ السلام بغیر مہمان کے کھانا تناول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کئی روز ہو گئے کوئی مہمان نہ آیا۔ آپ شہر سے باہر مہمان کی تلاش کو گئے۔ دور سے نہایت ضعیف و نحیف بوڑھا نظر آیا۔ دو سو برس کی عمر کا معلوم ہوتا تھا۔ اور داڑھی بھوں، پلک وغیرہ سب مثل سفید دودھ کے دکھائی دیتے تھے اور ضعف کے باعث نہایت ہی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا تھا۔ ابراہیمؑ اسکو دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوئے اور بڑی تعظیم و تکریم و عزت و توقیر کے ساتھ اسے گھر لائے اور کھانے کے واسطے دستر خوان بچھایا گیا اور کھانا چنا گیا۔ سب اہل خانہ نے حسب معمول بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کیا۔ لیکن وہ پیر مرد بغیر بسم اللہ پڑھنے کے کھانے لگا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تو نے بسم اللہ کہنے کے بغیر کھانا کیوں شروع کیا۔ اس نے کہا کہ بسم اللہ کس چیز کا نام ہے میں نے آجتک یہ نام سنا بھی نہیں۔ حضرت ابراہیم اس بڈھے کی بات سنکر بیتاب ہو گئے۔ پس اسی وقت

اس بڈھے کو ذلت وخواری کے ساتھ اپنے دسترخوان پر سے اٹھاکر گھر سے نکال دیا۔ جیسا کہ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بخواری برانداختش چون بیگانہ دید — کہ منکر بود پیش پاکان پلید

پس اسی وقت بارگاہ رب الثقلین جبرائیل علیہ السلام خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس آئے اور اللہ تعالےٰ کا فرمان باین الفاظ لائے کہ اے خلیل میں اس کو باوجودیکہ وہ مجھے جھٹلاتا تھا دو سو برس تک روزینہ دیتا رہا اور کبھی بھوکا پیاسا نہ رکھا لیکن تم تھوڑی دیر میں اس سے متنفر ہو گئے اور اپنے دسترخوان پر سے اٹھا دیا۔ حضرت خلیل علیہ السلام یہ بات سنکر بیہوش ہوکر گر پڑے اور کئی سال روتے رہے مسلمانو! اللہ تعالےٰ کسی مخلوق کو نہیں بھولتا۔ ہر حال میں وہ روزی رساں ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک بار ایک چیونٹی سے پوچھا کہ سال بھر کا تیرا رزق کسقدر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ گیہوں کا ایک دانہ آپ نے ایک شیشی میں اس کو بند کر دیا اور ایک دانہ اس کے کھانے کو شیشی میں ڈال دیا۔ پھر ایک سال کے بعد اس شیشی کو دیکھا تو اسمیں آدھا دانہ گیہوں کا باقی تھا۔ آپ نے چیونٹی سے پوچھا کہ تو نے پورا دانہ گیہوں کا کیوں نہیں کھایا؟ اس نے جواب دیا کہ یا نبی اللہ! مجھے ہمیشہ خالق پر بھروسہ رہا کرتا تھا اسواسطے میں پورا دانہ کھایا کرتی تھی۔ لیکن جب سے آپ نے مجھے اس شیشی میں بند کر دیا ہے ہمیشہ یہی ڈر لگا رہا کہ مبادا حضرت سلیمان علیہ السلام مجھ کو بھول جائیں اور میں بھوکی مر جاؤں۔ اسی خیال کے باعث ہر روز میں آدھا بیٹ بھرتی تھی۔ اس واسطے یہ آدھا دانہ بچ گیا ہے۔ سبحان اللہ! یہ اللہ تعالےٰ ہی رازق مطلق ہے کہ ہر ذی روح پر توکل ہے اور وہی ہر ایک کا روزی رساں ہے۔

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۳۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ وَاَسْأَلُہٗ الْکَرَامَۃَ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ قَدْ دَنَا اَجَلٌ

وَاٰجَلَكُمْ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا
وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا ط
اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَنْ تُثْنُوْا عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاَنْ
تَخْلِطُوا الرَّغْبَةَ بِالرَّهْبَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلٰى
زَكَرِيَّا وَاَهْلِ بَيْتِهٖ فَقَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي
الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ط
ثُمَّ اعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ ارْتَهَنَ بِحَقِّهٖ اَنْفُسَكُمْ
وَاَخَذَ عَلٰى ذٰلِكَ مَوَاثِيْقَكُمْ وَاشْتَرٰى
مِنْكُمُ الْقَلِيْلَ الْفَانِيَ بِالْكَثِيْرِ الْبَاقِيْ هٰذَا كِتَابُ
اللّٰهِ فِيْكُمْ لَا يُطْفَاُ نُوْرُهٗ لَا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ

فَاسْتَضِيْئُوْا بِنُوْرِهٖ وَانْتَصِحُوْا كِتَابَهٗ وَاسْتَضِيْئُوْا مِنْهُ
لِيَوْمِ الظُّلْمَةِ فَاِنَّهٗ اِنَّمَا خَلَقَكُمْ لِعِبَادَتِهٖ وَوَكَّلَ بِكُمْ
كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۔ ثُمَّ اعْلَمُوْا
عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّكُمْ تَغْدُوْنَ وَتَرُوْحُوْنَ فِىْ اَجَلٍ غُيِّبَ
عَنْكُمْ عِلْمُهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْقَضِىَ الْاٰجَالُ وَاَنْتُمْ
فِىْ عَمَلِ اللّٰهِ فَافْعَلُوْا وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا ذٰلِكَ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ سَابِقُوْا اِلٰى اٰجَالِكُمْ قَبْلَ اَنْ تَنْقَضِىَ اٰجَالُكُمْ
فَتَرُدَّكُمْ اِلٰى اَسْوَءِ اَعْمَالِكُمْ فَاِنَّ قَوْمًا
جَعَلُوْا اٰجَالَهُمْ بِغَيْرِهِمْ وَنَسُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاَنْهٰكُمْ
اَنْ تَكُوْنُوْا اَمْثَالَهُمْ فَالْوَحَا الْوَحَا النَّجَا فَاِنَّ وَرَآءَكُمْ
طَالِبًا حَثِيْثًا اَمْرُهٗ سَرِيْعٌ اَيْنَ الْوُضَاةُ الْحَسَنَةُ
وُجُوْهُهُمُ الْمُعْجَبُوْنَ بِشَبَابِهِمْ اَيْنَ الْمُلُوْكُ الَّذِيْنَ
بَنَوُا الْمَدَآئِنَ وَحَصَّنُوْهَا اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا

یُعْطُوْنَ الْغَلَبَۃَ فِیْ مَوَاطِنِ الْحَرْبِ قَدْ تَضَعْضَعَ اَرْکَانُہُمْ حِیْنَ اَحْنٰی بِہِمُ الدَّھْرُ وَاَصْبَحُوْا فِیْ ظُلُمَاتِ الْقُبُوْرِ اَلْوَحَا اَلْوَحَا ثُمَّ اَلنَّجَا اَلنَّجَا۔ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

پینتالیسواں وعظ دربیان توکل

حضرات! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیئے۔

مسلمانو! توکل کئی طرح کا ہوتا ہے، چنانچہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ توکل چار قسم کا ہے۔ اول مخلوق پر توکل کرنا۔ دوم مال پر توکل کرنا۔ سوم نفس پر توکل کرنا۔ چہارم خدا پر توکل کرنا۔ پس جو شخص مخلوق پر متوکل ہے وہ کہتا ہے کہ جب تک فلاں شخص ہے کچھ غم و فکر نہیں ہے۔ اور جو شخص مال پر متوکل ہے وہ کہتا ہے کہ جب تک میرا مال ہے۔ مجھے کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اور جو شخص نفس پر متوکل ہے وہ کہتا ہے کہ جب تک میرا جسم صحیح و سالم ہے مجھ سے کوئی شے خراب نہیں ہوگی، پس یہ توکل کی ہر قسم تو جہلا کی ہے، لیکن جو شخص اللہ تعالےٰ پر توکل کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے۔ کہ میں غنی ہو جاؤں یا محتاج کیونکہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے، اور مجھے جس طرح چاہے نگاہ رکھے۔

الغرض! جب آدمی اس روزی رساں پر صدق دل سے توکل کرے تو وہ بالواسطہ یا بلا واسطہ روزی پہنچاوے۔ چنانچہ جب مریم علیہا السلام محراب میں مصروف عبادت ہوئیں، جاڑے کے میوے

گرمی میں اور گرمی کے میوے جاڑے میں بلا واسطہ ان کو دستیاب ہونے لگے۔ اس پر زکریا علیہ السلام نے پوچھا انی لك ھذا یعنی اے مریم (علیہا السلام) تجھ کو یہ بے موسم کے میوے کہاں سے ملتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ھو من عند اللہ یہ اللہ کے پاس سے ملتے ہیں، لیکن جب عیسیٰ علیہ السلام متولد ہوئے تو وہ نعمت بالواسطہ ہو گئی۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا وھزی الیك بجذع النخلۃ تساقط علیك رطبا جنیا یعنی کھجور کی جڑ اپنی طرف ہلا، اس سے تجھ پر پکی کھجوریں گریں گی کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے ؎

فتح چہ قفل از چہ کلید است عزیز جنبش از دست خود خواہند تیز

افسوس ہے کہ آج کل عوام الناس نے توکل کے یہ معنی سمجھ رکھے ہیں کہ تمام اسباب کو چھوڑ کر بیٹھ جائے، یہ معنی بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ تمام قرآن وحدیث اثبات تدبیر واسباب سے مملو اور پر ہیں بلکہ توکل بایں معنی تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ اچھا! اگر بلا تدبیر کچھ کھانے پینے کو کبھی مل گیا۔ کھانے پینے کو بھی منہ میں نہ رکھو گے؟ اس کو چباؤ گے بھی نہیں۔ اس کو نگلو گے بھی نہیں، پھر یہ سب بھی تو غذا پہونچنے کے اسباب وتدابیر ہیں۔ پھر اس توکل کا کون قائل ہو سکتا ہے۔

حضرات! توکل کی حقیقت یہ ہے، جو وکیل کی ہے، یعنی جیسا کہ کسی مقدمہ میں کسی کو وکیل بناتے ہیں۔ تو کیا صاحب مقدمہ پیروی اور کوشش چھوڑ دیتا ہے؟ کیا گواہوں کے تیار کرانے میں اہتمام کرنا ترک کر دیتا ہے؟ کیا طلبانہ کارروپیہ داخل نہیں کرتا ہے، غرضیکہ سب کچھ کرتا ہے مگر باوجود اس کے مقدمہ کی کامیابی کو وکیل کی لیاقت اور حسن تقریر اور سعی کا نتیجہ سمجھتا ہے اور اس کو اپنی تدبیر کی طرف نسبت نہیں کرتا بالکل یہی حال توکل کا سمجھنا چاہیئے کہ اسباب وتدابیر (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہوں) سب کچھ کرے مگر ان کو مؤثر حقیقی نہ سمجھے، بلکہ اس طرح اعتقاد رکھے، کہ جب کام بنے گا تو اللہ تعالیٰ ہی کے حکم وفضل سے بنے گا اگر واقعہ میں دیکھا جائے تو تدبیر کا مؤثر ہونا محض خدا تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے۔ بندہ کو تو اس میں ذرا بھی دخل نہیں، مثلاً زمین میں بیج ڈال دیا، یہ تو اس کی تدبیر تھی، اب وقت پر بارش کا ہونا، اس کا زمین سے ابھرنا، پکنا، آفات سماوی سے محفوظ رہنا، یہ اس کے اختیار میں کب ہے، اس لئے واجب ہے کہ کامیابی کا ثمرہ فضل خداوندی کا ہی بالیقین سمجھے، پس اسی کو توکل کہتے ہیں۔

مسلمانو! عزت وذلت اسی ذات وحدہ لاشریک کی طرف سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ تیسرے سیپارے میں ارشاد فرماتا ہے قل اللھم مالك الملك تؤتی الملك من تشآء وتنزع الملك ممن تشآء وتعز من تشآء وتذل من تشآء بیدك الخیر انك علی کل شیء قدیر۔ یعنے اے محمد صلے

اللہ علیہ وسلم) کہہ اے اللہ ملک کے مالک ، دے سلطنت تو جس کو چاہے اور چھین لے سلطنت جس سے چاہے ، اور تو ہی عزت دے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے ، تیرے ہاتھ ہے ہر بھلائی ، تو ہی ہر چیز پر قادر ہے ۔

کعبہ میں پیدا کرے زندیق کو ! لائے بت خانہ سے وہ صدیق کو
عالم و فاضل ہو شیطان لعین امی مطلق ہو خیر المرسلین
بلعم باعور کو دوزخ ملے جنتی ساحر بنیں فرعون کے
زوجہ فرعون ہووے طاہرہ اہلیہ لوط نبی ہو کافرہ
دشمنوں کو دے ہزاروں نعمتیں رزق و صحت عیش صد ہا راحتیں
دوستوں کو اپنے رنج و تاب دے مبتلا ہوں امتحاں کے واسطے

اس جگہ یہ بات بیان کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگی بعض جہلا خیال کرتے ہیں کہ آدمی پیدائش ساعت نحس ہونے سے مفلس ہوتا ہے ، ان کا یہ خیال بالکل لغو اور سراسر لغو ہے کیونکہ جس وقت یہ مسکین (محمد صالح بن مولوی مست علی حنفی نقشبندی مجددی ، الوری) پیدا ہوا تھا ، تو اس ساعت میں بادشاہ اور کئی ایک متمول لوگ پیدا ہوئے تھے لیکن تونگری و غریبی راحت ، محنت ، سعادت و شقاوت میں مختلف ہیں ، بس معلوم ہوا کہ سعادت و شقاوت میں مؤثر حقیقی اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور کوئی نہیں ، چنانچہ اللہ تبارک و تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اولم یروا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر یعنی کیا انھوں نے نہیں دیکھا ، کہ اللہ تعالےٰ فراخ کرتا ہے روزی جس کے لئے چاہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہے ان فی ذلک لایت لقوم یؤمنون یعنی بیشک اس میں نشانیاں ہیں ، ان کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ، یعنی جو تصدیق کرتے ہیں ، حکم الٰہی کی وسعت اور تنگی رزق میں اور ان لوگوں کا یہ خیال کرتا رے وغیرہ میں سعد نحس پایا جاتا ہے بالکل غلط اور بعید از عقل ہے ، کیا ہی اچھا ایک اعرابی نے کہا ہے ؎

فلا السعد یقضی بہ المشتری ولا النحس یقضی علینا زحل
ولکنہ حکم رب السماء وقاضی القضاۃ تعالیٰ و جل

یعنی نہ مشتری سعد (نیک بختی) کا حکم کرتی ہے اور نہ زحل نحس کا ، بلکہ رب العٰلمین کا حکم ہے اور وہی احکم الحاکمین ہے ۔ اللہ تبارک و تعالےٰ تمام مسلمانوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے ، اور ایسے فاسد خیالات سے محفوظ اور مصئون رکھے آمین ثم آمین

باز آ تو حرص دنیا سے خدا کے واسطے — یاد کر لو فکر کچھ روز جزا کے واسطے
مال و زر ملک و زمیں فوج و سپاہ گنج و حشم — کب کسی کو ہے بقا سب ہیں فنا کے واسطے
بیٹھ کنج صبر میں قسمت میں ہے جو پائیگا — مت اٹھا رنج و عنا گنج و غنا کے واسطے
گر سلیماں زمانہ بھی ہوا تو پھر کیا — آخرش تو چیونٹیوں کی ہے غذا کے واسطے
آج جو دنیا ہے دے لے عمل خدا جانے یا لی — ہو وے کس بیگانہ و نا آشنا کے واسطے
کام وہ کر لے تو پیارے جس کے باعث گور میں — باغ رضواں سے کھلے کھڑکی ہوا کے واسطے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اینجا بنشیند وباز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۱ یا ۲۰)

خطبۃ الاولیٰ نمبر (۴۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيْعَنَا

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ
يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ
يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَ
اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيٰتِ
اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا
اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ ط وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ط اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّ خَيْرَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ
مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ
ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ

وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ه اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی
النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا
اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِہِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ
حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَہُنَّ
فَعِظُوْہُنَّ وَاہْجُرُوْہُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْہُنَّ فَاِنْ
اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْہِنَّ سَبِیْلًا ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ
عَلِیًّا کَبِیْرًا ط وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا
مِّنْ اَہْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَہْلِہَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا
یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَہُمَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ط

چوالیسواں وعظ دربیان طلاق

حضرات! ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ طلاق کا بیان فرماتا ہے کہ طلاق ابغض مباحات ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کو مباح چیزوں میں سے طلاق دینا ناپسند ہے، چنانچہ کئی ایک احادیث صحیحہ اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے، ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت کی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابغض الحلال عند اللہ الطلاق یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ بہت ناپسند حلال چیزوں میں سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک طلاق ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی بہت ناخوشی طلاق سے ہے، اسلئے مردوں کو چاہئے کہ ہرگز طلاق وغیرہ کا ارادہ نہ کریں، بلکہ حتی المقدور عورتوں کی خطاؤں سے درگذر کرتے رہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ پانچویں پارے کے تیسرے رکوع میں ارشاد فرماتا ہے واللتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا۔ یعنی اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تم کو اندیشہ ہو توان کو سمجھا دو اور ان کو جدا رکھو ہمبستری سے اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمھارا کہا ماننے لگیں تو ان پر نہ ڈھونڈو الزام کی راہ ان اللہ کان علیا کبیرا یعنی بیشک اللہ تعالےٰ عالیشان بلند مرتبہ ہے وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا ۵ یعنی اور اگر تم کو اندیشہ ہو، میاں بیوی کی باہم کھٹ پٹ کا تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے اگر یہ دونوں چاہیں گے صلح کرانا، تو اللہ ملاپ کرائے گا میاں بیوی میں، بیشک اللہ واقف کار خبردار ہے یعنی اگر بیوی نافرمان ہو تو اول اس کو سمجھاؤ، اگر اس پر نہ مانے تو ہمبستری موقوف کردو، اور اگر اس دھمکی سے بھی باز نہ آئے تو اس کو اسوقت مارو اور اگر کسی صورت سے مطیع نہیں ہوتی اور میاں بیوی میں مخالفت ہی ہے تو جانبین سے پنچ مقرر کرلئے جائیں کہ وہ دونوں میں ملاپ کرائیں ورنہ پھر طلاق آخری فیصلہ ہے

مسئلہ بے ضرورت شدید عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ سألت زوجھا طلاقا فی غیر ما باس فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ رواہ احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی یعنی ترمذی ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی وغیرہ میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا، جو عورت بغیر ڈر کے یعنی بغیر ضرورت قوی کے اپنے خاوند سے طلاق چاہے، تو اس پر جنت کی بو حرام ہے۔ ایسی عورتوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کا لفظ فرمایا ہے جیسا کہ نسائی شریف کی حدیث میں وارد ہے۔

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المنتزعات والمختلعات ھن المنافقات۔ رواہ النسائی یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتیں اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرنے والیاں اور ان سے خلع چاہنے والیاں

منافق ہیں، پس عورتوں کو چاہئے کہ بدوں سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہیں تاکہ منافقوں میں نہ گنی جائیں، کیونکہ منافق ہونا نہایت بُرا لقب ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں ارشاد فرماتا ہے

مسلمانو! شریعت محمدیہ نے عورت کو طلاق دینا مرد کے اختیار میں رکھا ہے۔ کیونکہ بخلاف عورتوں کے مردوں میں علی العموم استقلال اور عاملی حوصلگی پائی جاتی ہے، اس لئے وہ زیادہ ترجیح دئے جا سکتے ہیں اور عورتیں نہایت ہی زود رنج ہوا کرتی ہیں اور اس کا پتہ اسوقت لگ سکتا ہے جبکہ دونوں کی خصلتوں میں باہم مقابلہ کیا جائے، ماسوا اس کے چونکہ عورت کا خرچ وغیرہ مرد ہی کے ذمہ ہے تو وہ جب تک مجبور نہ ہو جائے گا، اسوقت تک اس کو چھوڑ کر کبھی اپنا نقصان گوارا نہ کرے گا۔ اور اگر کوئی نادان اتفاق سے اس کے خلاف نکل بھی آئے تو اس کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ سارا خرچ عورت کا مرد کے ذمہ شریعت نے مقرر کیا ہے۔ کہ مرد فطرتی طور پر بہ نسبت عورت کے بلحاظ اپنی عقل اور جسمانی ساخت میں قوی ہونے کی وجہ سے تحصیل معاش پر زیادہ قادر ہے اور جو کچھ مصائب و تکالیف اس میں درپیش ہوں گی، وہ بخوبی برداشت کر سکتا ہے۔ ہاں عورت کے لئے یہ مناسب ہے کہ خانہ داری کے اندرونی انتظامات کی دیکھ بھال کرے۔ بچوں کی غور و پرداخت میں مشغول ہو، جیساکہ مرد بیرونی مصلحتوں کے لئے کوشش کرتے اور روزی کماتے ہیں۔

مسلمانو! اس مقام پر مجھے ایک اور بڑا بھاری اہم مسئلہ یاد آگیا ہے وہ یہ کہ گھر کا کام کاج کرنے سے جو عورت مرغوب طبع اور منظور نظر ہے، باہر نکلنے پر مجبور نہ ہو گی اور فتنہ و فساد اور شر وغیرہ سے محفوظ رہے گی۔ اسی لئے فتنہ اور اسباب حرام کاری کے انسداد کی غرض سے جو شرعاً اور عقلاً دونوں طرح سے قبیح اور مذموم ہے۔ شریعت نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے اور یہ عورتوں کے اعلیٰ درجہ کے اوصاف میں سے ہے اور ان کے لئے بڑے افتخار کا باعث ہے، جسقدر وہ اس صفت میں کامل ہوں، اتنا ہی زیادہ فخر کر سکتی ہیں پس جس طرح کہ نفیس شے کو لوگوں کی نظروں سے بچایا کرتے ہیں اور کسی کو نہیں دکھاتے اور کئی پردوں میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ اسی طرح پردہ سے بھی مقصود یہ ہے کہ عورتوں کی حفاظت کی جائے، انھیں ہر کس و ناکس نہ دیکھ سکے، نہ یہ کہ جیساکہ بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ عورت کے ساتھ بدگمانی کرنے کی وجہ سے پردہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو عورتوں کو یہ حکم دیا جاتا، کہ وہ مردوں کے دیکھنے سے اپنی نظروں کو ہر وقت بچایا کریں اور مردوں کو حکم ہوتا کہ وہ عورتوں سے پردہ کیا کریں، اور یہ خیال کرنا بھی بے جا ہے، جیساکہ بعض کم فہم خیال کرتے ہیں کہ عورتوں کو پردہ میں رکھنا، انھیں قید میں ڈالنے کی شکل ہے، ان پر بڑی تنگی کی جاتی ہے، جس سے ان کی آزادی

میں خلل پڑتا ہے اور بالکل نیست ونابود ہوتی جاتی ہے مگر مسلمان عورت تو بچپن ہی سے پردہ میں رہا کرتی ہیں۔ پردہ ہی میں وہ جوان ہوتی ہے، اپنی پیدائش ہی کے زمانہ سے وہ پردہ کے ساتھ مانوس ہو جاتی ہے۔ گویا وہ اس کی فطرت میں داخل ہو جاتا ہے، اس کو یہاں تک پردے کی عادت ہو جاتی ہے کہ وہ اس سے انس اور محبت کرنے لگتی ہے۔ اس کو بھی ضروری خیال کرتی ہے، جیساکہ اپنی اور طبعی عادات کو حتیٰ کہ جو عورتیں آپس کو نا ہی کرتی ہیں، انھیں شرم دلانے پر آمادہ ہو جاتی ہیں، ان کو بے شرم اور بیباک قرار دیتی ہیں، اس کو ان کا ہلکا پن خیال کرتی ہیں، علاوہ بریں یہ سمجھ کر کہ پردہ خدا کا حکم ہے اسے خوشی سے قبول کرکے خدا وند کریم کی عطا اور ثواب کی امیدوار بن جاتی ہیں پس جب یہ حالت ہو تو کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ شریعت محمدیہ نے عورت کو مظلوم اور قیدی بنا رکھا ہے۔ ظلم تو تب ہوتا کہ آپ سے وہ اپنی خوشی سے تیار نہ کرتی۔ شریعت کے موافق پردہ کرنے میں ظلم کا تو کہیں پتہ بھی نہیں ہے۔

حق تو یہ ہے کہ اس شریعت محمدیہ میں عورت کی بڑی حفاظت کی جاتی ہے، بدکاروں اور بدمعاشوں کی نظروں سے خوب بچایا جاتا ہے اور یہ لحاظ کیا جاتا ہے، کہ نادانوں کو عورت کی نسبت جس کے بارے میں بڑی غیرت سے کام لیا جاتا ہے زبان درازی کا موقعہ نہ ملے، علاوہ بریں عورتوں میں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن میں پوری پوری پارسائی نہیں پائی جاتی، انکی عادتیں اچھی نہیں ہوا کرتیں۔ ایسی حالت میں پردہ کرنے سے عورت کی نسبت کسی قسم کی خیانت کا مشکل سے خیال ہو سکتا ہے بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس کے خاوند کو بچہ کے نسب کے بارہ میں شک کرنیکا کوئی موقعہ نہیں ہے پس جو اولاد اس کے بطن سے پیدا ہوگی وہ نہایت اطمینان کے ساتھ یقین کرے گا۔ کہ میرے ہی نطفہ سے ہے اسوقت شیطان کو اس کے دل میں عورت کی نسبت وسوسہ ڈالنے کی گنجائش نہ رہے گی، بخلاف اس صورت کے جبکہ عورت بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہو۔ اور غیر مردوں سے میل جول رکھتی ہو۔

باوجود ان سب باتوں کے اگر عورت کو کوئی ضرورت پیش آجائے، مثلاً یہ کہ اسے دینی احکام سیکھنا ہے اور اس کا خاوند یا اور عزیز قریبی اس کو نہیں تبلا سکتا یا اپنے بھائی بزرگوں سے اسے ملنا ہے تو ایسی حالت میں شریعت نے عورت کو باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہے لیکن وہی پردہ کے ساتھ تاکہ بدکاروں کی نظروں سے محفوظ رہے اور شہوت پرستوں کی ہیجان کا باعث نہ ہو جس میں کہ اس کی پارسائی اور آبرو پر کبھی حرف نہ آئے۔

مسلمانو! اگر تعصب کو چھوڑ کر عقل سلیم سے پوچھا جائے تو وہ یہی حکم دیگی، کہ بے شک عورت کے لئے پردہ نہایت ہی عمدہ احکام میں سے ہے۔ زن وشوہر دونوں کا اس میں فائدہ ہے

بلکہ یوں کہیئے کہ اس کا نفع تمام لوگوں کو پہونچتا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے شہروں سے فساد دور رہتا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ جن شہروں میں عورتیں پردے میں رہتی ہیں، وہاں کے اہالیان پولیس حرام کاری کے لئے خاص خاص مقامات میں مقرر کرنے پڑتے ہیں۔ جہاں کہ بدکار لوگ ناجائز طور پر اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے جمع ہوا کریں، کیونکہ وہاں کے بیباک لوگوں کی خواہش نفسانی میں بھی عورتوں کے نہ دیکھنے کی وجہ سے چنداں جوش پیدا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے عزت دار لوگ اپنی عورتوں کی نسبت شکوک ہونے سے محفوظ رہتے ہیں، بخلاف ان شہروں کے جہاں کی عورتوں میں پردہ کی رسم نہیں ہے اور وہ بے حجاب پھرتی ہیں ظاہر ہے کہ وہاں کی میونسپلٹی کو حرام کاری کے لئے خاص خاص مقامات متعین کرنے کا اہتمام کرنا پڑتا ہے اور وہ بدکاروں کو ان سے نہیں روک سکتی۔

خدا کی پناہ! اس فعل شنیع کی یہاں تک کثرت پائی جاتی ہے کہ وہاں کے بچوں کی تعداد پورا کرنے میں قریب قریب نصف کے حرام سے پیدا ہونے والے بچے شامل ہوتے ہیں اور وہ لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم شریف عورتوں کی حفاظت کی غرض سے اس نامعقول امر کے اختیار کرنے پر مجبور ہیں، پس اگر ان بدکاروں سے جن کی شہوتیں عورتوں کو ننگا کھلا دیکھنے دیکھتے ترقی کر چکی ہوں انھیں خوف نہ ہوتا، اور عزت و آبرو والے لوگ اپنی عورتوں کی عزت کے لئے خائف نہ ہوتے اور یہ اندیشہ ان کو لگا نہ ہوتا کہ یہ لوگ عورتوں کے معاملہ میں ہماری کچھ نہ چلنے دیں گے، تو وہ کبھی ایسے قابل نفرت امر کا ارتکاب نہ کرتے۔

نفریں اور شرم ہے ایسے لوگوں پر جو کہ ملکی نظام کے مدعی ہوں، اور حیوانی حرکات اختیار کر کے اپنی عورتوں کی حفاظت کریں۔

کاش! اگر وہ عورتوں کے پردہ کا انتظام کرتے، تو پھر انھیں ایسے قابل ملامت فعل کے اختیار کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

اس تقریر سے یہ بات واضح کی گئی تھی، کہ عورتوں کا بے پردہ ہو کر نکلنا نہایت ہی ضرر کی بات ہے اور بالفرض یہ مان بھی لیا جائے، کہ عورتوں کے پردے میں رہنے سے نقصان ہے تو بے پردگی میں اس سے بڑھ کر نقصان متصور ہے اور ظاہر ہے کہ جس میں کم ضرر ہو، اسی کا اختیار کرنا عقلاً بہتر ہوا کرتا ہے، چہ جائیکہ بے پردگی میں بکثرت نقصان ہوں اور پردہ کرنے میں سراسر فائدے ہی فائدے ہوں، کہ جس کو ہر عاقل مان لے گا۔

مسلمانو! حتی الوسع اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو پردہ میں رہنے کے لئے کماحقہٗ عادی بناؤ اور اس کے فوائد سے آگاہ کرو۔ اور شرم و حیا اور ادب کی چادر پہناؤ۔ کیوں کہ بدون اس کے حصول ایمان و فضل رب ممکن نہیں ہے۔ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلانا۔ روزمرہ کے کارآمد اور ضروری مسائل سے آگاہ کرنا تم پر نہایت ضروری اور واجب ہے۔ اور خود ان کے لئے نمونہ بن کر دکھانا ازبس مفید اور اشد ضروری ہے' اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو پردے کا پابند رکھے' اور بے پردگی کی خرابیوں سے محفوظ رکھے۔

شمع اعمال نکو روشن کرو ہمراہ لو — کنج قبر تنگ و تیرہ کی ضیا کے واسطے
پڑھو کے تو قرآن کو کچھ جمع کرلو اب ثواب — قبر پر کب آوے کوئی فاتحہ کے واسطے
دست و پا کان و زباں اور چشم گوش و نقد و جنس — چاہیئے سمجھو کہ ہیں شکر خدا کے واسطے
شکر کے یہ معنی ہیں ہو ان سے محتاجوں کو نفع — مت سمجھنا اپنی ہی حاجت روا کے واسطے
تجھ سے جبتک ہوسکے ہو رنج کا ان کے شریک — یعنی کر ساماں راحت اقربا کے واسطے
نارضامندی خدا کی جس میں ہو ہرگز نہ کر — کام جو کرنا ہے کر اس کی رضا کے واسطے
مت چھپا حق کو، نہ کہہ ناحق' کر راضی ہوئے حق — سچ تو ہے کیوں جھوٹ بولے آشنا کے واسطے
کام دوزخ کے لئے جنت کا ہے امیدوار — قصر جنت تو بنا ہے پارسا کے واسطے
حق کی نافرمانیوں سے باز آ لو باز آ — آگ دوزخ کی بھڑکتی ہے سزا کے واسطے

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند۔ خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۰

خطبۃ الاولیٰ نمبر ۴۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَ

نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ
لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ط
وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ
رَسُوْلُہٗ ط اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ
مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا
یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ط وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی
وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ٥ وَقُلْنَا
یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا
رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ
الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط فَاَزَلَّھُمَا
الشَّیْطٰنُ عَنْھَا فَاَخْرَجَھُمَا مِمَّا کَانَا فِیْہِ

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ
فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ
مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ط اِنَّهٗ هُوَ
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا
فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ
وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي
الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ

نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ؕ

پینتالیسواں وعظ دربیان حقیقت دنیا

حضرات! اللہ تبارک تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ (لوگو) جانتے رہو یہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا، اور ظاہری طمطراق اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا، اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد کا خواستگار ہونا (بس یہی کچھ ہے)۔ دنیا کی زندگانی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ زمین پر برستا ہے۔ اور اس سے کھیتی لہلہانے لگتی ہے۔ اور کاشتکار کھیتی کو دیکھکر خوشیاں کرنے لگتا ہے۔ پھر پک کر خشک ہوجاتی ہے (تو اے مخاطب اس وقت) تو اسکو دیکھتا ہے، کہ پیلی پڑگئی ہے۔ پھر آخر روندوں میں آجاتی ہے۔ غرض دنیا کی چند روزہ رونق ہے۔ اور آخرت میں دنیا کی زندگی کے دو انجام ہیں بعض کو سخت عذاب اور بعض کو خدا کی طرف سے گناہوں کی معافی اور خوشنودی، اور دنیا کی زندگی تو دہوکے کی (ٹٹی) ہے۔

غرض:۔ انسان کو اول عمر یعنی بچپن میں کھیل کود کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ پھر تماشوں کا شوق ہوتا ہے۔ پھر بناؤ سنگار کا پھر شیخی مارنی اور نام آوری کرنا چاہتا ہے۔ جب بڑھاپے کی عمر کو پہونچتا ہے، یعنی موت کا وقت قریب آجاتا ہے تو اسکو مال اور اولاد کی فکر پڑتی ہے، کہ کسی طرح میرے پیچھے میرا گھر بنا رہے۔ غرض یہ سب کچھ نری دہوکے کی ٹٹی ہے۔ مرنے کے بعد کچھ اور ہی کام آئے گا۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ سورۂ کہف کے چھٹے رکوع میں ارشاد

فرماتا ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ۔ یعنی مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی آرائش ہیں۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب ہیں۔ اور بہترین توقع کے اعتبار سے (سورۂ کہف)

بَاقِیَاتُ الصّٰلِحٰتُ سے مراد صدقہ جاریہ ہے کہ جس کا اثر دیر تک قائم رہے جیسے علم سکھایا جانا، نیک تربیت کرکے اولاد صالح چھوڑ مرنا، مسجد، سرائے، باغ وغیرہ وقف کرنا اور نیک رسم جاری کرنا۔

مسلمانو! دنیا آخرت ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس اس دنیا میں آخرت کے کام کرنا ہر فرد بشر کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ جیسے مسافروں کو گھر کے لئے سفر میں محنت ضروری ہے۔ اسی طرح اس سفر دنیا میں آخرت کے گھر کے کام کرنے ضروری ہیں۔ یہ دنیا اللہ کی درگاہ کے مسافروں کا راستہ ہے۔ اور دنیا بھی گویا مہمان سرائے مسافروں پر وقف ہے۔ اپنا توشہ لے لیں۔ اور جو کچھ سرائے میں ہے اس کی طمع نہ کریں۔ جو مہمان نادان ہے۔ جانتا ہے کہ میں سب اسباب سرائے کا لے چلوں گا۔ جب چلتے وقت لوگ اس سے لیتے ہیں۔ رنجیدہ ہوتا ہے۔

غرض! دنیا کے کاموں میں اہل دنیا کا مشغول ہونا۔ اور آخرت کا بھول جانا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے آدمیوں کی ایک جماعت کشتی میں آئی۔ اور وہ کشتی کسی جزیرہ میں پہونچی۔ وہ جماعت حاجت انسانی اور طہارت جسمانی کے لئے کشتی سے باہر آئے اور کشتیبان نے منادی کردی ہو، کہ کوئی شخص بہت دیر نہ لگائے، طہارت کے سوا اور کسی کام میں مشغول نہ ہو جائے، کیونکہ کشتی جلد روانہ ہو جائے گی، پس یہ لوگ اس جزیرہ میں جاکر پراگندہ ہو گئے ایک گروہ جو بہت عقلمند تھا، جلدی سے طہارت کرکے واپس چلا آیا۔ لہٰذا جو جگہ اپنے موافق نظر آئی لے لی، کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے۔

انبیا را تنگ آمد این جہاں!
چوں شہاں رفتند اندر لامکاں

ایک گروہ اس جزیرہ کے عجائبات دیکھنے کو ٹھہر گیا، اور خوش رنگ پھول اور خوش الحان جانور اور منقش سنگریزے وغیرہ دیکھنے لگ گیا، جب واپس آیا تو کشتی میں کشادہ جگہ نہ

پائی ، تنگ و تاریک جگہ میں بیٹھا اور تکلیف اٹھائی ، ایک گروہ نے عجائبات دیکھنے پر بھی کفایت نہ کی ، وہاں سے عمدہ عمدہ پھل پھول چن لایا ، اور کشتی میں ان کے رکھنے کی جگہ نہ پائی ، تنگ جگہ آپ تو بیٹھ گیا ، ولیکن سنگریزوں وغیرہ کو اپنی گردن پر رکھنا پڑا ، جب دو دن گذرے تو ان میں بدبو آنے لگی ، پھینکنے کی جگہ نہ ملی ، وہ گروہ پشیمان ہوا ، اور اس بوجھ کو اپنی گردن پر لادنا پڑا ، ایک گروہ اس جزیرے کے عجائبات دیکھ کر ایسا متحیر ہوا ، کہ انھیں دیکھتا ہی رہا اور کشتی چل چلی ، وہ دور جا پڑا رہا ، کشتی بان کا پہلا کہنا نہ سنا ، اس لئے جزیرہ میں رہنا پڑا ، یہاں تک کہ اس گروہ کے بعض آدمی بھوک کے مارے مر گئے اور بعض آدمیوں کو درندوں نے ہلاک کر دیا ، پہلا عقلمندوں کا گروہ پرہیزگاروں کی مثل ہے ۔ پچھلا گروہ جو ہلاک ہو گیا کافروں کی مانند ہے کہ خدا و آخرت کو بھول کر اپنے تئیں بالکل دنیا کے حوالے کر دیا اِسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ یعنی دنیا کی زندگانی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دی اور بیچ والے دونوں گروہ گنہگاروں کی مانند ہیں کہ اصل ایمان کو محفوظ رکھا ۔ لیکن دنیا سے اپنے دونوں ہاتھوں کو نہ کھینچا اور گناہوں کی گٹھڑیاں اٹھا کر چلے گئے ۔

غرض ؛ اللہ تبارک وتعالےٰ سورہ یونس میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ یعنی بس دنیا کی زندگی کی مثال تو پانی کی سی ہے ، کہ ہم نے اس کو اتارا آسمان سے پھر مل نکلا اس سے سبزہ زمین کا ، جس کو کھاتے ہیں ، آدمی اور چوپائے ، یہاں تک کہ جب پکڑا زمین نے اپنا بناؤ سنگار کر لیا اور سمجھا کھیت والوں نے کہ کھیتی ان کے ہاتھ لگ گئی ہے تو اس پر آپہونچا حکم رات کو یا دن کو ، پھر ہم نے کر ڈالا اس کو کاٹ کر ڈھیر گویا کل یہاں کھیتی تھی ہی نہیں اس طرح ہم پتے کھولتے ہیں ، ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں ۔

خلاصہ

یہ کہ آسمان سے برسا ، اور زمین میں جذب ہوا ، زمین کی روئیدگی اس سے مل نکلی کھیتی پھولی ، اور سبزہ سے خوب اپنا بناؤ سنگار کرکے خوشنما بن کر کھڑی ہوئی اس

وقت کھیت والوں نے سمجھا، کہ اب اس پر قابو پا گئے ہیں جو وقت چاہیں گے کاٹ لیں گے۔ تو ناگہاں اس پر آفت آ پڑی اور اس پر ایسا پتھراؤ کر دیا، کہ گویا کل کھیت میں اس کا نام و نشان بھی نہ تھا، اسی طرح روح آسمان سے آئی اور بدن میں مل کر قوت پکڑی، انسانی اور حیوانی کام کئے، جب ہر ہنر میں پورا ہوا، اور اس کے متعلقین، اہل و عیال، دوست و آشنا عزیز و اقارب کو اس کا بھروسہ ہوا تو ناگہاں موت آ پہونچی اور ایسا نیست و نابود ہو گیا گویا دنیا میں پیدا ہی نہ ہوا تھا۔

پھر اللہ تبارک و تعالے سورہ کہف میں ارشاد فرماتا ہے وَاضۡرِبۡ لَهُم مَّثَلَ ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا كَمَآءٍ أَنزَلۡنَٰهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَٱخۡتَلَطَ بِهِۦ نَبَاتُ ٱلۡأَرۡضِ فَأَصۡبَحَ هَشِيمٗا تَذۡرُوهُ ٱلرِّيَٰحُۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ مُّقۡتَدِرًا یعنی (اور بیان کر ان کے لئے) دنیا کی زندگی کی مثال پانی جیسی ہے کہ ہم نے اس کو آسمان سے اتارا تو مل گئی پانی کے ساتھ زمین کی روئیدگی، پھر آخر کار چورا ہو گیا کہ اس کو ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مسلمانو! اللہ تبارک و تعالے نے جہان کے مال و متاع کو آب باراں سے تشبیہ دی ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔

اول وجہ یہ ہے کہ مینھ آدمی کے حیلے اور تدبیر سے نہیں برستا، بلکہ تقدیر اور مشیت الہٰی سے برستا ہے، اسی طرح سے دنیا کا مال بھی کوشش بناوٹ، مکر اور حیل سے مجتمع نہیں ہوتا بلکہ علم ازلی سے ہوتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ مینھ کا پانی جب تک جاری رہتا ہے، پاک و صاف کہلاتا ہے مگر جب کسی جگہ ایک مدت تک ٹھہرا رہتا ہے، تو متغیر اور ناپاک ہو جاتا ہے، اسی طرح دنیا کا مال بھی جب بخیلوں کے ہاتھ میں پھنسا تو اور نامقبول ہوتا ہے، تیسری وجہ یہ ہے، کہ جس طرح مینھ اندازے سے جس قدر ضرورت ہوتی ہے برستا ہے، تو آدمیوں کی آسائش ہوتی ہے اگر زیادہ برسے تو خرابی اور بربادی ہوتی ہے، اسی طرح سے مال جب زیادہ ہوتا ہے، تو انسان گناہ کرنے لگتا ہے۔ كَلَّآ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَيَطۡغَىٰٓ أَن رَّءَاهُ ٱسۡتَغۡنَىٰٓ

بے شک انسان دولت کو دیکھ کر سرکشی کرنے لگ جاتا ہے، چوتھی وجہ یہ ہے، کہ جب پانی پھولوں کے درخت پر برستا ہے تو اس کی لطافت زیادہ کرتا ہے۔ اور جب خاردار درخت پر برستا ہے تو اس کی قوت اور تیزی کو زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح سے مال نیک بخت کی صلاحیت اور نیک بختی زیادہ کرتا ہے اور بدوں کا جوں جوں مال بڑھتا ہے

قساوت قلبی اور برائی ترقی پاتی ہے، تفسیر حسینی میں ہے ؎

سفلہ گر راہ یابد سوئے گنج!
خلق را از وے نباشد غیر رنج

دیکھئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مَنْ تَرَكَ الدُّنْيَا اَحَبَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ تَرَكَ الذُّنُوْبَ اَحَبَّهُ الْمَلَائِكَةُ وَمَنْ حَسَمَ الطَّمَعَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَحَبَّهُ الْمُسْلِمُوْنَ یعنی جس نے دنیا کو چھوڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے دوست رکھا اور جس نے گناہوں کو چھوڑا، اس کو فرشتوں نے دوست رکھا اور جس نے مسلمانوں کی طمع کاٹی، اس کو مسلمانوں نے دوست رکھا، پس معلوم ہوا کہ دنیا چھوڑنا گویا اللہ پاک سے دوستی کرنا ہے اس لئے کہ یہ کمبخت دنیا لوگوں کو خدائے پاک کے ساتھ محبت نہیں کرنے دیتی اور چاہتی ہے کہ یہ لوگ میری طرف ہمیشہ متوجہ اور مائل کریں۔

رہی یہ بات کہ دنیا کیا چیز ہے۔ دنیا کسے کہتے ہیں، اور دنیا کس کا نام ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ دنیا اسی کا نام ہے، جو اللہ کو بھلا دے یعنی اس دنیا کے حاصل کرنے میں اپنے دل اور جان کو اس طرح لگا دے کہ جس سے اللہ جل جلالہ کا حکم اور فرمان اضافہ ہو سکے، دنیا وہ ہے، کہ جس سے انسان اپنی انسانیت کو کھو دیتا ہے، دنیا وہ چیز ہے کہ جس میں انسان محو ہو کر خدا کی یاد سے بالکل غافل ہو جاتا ہے غرضیکہ اللہ پاک کی یاد کو جو شے بھلا دے گی۔ اور بری راہ دکھائے گی۔ اسی کو دنیا کہیں گے۔ چنانچہ جو شخص دنیا دار ہوتا ہے، اور دنیا کے حاصل کرنے میں اپنی عمر کو صرف کرتا ہے۔ اسی کو مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے کافر لکھا ہے۔ چنانچہ مثنوی معنوی میں ارشاد ہوتا ہے ؎

اہل دنیا کافران مطلق اند — روز و شب در زرق زرق و زرلق لق اند
چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

پس مولانائے روم رحمتہ اللہ علیہ کے قول سے روشن ہو گیا۔ کہ دنیا دار لوگ وہ ہیں، جو سوائے کاروبار دنیا کے دوسرا خیال نہ کریں اور جہاں جائیں، وہاں صرف دنیا ہی حاصل کرنے میں رہیں اور رات دن زق زق میں اپنی عمر صرف کریں، اللہ پاک کی عبادت اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑتے ہیں، پس یہی لوگ کافر مطلق ہیں اور انہی کا نام دنیا دار ہے۔ تجارت، نوکری، محنت، مزدوری اور شادی

وغیرہ کرنا، اور رہنے کے لیے بنانا مکان، زن وفرزند کا پالنا، ان کی پرورش کرنا، اور چاندی سونا اپنے پاس رکھنا سب امور جائز ہیں، لیکن ان سب باتوں میں خدا ورسول کے احکام کا ماننا نہایت ضروری ہے اور انھیں امورات کے اندر خدا سے غافل نہ ہونا، اور اسے بخوبی یاد رکھنا یعنی دست بکار ودل بایار ہونا دینداری ہے۔ چنانچہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی بھی کی ہے اہل وعیال کی پرورش بھی فرماتے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت، اور بندگی میں بھی مصروف رہتے تھے،

دیکھئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ اَوْ عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ یعنی خبردار رہو، کہ دنیا لعنت کی گئی ہے اور سب چیزیں دنیا کی ملعون ہیں، مگر ذکر خدا اور جو قریب ذکر خدا کے ہے۔

یعنی بجا آوری احکام خدا اور رسول میں، اور جو کوئی دوست رکھے خدا اور رسول اور علم پڑھنے والے کو غرض اے مسلمانو! جہاں تک تم سے ہو سکتا ہے اس دنیائے غدار اور بے وفا سے دل نہ لگاؤ، دنیا کے مال ومتاع اولاد زندگی پر غرور نہ کرو، یہ سب چیزیں عارضی ہیں جو اسباب، مال ودولت تمھارے ہاتھوں نے اکٹھا کیا ہے مرنے سے پہلے یا بعد ضرور تم کو چھوڑنی پڑے گی، کوئی دوامی پٹہ اپنے نام نہیں لکھوا چکے ہو، زندگی ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے۔ جس وقت اجل کا قاصد آپہونچتا ہے۔ اسوقت بفحوائے اِذَا جَاءَ اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ہ یعنی ایک سانس بھی آگے یا پیچھے ہو نہیں سکتا۔ اولاد کا بھی تمھاری طرح حال ہے۔ پھر کس پر غرور کرنا چاہئے اور کس پر بھروسہ ہونا چاہئے خدا ہی کی طرف سے دل لگاؤ، اور اسی پر بھروسہ کرو، وہی قائم اور دائم ہے۔ کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے ؎

غافلا از خواب غفلت چشم خود را وا نما
دل بلبند اندر کسے غیر از خدائے ذوالجلال

اے غافل! اپنی غفلت کی آنکھ کھول، اور دیکھ دنیا میں تیرا ساتھی کون ہے۔ اگر تو چشم بصیرت سے دیکھے، تو کوئی بھی اپنا سچا رفیق جو تجھ سے یوم الحساب اور ابدی زندگی میں مصائب اور تکلیف کو دور کرے گا۔ ہرگز نہیں پائے گا۔ جب یہ حال ہے تو خدائے ذوالجلال کے سوا کسی کے ساتھ دل نہ لگا۔ اس سے ڈرتا رہے اور اسی سے یوں التجا کرتا رہے ؎

ہو زباں پر ذکر دل میں ہو حضور — ماسوائے تیرے یہ دل ہو سب سے دور
ہر گھڑی ہر لحظہ ہو تیرا حضور — بے جہت بے کیف مجھ کو اے غفور
التجا کس سے کروں تیرے سوا — کون بر لاوے گا میرا مدعا
نور وحدت کر دے مجھ پر آشکار — بس یہی ہے مدعا اے پروردگار

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبہ کے لئے دیکھو صـ۱۱ یا ۲۰)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۴۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَمِدْتُ اللّٰهَ رَبِّيْ ذَا الْجَلَالِ — مُرَبِّيْ لِلْاَدَانِيْ وَالْاَعَالِيْ
عَلِيْمٌ عَالِمٌ بِالْعِلْمِ مَوْصُوْفٌ — حَكِيْمٌ حَاكِمٌ بِالْحُكْمِ وَالِيْ
مَلِيْكٌ مَّلِكٌ بِالْمُلْكِ اَحْرٰى — نَصِيْرٌ نَاصِرٌ حَسَنَ الْفِعَالِ
حَمِيْدٌ حَامِدٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدٌ — ظُهُوْرٌ لِلْجَمَالِ وَلِلْجَلَالِ
اَمِيْرٌ اٰمِرٌ مَّامُوْرُ حَقٍّ — كَرِيْمٌ مُكَرَّمٌ اَهْلُ الْكَمَالِ

شَفِیْعٌ لِّلْوَرٰی رَحْمًا وَّفَضْلًا رَحِیْمُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُو الْمَنَالِ

فَصَلُّوْا اَیُّھَا الْاِخْوَۃُ عَلَیْہِ وَثَمَّ الْاٰلِ وَالصَّحْبِ الْکِرَامِ وَالْ

صَدُوْقٌ عَادِلٌ ذُو الْحِلْمِ شُجَاعٌ ھُمُ الْخُلَفَآءُ مَحْمُوْدُ الْخِصَالِ

وَعَمَّاہُ وَسِبْطَاہُ مَعَ الْاُمِّ عَلَیْھِمْ رَحْمَۃُ الْحَقِّ النَّوَالِ

فَیَا اِخْوَانُ صَلُّوْا ثُمَّ صُوْمُوْا فَزَکُّوْا ثُمَّ حُجُّوْا یَا مَوَالِ

فَتُوْبُوْا مِنْ کَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ خُلُوْصًا وَاذْکُرُوْا مَوْلَی الْمَوَالِ

وَبِالْقُرْاٰنِ اَنْفَعَنَا اِلٰھِیْ

وَبَارِکْ لِلنِّسَآءِ وَلِلرِّجَالِ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ فِی الْکَلَامِ

الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ

الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا

تُرْجَعُوْنَ ۝

چھیالیسواں وعظ در بیان موت

حضرات! اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہر جاندار کو ایک نہ ایک دن موت کا مزا چکھنا ہے۔ پھر تم سب کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے، پھر سورہ سجدہ میں ارشاد ہوتا ہے قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ یعنی کہہ دے (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تمہارا بدن تو خاک میں رہتا ہے، مگر تمہاری جان کو فرشتہ سمیت لیتا ہے، جو تم پر تعینات ہے۔ پھر تم کو اپنے مالک کے پیش جانا ہے۔

اے مسلمانو! کہاں ہیں وہ دوست وآشنا جو گذشتہ سال تمہارے ساتھ رہتے تھے جیسے تم اپنے کاموں میں مشغول ہو، وہ بھی ویسے ہی مشغول رہتے تھے، کہ ایک دم ذکر وعبادت کے لئے خاطر جمعی سے فرصت نہ ملتی تھی، جب موت کے پنجہ میں گرفتار ہوئے تو سب آرزوئیں کٹ گئیں اور زیر زمیں اپنے اعمال سے مطوق ہو گئے، اب لسان حال سے ندا کرتے ہیں، کون ہے ہمارا غمخوار اس وحشت وغربت میں، کون ہے بیوہ ویتیم کا کفیل۔ ان کی عسرت میں، کون ہے کہ ہمارے حق صحبت ودوستی کو نگاہ رکھے فلم یجیبہ احد منکم پس تم میں سے کوئی اس کا جواب نہیں دیتا، بلکہ تم مردہ کو جبرًا وقہرًا اٹھاتے ہو، یہ کیسی بڑی مصیبت ہے، کیا نہیں جانتے کہ ملک الموت ہر روز ہماری انتظار میں ہے۔ کیا نہیں سنا کہ ہم سب موت کا پیالہ پینے والے ہیں، اور موت کی سواری پر سوار ہونے والے ہیں۔ کیا نہیں سنا، کہ عذاب قبر نہایت سخت ہے اور پل صراط کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے تیز تر ہے۔

کیا تم دیکھتے ہو، کہ کسی پر ضعف حال کے سبب رحم کرتی ہے، یا کسی کو غریبی ومحتاجی کے باعث اس کو چھوڑ جاتی ہے یا مالدار کو مہلت دیتی ہے، اور اس کا بہ سبب دولت مندی کے لحاظ کرتی ہے، یا حاکم یا بادشاہ کے لئے اس کے دبدبہ کے باعث تاخیر کرتی ہے، ہرگز نہیں۔

مسلمانو! موت کو آنے سے لوہے کا سخت سے سخت دروازہ ہرگز روک نہیں سکتا یا

مضبوط سے مضبوط قلعہ اس سے بچا نہیں سکتا۔ قوی سے قوی لشکر اس سے پناہ نہیں دے سکتا نہ دوست و آشنا نفع پہونچا سکتے ہیں، نہ طبیبوں کے علاج کارگر ہو سکتے ہیں، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ سورۂ نساء میں فرماتا ہے اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ط یعنی تم جہاں رہو، موت تم کو پکڑ لے گی، گو کیسے ہی مضبوط قلعوں میں رہو، اور سورت احزاب میں ارشاد ہوتا ہے قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ ط یعنی کہہ دے (اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگو، تو یہ بھاگنا ہرگز تم کو فائدہ نہ دے گا۔

غرض! اے مسلمانو! پہلے اس دن سے کہ زبان بند ہو جائے اور آنکھیں بند ہو جائیں ہمیں چاہئے، کہ اپنی تقصیرات مافات پر استغفار کریں اور آنسو بہائیں، کیونکہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ کیا ہی اچھا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

بعذر آوری خواہش امروز کن | کہ فردا نماند مجال سخن!!
کنونت کہ چشمے است اشکے ببار | زباں در دہاں ست عذرے بیار
نہ پیوستہ باشد رواں در بدن | نہ ہم وارہ گردد زباں در دہن!!
مکن عمر ضائع بافسوس حیف | کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

یعنی آج موقعہ ہے۔ کہ اے، انسان تو خدا کے سامنے اپنی زلات و تقصیرات کے لئے عذر خواہی کرے، اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرے۔ کیونکہ کل تو توبہ لینے کی طاقت ہی نہیں ہوگی۔ اب وقت ہے، کہ خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں رو رو کر آب چشم سے عیبوں اور نافرمانیوں کی سیاہی اور قساوت کو دل سے دور کرے اور دھوئے، اے غافل! ذرا ہوش کر یہ تیری جان ہمیشہ کے لئے تیرے بدن میں ہرگز نہیں، نہ ہی تیرے منہ میں تیری زبان کو ہمیشہ کے لئے طاقت گویائی حاصل ہے۔ اپنی خداداد عمر کو یوں ہی عبث دنیا کے دھندوں اور غم والم میں صرف نہ کر دے، اسے غنیمت جان، اور نیکیاں حاصل کر لے، پھر یہ موقعہ ہرگز ہاتھ میں آنے کا نہیں ہے۔

غرض! جو چیز باقی نہ رہے اسے چھوڑ کر اسی چیز کو اختیار کرو، جو باقی رہے، یعنی دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرو، جسقدر دنیا میں لوگ حظ نفس کو حاصل کرتے اور غفلت میں رہتے ہیں۔ اس کے عوض میں اتنی ہی قیامت کے دن ذلت اٹھائیں گے اور اس مصیبت

کے اٹھانے میں ان لوگوں کی ایسی مثال ہے، جیسے کوئی عمدہ نفیس اور خوب چکنا کھانا خلاف
معدہ یہاں تک کھائے، کہ اس کا معدہ خراب ہو جائے، تو قے کرتا ہے اور رسوا ہوتا ہے اور
جیسے کھانا عمدہ ہوتا ہے۔ اس کو ثفل، بدبودار، غلیظ اور گندہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جتنی زیادہ
دنیا کی لذت ہوتی ہے، عاقبت میں اتنی ہی ذلت ہوتی ہے سے

عمر عزیز طے شد و غافل نشستہ
برخاست شور محشر و کاہل نشستہ

کہتے ہیں، کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کسی شہر کے حاکم تھے اور پانچ ہزار درہم
بیت المال سے پاتے تھے، سب للہ لٹاتے، خرمے کے پتوں کی زنبیل بناتے اور اونٹ کے
بالوں کا لکاس پہنتے، اور رات دن اسی میں بسر کرتے، اور بکریاں بیت المال سے جو حصہ میں
آتیں، تو ان کو ذبح کر کے للہ غربا میں تقسیم کرتے، اور ان کے چمڑے کا مشکیزہ اور زنبیل
بنا کے مجاہدین کے صرف میں لاتے۔ ایک مرتبہ کوئی میلے کچیلے کپڑے دیکھ کر مزدور سمجھ کر کچھ بوجھ
ان کے سر پر رکھوا کے لے گیا۔ راہ میں کسی نے امیر کو پہچان کر السلام علیکم کہا اور
نہایت متحیر ہو کر پوچھا۔ اے امیر! یہ کیسا؟ مالک اسباب یہ سمجھا کہ یہ سردار ہے
پیروں پر گر پڑا۔ اور عاجزی کرنے لگا کہ مجھ سے خطا ہوئی معاف کیجئے، آپ نے فرمایا۔ کہ
تیرے گھر تک جب وعدہ پہونچا ضرور ہے، ہرچند اس نے معذرت اور خوشامد کی مگر ایک
نہ مانی، جب اس کے گھر پہونچے، تب اس سے قسم لی کہ خبردار آئندہ ہر قسم کے آدمی سے اس
قسم کی مزدوری نہ کرانا۔ پھر جب ان کا وقت مرگ قریب ہوا۔ زار زار روتے اور لوگوں کو
کہتے ہیں کہ میں موت کے ڈر سے نہیں روتا بلکہ اس واسطے روتا ہوں کہ کہیں دنیا کی لذتوں
میں گرفتار ہو کر دولت دیدار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم نہ ہو جاؤں کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا تھا کہ اے سلمان! اگر قیامت کے دن ہمارے
پاس آنا منظور ہو تو دنیا اور اسباب دنیا سے دور رہنا، اور مرنے کے وقت پاک صاف
ہونا، جیسے کہ ہم پاک وصاف تھے۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ میرے پاس دنیا کا تھوڑا سا مال ہے
ایسا نہ ہو کہ دولت دیدار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مجھ کو محروم رکھے
لوگوں نے جب اس اسباب کو دیکھا، تو سوائے پیالہ، پوستین، اور دسترخوان وغیرہ
کے اور کوئی چیز قیمتی نہ تھی (از حکایات الصالحین)

سبحان اللہ! اللہ والے لوگ کیسے دنیا اور اسباب دنیا سے بھاگ کر خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھاگتے ہیں، پس جب وقت مرگ بے سامانی دنیا میں برگ وسامان ایمان اور عقبیٰ ہے، تو وائے برحال! طلب گاران دنیا، تامرگ اسی کی خوشی میں رہتے اور مرتے ہیں۔

شفیق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدائے تبارک وتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ لوگ میری چار باتوں میں موافقت کرتے ہیں، اور عمل میں خلاف کرتے ہیں۔ اول یہ کہتے ہیں نحن عبید اللہ ہم اللہ کے غلام (بندے) ہیں اور آزادوں کا عمل کرتے ہیں، دوم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے رزق کا کفیل یعنی ذمہ دار ہے، اور ان کے دلوں کو تسلی نہیں ہوتی ہے، مگر دنیا کی کسی چیز سے، سوم کہتے ہیں، کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن دنیا میں مال ودولت کو جمع کرتے ہیں اور آخرت کے لئے گناہوں کو، چہارم کہتے ہیں لابد لنا من الموت یعنی بالضرور ہم مرنے والے ہیں، لیکن وہ ایسے عمل کرتے ہیں جیسے نہ مرنے والے۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جو کوئی رات دن میں موت کو بیس دفعہ یاد کرے، وہ شخص شہداء کے ساتھ اٹھے گا۔

یاد رہے کہ شہید کو شہید اس لئے کہتے ہیں، کہ اللہ تعالےٰ اس لئے جنت کی گواہی دیتا ہے، یا یہ کہ ملائکہ رحمت موت کے وقت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں، یا یہ کہ اس کے ظاہر حال سے خاتمہ بالخیر کے ساتھ گواہی دی جاتی ہے، یا یہ کہ اس کے شہید ہونے پر ایک گواہی ہے، اور وہ خون ہے۔

مولانا عبدالوہاب متقی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے گلے میں ایک پارچہ پر لفظ "موت" لکھ کر ڈال دیتے تھے تاکہ کوئی لحظہ بھی موت سے غافل نہ ہو،

عیان دو چشمت نہادند گور ۔ تو بینی نہ بینی کہ اے مرد کور!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب وقت موت کو یاد کرتے تھے، تو آپ کے بدن سے پوست سے لہو کے قطرات ٹپکتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب موت کا ذکر کرتے، تو آپ کے بدن کے بند بند شکستہ ہو جاتے، اور جب رحمت الہٰی کا ذکر کرتے تو گویا از سر نو آپ کو جان آتی۔

ربیع بن خثیم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی ہوئی تھی، ہر روز کئی بار اس میں سوتے اور کہتے، کہ اگر ایک ساعت میں موت کو بھلا دوں، تو میرا دل سیاہ ہو جائے۔

علمائے عظام فرماتے ہیں، کہ جب دل نہایت سخت ہو تو چار چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرو، اول مجلس علمائے حقانی، دوم مشاہدہ محتضر، سوم زیارت قبور، چہارم موت کی یاد،

حدیث شریف میں ہے، کہ جس نے موت کو اپنی دونوں آنکھوں کے روبرو رکھا، وہ دنیا کی یسرت وعسرت یعنی فراخی وتنگی کی پرواہ نہیں رکھتا اور زیارت قبور معین ذکر موت ہے اور میت کو غسل دینا، اور نماز جنازہ پڑھنا، یہ موعظہ بلیغہ یعنے بڑی بھاری نصیحت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر چرند جانور موت کا وہ احوال جو تم جانتے ہو، معلوم کرتے، تو تم کبھی بھی چکنا گوشت نہ کھاتے یعنی ان کو اسقدر غم ہوتا کہ ان کے گوشت میں چربی نہ رہتی، جو تم کھاتے ہو۔

کہتے ہیں کہ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ایک دن گورستان کی طرف گذرے، دیکھا کہ لوگ کسی شخص کو دفن کر رہے ہیں۔ اس وقت ان کو اپنی موت یاد آگئی غش کھا کر زمین پر گر پڑے۔ لوگوں نے اٹھا کر انھیں گھر پہونچا دیا۔ جب ہوش میں آئے، کپڑے پھاڑ کر کفنی پہنی، مٹی منھ پر مل کر دیوانوں کی طرح صورت بنا لی، گلی کوچوں میں پھرنے لگے، اور چلا چلا کر کہنے لگے، لوگو! ڈرو موت بیشک آئے گی اور تمکو پکڑ لے جائیگی، ایسی کمائی کرو، کہ گور میں کام آئے جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ نے اپنے شاگردوں سے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں، تو میری پیشانی پر لکھ دیجو، کہ یہ مالک بن دینار ہے جو اپنے خاوند سے بھاگا پھرتا تھا اب پکڑا ہوا آیا ہے۔ یہ کہہ کر زار زار روتے، اور کہتے، کہ اگر میری ماں تجھ کو نہ جنتی، تو کیا ہی اچھا ہوتا، سکرات موت، عذاب قبر اور عذاب دوزخ میں تو گرفتار نہ ہوتا، جسم میں تو ایسی طاقت نہیں ہے، وہاں کے دکھ کیونکر اٹھاؤں گا۔

کہتے ہیں کہ لقمان حکیم نے چار سو پند و نصائح میں سے چار نصیحتوں کو جو ان سب کا لب لباب تھا اختیار کر لیا۔ اور پھر کہا، کہ ان چار میں سے دو ایسی ہیں کہ انسان ان کو اپنے دل سے بالکل بھلا دے، اول یہ کہ جب انسان کسی سے نیکی اور احسان کرے تو

اسی وقت بھلا دے، تاکہ اس کو عجب و تکبر سے رہائی ہو۔ دوسری یہ کہ اگر کسی سے ضرر اور تکلیف پہونچے تو اس کو نسیاً منسیاً کر دے، تاکہ اس کا سینہ حسد اور کینہ سے آزاد ہو۔ اور باقی دو جو ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے پہلی ان دو سے یہ ہے کہ خدائے منان کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہے۔ تاکہ مزید نعمت و قناعت کا باعث ہو۔ دوسری موت کو یاد کرنا ہے۔ کہ جس کی یاد سے انسان گناہوں اور ہزلیات سے بچتا ہے۔

پس اے مسلمانو! حتی الوسع خلق خدا سے نیکی اور احسان کرو۔ مگر اس کا جتانا اچھا نہیں ہے۔ جو لوگ اپنے کئے کو جتاتے ہیں، وہ اپنی نیکی کو مٹاتے ہیں اور تم ہمیشہ معاف کرنے کو انتقام لینے پر ترجیح دیا کرو۔ اگرچہ معافی کا شربت بغایت تلخ ہوتا ہے۔ مگر اس کے پی جانے سے وہ حلاوت اور مسرت ہوتی ہے جو انتقام لینے سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ پس تم نوع انسان سے ہمیشہ سلوک اور محبت سے پیش آؤ۔ خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے اور اس سے ڈرتے رہو۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھو، اور تم کو لازم ہے کہ جو تمہارے دوست مر گئے ہیں، ان کو ہر روز بدعائے خیر یاد کرتے رہا کرو۔ اور ان کا حال اپنے دل میں تصور کر کے عبرت حاصل کیا کرو۔ وہ کس طرح خاک میں مل گئے ہیں، یہی حال ایک دن تمہارا بھی ہوگا۔ پس مناسب ہے کہ وہ راہ اختیار کرو جس سے وہاں کی راحت میسر ہو۔ اور دنیا کی غفلت میں وہاں کی ابدی خوشی برباد نہ ہو جائے۔ موت کو ہر وقت سر پر سمجھو اور ہرگز نہ بھولو۔ کیونکہ موت کی یاد غفلت کو دور کرتی ہے اور ہمیشہ اپنے گناہوں کے لئے خدا کی جناب میں استغفار پڑھتے رہو۔ اور یہ اشعار وقتاً فوقتاً بطور ورد پڑھ لیا کرو

زشر نفس امارہ نگاہم دار یا اللہ	ہوائے غیر خود کلی ز من بردار یا اللہ
کرمیا از کرم مارا بدہ توفیق بر طاعت	مرا از لطف خود صالح فرا مگذار یا اللہ
اگرچہ پر گنہ گارم حقیقت سخت بدکارم	بہ بخشا جرم و عصیانم تو ئی غفار یا اللہ
گناہم کہ من کردم خداوندا تو میدانی!	تو تنہا عفو کن از من تو ئی ستار یا اللہ
چوں تن در لحد ازی کند با خاک تن بازی	تو آنجا مرحمت سازی باین بدکار یا اللہ
ازان تنگی و تاریکی کہ اندر قبر می باشد	فراخی بخش و روشن کن تو از انوار یا اللہ
اَنَا العَاصِیُ کَثِیْرُ الذَنْبِ اِغْفِرْ کُلَّ ذَنْبِیْ	وَیَومَ الحَشْرِ اُحْشُرْنِی مَعَ الْاَبْرَارِ یَا اللّٰہ
وَجَدْنَا مِنْکَ اَنْوَارًا مِنَ الْاِیْمَانِ یَا مَنْ لَا	رَجَائِیْ مِنْکَ لَا تَدْخُلْ مَعَ الْاَشْرَارِ یَا اللّٰہ
خدایا سخت مشتاقم ز بہر شوق دیدارت	ز فضل خویش روزی کن مرا دیدار یا اللہ

مرا از درد و بیماری بہ فضل خود نگہداری — ز رحمت خویش کن یاری بایں بیمار یا اللہ

نہال باغ ایماں را ہمیشہ تازہ تر گرداں — بآب رحمتش پرور کہ گیرد بار یا اللہ

بروز حشر در محشر ندانم چہ خواہد شد — مکن شرمندہ رسوائم دراں بازار یا اللہ

اگرچہ پر گنہ گارم عقوبت را سزا وارم — امید مغفرت دارم توئی غفار یا اللہ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لیے دیکھو صـ ۱۱ یا صـ ۲۰)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۴۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْصٰى مَقَادِيْرَ الْقَلَمِ

اَجْرٰى يَنَابِيْعَ الْهُدٰى جَلَّ مَنَاشِيْرَ الْكَرَمِ

فَرْدٌ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ رَبٌّ تَعَالٰى بِرُّهٗ

مَوْلٰى تَوَاتَرَ نَصْرُهٗ مَلِكٌ تَفَضَّلَ بِالنِّعَمِ

صَمَدٌ سَلَامٌ مُّؤْمِنٌ عَدْلٌ لَطِيْفٌ مُّحْسِنٌ

اَحَدٌ قَدِيْمٌ مُّؤْمِنٌ عَنْ اِبْنِدَرَاسٍ وَالْهَرَمِ

حیٌّ علیمٌ وّاحدٌ حقٌّ علیمٌ ماجدٌ
برٌّ الٰہٌ وّاحدٌ ربٌّ بریٌّ عن خدمٍ
برٌّ رؤفٌ نّافعٌ ضالٌّ مذلٌ دافعٌ
ھادٍ دلیلٌ دافعٌ خیرٌ حکیمٌ منتقمٌ
بثنائہٖ نطق السّمآءُ وبامرہٖ قام الھواءُ
وبفضلہٖ ظھر الضّیآءُ وبلطفہٖ کشف الظّلمُ
خلّاقُ مالا یخلقُ رزّاقُ مالا یرزقُ
فتّاحُ مالا یفتحُ قسّامُ مالا ینقسمُ
عمّ الورٰی احسانہٗ بھر الحجٰی برھانہٗ
قھر العدٰی سلطانہٗ بدء الوجودُ من العدمِ
جلّٰی صدورًا بالصّفا جلّٰی قلوبًا بالتُّقٰی
یغشٰی عیوبًا بالعطا یمحو ذنوبًا بالکرمِ
اختار صدرًا بالعلٰی ربُّ البریّۃِ والورٰی

ذَاكَ النَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی ذُوْ اُمَّةٍ خَیْرُ الْاُمَمْ

ذَاكَ الْاِمَامُ الْمُرْسَلِیْنَ ذَاكَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ

هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ بَدْرُ الْعَرَبْ شَمْسُ الْعَجَمْ

مِنْ شَرْعِهٖ زَیْنُ الْهُدٰی مِنْ خُلْقِهٖ نُوْرُ الْعُلٰی

مِنْ صَدْرِهٖ فَیْضُ التُّقٰی مِنْ جُوْدِهٖ دَارُ الْحِكَمْ

طٰهٰ طَبِیْبٌ حَاذِقٌ نُوْرٌ اَمِیْنٌ صَادِقٌ

وَحْیٌ بَیَانٌ نَاطِقٌ خَتْمُ الرِّسَالَةِ بِالْوَسَمْ

اَوْلَادُهٗ فِیْ دَارِهٖ اَعْدَآءُهٗ فِیْ نَارِهٖ

صِدِّیْقُهٗ فِیْ غَارِهٖ ذَاكَ الْعَتِیْقُ الْمُحْتَرَمْ

خَیْرُ الرَّفِیْقِ الْاَصْفِیَا بُوْبَكْرِ تَاجُ الْاَوْلِیَاءِ

ثُمَّ الْعُمَرْ بَحْرُ الْعَطَا مِصْبَاحُ فِی اللَّیْلِ الظُّلَمْ

فَالْجَامِعُ قَوْلَ الْهُدٰی عُثْمَانُ یَنْبُوْعُ الْحَیَا

وَالْمُرْتَضٰی شَمْسُ الضُّحٰی اَعْنِیْ عَلِیُّ الْمُحْتَشَمْ

اَسَدُ الالٰہِ وَغَالِبُ مَطْلُوْبُ کُلِّ طَالِبِ
وَالرُّوحُ اَحْمَدُ قَالِبُ لِلتَّاجِ مِلْكُ وَالْعَلَمْ
سِبْطَاہُ فِیْ رِضْوَانِہٖ عَمَّاہُ فِیْ رِضْوَانِہٖ
فِیْ نِعْمَۃِ بِجِنَانِہٖ بُشْرٰی لَهُمْ رَبِّ الْحَرَمْ
صَلُّوْا عَلٰی اَزْوَجِہٖ اَیضًا عَلٰی اَحْبَابِہٖ
سَبْقًا لِلَّذِیْ اَلْوَاحِہٖ لَوْحًا تُحَامِیْ بِالذِّمَمْ
یَآ اَلنَّاسُ اعْمَلُوْا بِالْمَوْتِ وَالْحَشْرِ اذْکُرُوْا
لِلّٰہِ ذِی الْمَجْدِ اعْبُدُوْا وَاسْعَوْا اِلٰی دَرَجَاتِکُمْ
اَیْنَ الْمُلُوْکُ الْمَاضِیَۃِ دَامُوا الْقُصُوْرَ الْعَالِیَۃِ
صَارُوْا عِظَامًا بَالِیَۃً رَبٌّ تَخَصَّصَ بِالْقِدَمْ
فَاغْفِرْ لَنَا اٰثَامَنَا وَاسْتُرْ لَنَا اَجْرَامَنَا
ثَبِّتْ لَنَا اَقْدَامَنَا یَا مَنْ تَفَرَّدَ بِالْکَرَمْ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ

سینتالیسواں وعظ در بیان حقیقت دنیا

حضرات! اللہ تبارک تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی زندگی اور دنیاوی رونق ہم پورا کر دیتے ہیں، ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں اور وہ یہاں نقصان میں نہیں رہتے، یہی ہیں جن کے لئے کچھ نہیں ہے، آخرت میں سوائے آگ کے اور مٹ گیا۔ جو کچھ کیا تھا دنیا میں، اور نیست و نابود ہو گیا، جو وہ کرتے تھے۔

یعنی کافر جو دنیا میں صلہ رحمی، صدقات، کھانا، پلانا، دینا دلانا کرتے ہیں، ہم ان کا بدلہ تندرستی تونگری، آرام وغیرہ ان کو دنیا ہی میں پورا دے دیتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جیسے کھوٹے عمل ویسے بے حقیقت فانی فائدے اور آخرت میں بالکل بے نصیب اور بے بہرہ۔

افسوس ہے کہ انسان معبود و خالق کو بھول کر دنیا کی محبت میں کیسا پھنس گیا، کہ اس فانی دنیا کو حیات ابدی سمجھ کر وہاں کی سختی اور عذاب کو دل سے بھلا کر غافل ہو گیا۔ افسوس! صد افسوس!! ایسی سمجھ پر کہ تھوڑے دنوں کی خوبی پر ہمیشہ کی خوبی اور دولت و نعمت کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے مالک کا کہنا نہ مانا۔ پھر وہاں ذلت اور خجالت اٹھائی۔ طوق لعنت گلے کا ہار ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے دوری حاصل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے مکر و فریب سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے فریب سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

مسلمانو! جائے غور ہے کہ جس دنیا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی پھر تم کس امید پر ایسی چیز کی خواہش و آرزو میں خدائے خالق اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھول جاتے

ہو۔ اور اپنے تئیں خرابی اور بربادی کے گڑھے میں ڈالتے ہو، یہ بات بعید از عقل ہے، کب تک اس دنیا کی محبت میں پھنسے رہوگے، اور خدا کی طرف سے غافل رہوگے، یہ جگہ آرام و خوشی کی نہیں کچھ محنت اور عبادت کر کے معبود حقیقی کی رضامندی اور خوشنودی کو حاصل کرو، پھر ابدالآباد تک جنت میں آرام سے رہو،

جس دنیا کے پیچھے تم لگے ہو، اور رات دن اس کی تلاش میں پشیمان اور سرگرداں ہو کر خاک چھانتے پھرتے ہو، وہ تو خاطر خواہ حاصل نہیں اور نہ ہی بہ سبب حرص رہو اکے حاصل ہو گی۔ تمھاری عمر مفت میں برباد جاتی ہے، اگر کچھ اس سے سرگرداں ہونے، بے عزتی اور غیرت سے ہاتھ بھی لگے، تو بھی گو تک وہ عرصہ بہت قلیل ہے۔ اس دنیا و زیست کو قدرے فائدہ پہونچا سکتی ہے، آخر کو کچھ کام نہ دیگی لیکن جس قدر اس عرصہ میں اچھے کام اللہ و رسول کے فرمانے کے بموجب عمل میں لاؤگے، وہی اعمال حسنہ تمھارے حق میں مفید ہوں گے، یہاں کے دوست کو آشنا، خویش اقربا رزہاں کچھ کام نہ آئینگے اور نہ وہ دنیا جس کے حصول کے واسطے اس قدر رنج و تردد اختیار کیا، کسی کام آئے گی۔

کہتے ہیں کہ مسلم بن احمد درویش ایک روز ہارون الرشید بادشاہ کی ملازمت کے لئے گیا۔ وہاں دیکھا، کہ بادشاہ نے محل و مکانات اچھے ستھرے بڑے بڑے لعل و یاقوت ہر طرح کے جواہر لگا کر بنائے ہوئے ہیں، یہ دیکھ کر فرمایا، کہ اے بادشاہ! تو نے دنیا کے رہنے کے مکان خوب بلند اور کشادہ، صاف ستھرے جواہر نگار بنائے ہوئے ہیں، مرنے کے بعد تیری گور بھی ایسی کشادہ اور دل کشادہ ہو، تو کیا ہی خوب ہو، ہارون الرشید سنکر ہیبت زدہ ہوا اور رو کر اس سے یوں کہا۔ کہ اے مسلم! تو مجھ کو کوئی ایسی نصیحت کر جس سے میری عاقبت بخیر ہو اور اس جہان میں میرے کام آئے۔ اس نے کہا اے بادشاہ اگر تو ایسے میدان میں ہو کہ وہاں پانی میسر نہ ہو سکے اور پیاس کے مارے تیرا حال تباہ ہو رہا ہو، اسوقت کوئی شخص ایک پیالہ پانی کا لے کر تیرے پینے کے لئے لائے تو تو کس قیمت پر اس کو لے، بادشاہ نے جواب دیا، کہ اپنی آدھی دولت دیکر مول لے لوں، اور اپنی جان بچاؤں، پھر اس نے کہا کہ پانی پینے کے بعد اگر تیرا پیشاب بند ہو جائے اور مرنے کی نوبت پہونچے تو اس بیماری سے بچنے کے لئے دوا کو کتنی قیمت پر لے، جواب دیا، کہ باقی ماندہ دولت و مال دے کر لے لوں اور صحت حاصل کروں، تب مسلم نے کہا کہ اے بادشاہ لعنت پڑے اس دنیا پر، جو ایک پیالے پانی اور پیشاب بند ہونے کی دوا کے بدلے تمام دنیاوی بادشاہت اور مال و ملک جاتا رہے، اب تجھے لازم ہے کہ وہ کام کر جس سے ہمیشگی کی بے زوال بادشاہت حاصل ہو، بادشاہ یہ سنکر متفکر اور شرمندہ ہو کر بولا، میں نے اب جانا کہ یہ محض بے

قدر ہے اور نا چیز! آج سے میں نے اس کو چھوڑ دیا، اور اس کی محبت کو دل سے اٹھا دیا، اور خداوند تعالیٰ کی عبادت اور یاد میں مشغول ہوا اور جب تک جیا اسی عہد پر قائم رہا۔

کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین آدمیوں کو اپنے ہمراہ لئے جاتے تھے، راستے میں دیکھا کہ دو سونے کی اینٹیں پڑی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ (تم جانتے ہو) انھوں نے کہا سونے کی اینٹیں ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، یہی دنیا ہے، اس کے گرد نہ جائیو، یہ بڑی مکار ہے۔ اپنے چاہنے والوں کو فریب میں ڈال کر ہلاک کر دیتی ہے، یوں نصیحت کر کے آگے بڑھ گئے، ساتھیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آنکھ بچا کر اینٹیں اٹھالیں، آگے ایک گاؤں کے نزدیک رکھ دیں، بھوکے تھے، آپس میں سے ایک کو کچھ سودا لانے کے واسطے بھیجا، پیچھے یوں سوچنے لگے کہ آؤ ہم دونوں آپس میں حصہ کر کے ان اینٹوں کو بانٹ لیں، تیسرا جب آئے۔ کچھ قضیہ اور جھگڑا ڈال کر اس کو مار ڈالیں۔ پھر ہم دونوں بے کھٹکے ہو کر خوب خوشی خرچ کریں، ادھر وہ آدمی جو بازار گیا تھا، اس نے اپنے دل میں اور منصوبہ گانٹھا، کہ کھانے کی چیز میں زہر ملا کر ان دونوں کو کھلاؤں، جب یہ دونوں مر جائیں، تو دونوں اینٹوں کا مالک آپ ہی بن جاؤں، یہ عزم بالجزم کر کے کسی چیز میں زہر ملا دیا یہاں وہ دونوں کچھ اور ہی قضیہ بنائے ہوئے تھے۔ اس کے آتے ہی کچھ باتیں بگاڑ کی نکال کر جھگڑا مچا کر اس کو مار ڈالا، پھر خاطر جمع ہو کر وہ زہر آمیز چیز آپ کھا گئے۔ خدا کی شان! وہ تو مار پیٹ سے مرا، اور یہ دونوں زہر سے مر گئے، اینٹیں وہیں کی وہیں پڑی رہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام پھر ملٹ کر تشریف لائے دیکھا کہ تینوں مرے پڑے ہیں، اینٹیں اپنے ٹھکانے پر دھری ہیں، متاسف ہو کر فرمانے لگے کہ سچ ہے دنیا ایسی ہی ہے، اپنے ساریوں اور چاہنے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتی ہے۔ اس کے طالبوں کو یہاں بھی خرابی اور ہلاکت ہے اور وہاں عاقبت میں بھی فضیحت اور رسوائی ہے۔

غرض! دنیا کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی جنگل میں چلا جاتا تھا، اس نے دیکھا، کہ ایک شیر میرے پیچھے چلا آتا ہے، یہ دیکھ کر اس سے بھاگا، دوڑتے دوڑتے اس کا دم پھول گیا، چلنے سے عاری ہو گیا اس اثنا میں اس کو ایک گڑھا نظر آیا، چاہا کہ گڑھے میں گر کر جان بچائی جائے، لیکن دیکھا کہ اس میں ایک بہت بڑا اژدہا بیٹھا ہے، اسطرف شیر کا خوف، اسطرف گڑھے میں اژدہا کا ڈر، اسی خیال میں تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک درخت کی ٹہنی لٹک رہی ہے، جان بچانے کے خوف سے اس کو پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ دو چوہے سیاہ اور سفید اس کو کاٹتے ہیں۔ اس کے دل میں آیا کہ اگر یہ چوہے ٹہنی کو کاٹ دیں گے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ شہد کی مکھی کا ایک چھتہ نظر آیا، اس میں

سے ایک قطرہ زبان پر لگا یا پھر اس کا ذائقہ ایسا معلوم ہوا کہ شہد چاٹنا شروع کر دیا۔ اور چوہوں کے کاٹنے اور اژدہا اور شیر کا خوف سب دل سے جاتا رہا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ ٹہنی کٹ گئی اور یہ گر پڑا، اور شیر نے شکار کر کے گڑھے میں پھینک دیا۔

پس اس مثال سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ جنگل دنیا ہے اور شیر مانند موت کے ہے کہ آدمی اس سے بھاگتا پھرتا ہے، حالانکہ وہ ہر دم ساتھ ہے، کسی طرح اس سے چارہ نہیں ہے اور گڑھا قبر کا گڈھا ہے اور اژدھا بد اعمال اور ٹہنی عمر کی ٹہنی ہے، اور چوہے سفید اور سیاہ دن اور رات ہیں، اور شہد کی مثال دنیا کی محبت ہے کہ جب آدمی اسمیں مبتلا ہو جاتا ہے، پھر اس کو آخرت کی خبر نہیں رہتی، صبح ہوئی، شام ہوئی، عمر یوں ہی تمام ہوئی، لوگ خوشی خوشی سالگرہ کی خوشی مناتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ گرہ سے سال کم ہو جاتا ہے اور غفلت کا پردہ ایسا پڑا ہوا ہے کہ باوجود ہشیار گھڑی گھنٹہ کے غفلت نہیں جاتی، غور کرنا چاہیئے کہ اب گھڑیال کیا ندا کرتا ہے اور اس کی فریاد کیا کہتی ہے۔

غافل! تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

ذرا سوچو سمجھو! اپنے ایک دم کی قدر و قیمت جانو، اور ہر ایک سانس کو دم آخرین خیال کیا کرو۔

غافل از احتیاط نفس یک نفس مباش شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

اے غافلو! ہشیار ہو جاؤ اور بدی سے باز آجاؤ، خیال کرو، کہ دنیا سے تم کسطرح جاؤ گے سکندر ایسا بادشاہ تھا، کہ جس کے ساتھ خزانہ کثیر اور سپاہ اور جملہ سامان عیش و عشرت بیشمار تھا۔ جب وہ خالی ہاتھ گیا تو اس سے ہم سب کو لازم ہے کہ عبرت و نصیحت حاصل کریں۔

اے دل تو درین جہاں چرا بے صبری ! روزاں و شباں در طلب سیم و زری

در قسمت تو ازیں جہاں یک کفن است این ہم بگماں است بری یا بری

پس جبکہ دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے تو ہمیں چاہیئے کہ اس سے دل نہ لگائیں، یاران طریقت چلے گئے اور چلے جا رہے ہیں اور ہم بھی چلنے والے ہیں۔

چرا دل بریں کاروانگہ نہیم ! کہ یاراں برفتند و ما بر رہیم

غرض کتنا بھی جئیں، موت کے وقت یہ زندگی خواب و خیال ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ عالم خواب میں کیا کیا عجائبات نظر آتے ہیں بمجرد آنکھ کھلنے کے سب نیست و نابود اور ہیچ ہو جاتے ہیں، اسی طرح آنکھ بند ہوتے ہی عالم زندگانی بجز خواب و خیال کچھ نہیں ہوتا اور اس عالم کے ملنے والوں کا یہ حال ہے، کہ بعد از مرگ اس شخص کے خواب کی طرح ہوگا، جو خواب میں بہت سا زر و مال پاتا ہے

اور بہت خوش ہوتا ہے لیکن بیدار ہی کے بعد وہ مال ہاتھ میں نہیں رہتا۔ اور سوائے حسرت کے کچھ نہیں دیکھتا۔ عالم زندگی تو خواب و خیال کی طرح بعد از مرگ معلوم دیتا ہے، مگر اس عرصہ کی قلیل حرکت اور فعل کا بڑا طومار اور دفتر بھرا ہوا نظر پڑتا ہے تو سخت حیرانی اور پریشانی میں ڈال دیتا ہے۔

روزے دو سہ دست بر کشا یند ترا ! تا اندر بد و نیک آزما یند ترا !

گر تو فلک حصارے زینہ است تا ہر چہ کنی ہماں نمایند ترا

پس اے انسان! یہ خیال نہ کر کہ میرے جرائم و عصیاں کو کوئی نہیں دیکھتا ہے اور نافرمانیوں اور گناہوں کو کوئی نہیں جانتا، اور ان کے اندراج کے لئے کوئی کتاب نہیں اور بعد از مرگ ان کا کوئی حساب نہیں۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں بلکہ ان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون کراماً کاتبین فرشتے تیرے بڑے چھوٹے اور برے بھلے سب کاموں کو جانتے اور ان کو خدا کی درگاہ میں ہر صبح و مسا گردانتے ہیں۔ ذرا خواب غفلت سے بیدار ہوا اور پردۂ جاہلیت کو اتار کر ہوشیار ہو کر ہر صبح و شام تیرا ہر عمل اور کام چاروں طرف اس تیرے گرداگرد آسمان کے کوٹ میں جو آئینہ کی طرح صاف و شفاف سے قضا و قدر کے جو تجھیں چند روزہ زیست عطا کی ہے۔ آسمیں تیرے ہاتھوں کو بالکل کھلا چھوڑ دیا ہے کہ جو تو چاہے کرے، خواہ افعال حسنہ کے نہ پھولوں سے تو اپنا دامن مراد بھر لے، خواہ اعمال سیئہ کی آندھی اور طوفان سے خرمن زندگی کو برباد کرے، بعد میں سب کچھ نہ کھایا جائے گا۔ یہ حیات و ممات کے خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا یعنے تمہارے لئے امتحان اور آزمائش ہے کہ کون تم میں سے بلحاظ افعال حسنہ قابل تعریف و ستائش ہے۔ پس اے انسان نیک اعمال کرنے سے ہرگز کاہل نہ ہو اور اپنے ذنوب و عیوب سے جاہل نہ رہو اب وقت ہے استغفار کر کے خدا کی یاد سے غافل ہو، کیا ہی اچھا کسی نے اس خیال کا نقشہ ڈھالا ہے۔

گھر جسے سمجھے ہے تو ہے یہ سرا بعد تیرے اور کی ہوگی یہ جا
گھر جسے سمجھے ہے تو یہ گھر نہیں گھر تیرا ہے اور ہی اے مرد دیں!
گھر وہ ہے جس میں رہے گا حشر تک تا بہ نشیع صور روز حشر تک
تو درستی سے ہے اس کی بے خبر ڈھونڈھتا پھرتا ہے خشت و چوب و در
گزرے تیری عمر کے ہفتاد سال تو سمجھتا ہے کہ میں ہوں نونہال
تو درستی میں ہے گھر کے مبتلا سر پہ عزرائیل ہے تیرے کھڑا
بے خبر! ہے یہ تیرا وقت رحیل تو ابھی بوتا ہے اشجار رحیل

جب کہ آوے گا انہیں پھل اے فنا — تو تو ہوگا طعمہ مور و مار کا

تو لگا وہ باغ اے میر اجل — قبر میں کھاوے ہمیشہ جس کا پھل

تو جو اپنے آپ کو سمجھے بھلا — نفس تیرا تجھ کو دیتا ہے دغا

سب کو کہہ دیتا ہے شیطان لعیں — تیرا ثانی کوئی دنیا میں نہیں

آدمی میں ہوئیں عادات قبیح ! — احمق پن سے وہ سمجھے ہے ملیح

عیب پر اوروں کے رکھتا ہے نظر — عیب سے اپنے ہے ہر اک بے خبر

اور کو سمجھے ہے کم فہمی سے خر — ہے خری سے اپنے ہر اک بے خبر

ہوں عدد گرچہ فزوں تر از شمار ! — اصل واحد سب کی ہے اے ہوشیار

ہے حقیقت گو کہ ہر شے کی جدی — چاہئے لیکن سمجھے وہ بے خودی

ہو وہی واحد تیری سمع و بصر — غیر اس کے اور نہ کچھ آوے نظر !

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ، وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ایجا بنشیند و باز برخاستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو صلا و صنہ)

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر (۴۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِمَنْ قَدَّرَ خَيْرًا وَّخَبًا ؕ

وَالشُّكْرُ لِمَنْ صَوَّرَ حُسْنًا وَّجَمًا ؕ

فَرْدٌ صَمَدٌ عَنْ صِفَةِ الْخَلْقِ بَرِيٌّ

رَبٌّ اَزَلِیٌّ خَلَقَ الْخَلْقَ کَمَالًا
وَلَا شِبْهَ وَلَا مِثْلَ وَلَا کُفْوَ لِمَوْلٰی
لَا وَلَدَ وَلَا وَالِدَ لَا عَمَّ وَخَالًا
لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّیْ
اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلْقَ زَوَالًا
لَا مِثْلَ لِمَنْ صَوَّرَ مِثْلًا وَّنَدِیْرًا
مَنْ قَالَ سِوٰی ذٰلِكَ نَقَدْ قَالَ مُحَالًا
لَا قَبْلَ وَلَا بَعْدَ وَلَا وَقْتَ زَمَانًا
لَا مَانِعَ لَا حَاجِبَ لِلّٰهِ تَعَالٰی
اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ حَقًّا
وَالْبَاطِنُ مَوْلَایَ بِلَا قِیْلَ وَقَالَا
اَشْهَدُ بِاللّٰهِ هُوَ الْوَاحِدُ حَقًّا
اَشْهَدُ بِالْاَحْمَدِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی

رَبٌّ اَحَدٌ خَالِقُ خَلْقٍ وَّقَدِیْمٌ
ذَاتًا وَّصِفَاتًا فَلَهُ الْعِزُّ كَمَالًا
حَیٌّ وَّسَمِیْعٌ وَّمُرِیْدٌ وَّبَصِیْرًا
وَالْقَادِرُ قَیُّوْمٌ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی
لَازَالَ هُوَ الْمَلِكُ مُلْكٍ وَبَرِیٌّ
نَقْصًا وَّحُدُوْثًا وَّلَهُ الْفَضْلُ كَمَالًا
قَدْ كَانَ وَلَا شَیْئٌ وَلَا شَمْسَ ضِیَاءً
لَا نَارَ وَلَا نُوْرَ عَلَی الْكَوْنِ تَلَالَا
لَا جِسْمَ وَلَا رُوْحَ وَلَا رِیْحَ وَمَاءٌ
لَا نَجْمَ وَلَا شَجْرَةٌ لَا حَجَرَ ثِقَالًا
لَا جِنَّ وَلَا اِنْسَ وَلَا اَمْوَاتَ وَنَهْیًا
لَا فَلَكَ وَلَا مَلَكَ وَكِرَامًا وَّجِزَالًا
لَا اِسْمَ وَلَا اِسْمَهُ وَلَیْلًا وَّنَهَارًا

لَا فَوْقَ وَلَا تَحْتَ يَمِيْنًا وَّ شِمَالًا
لَا قَبْلَ وَلَا بَعْدَ خَلْفًا وَ اِمَامًا
لَا قَمَرًا وَلَا نُوْرَ وَحَرًّا وَظِلًا
مَا زَالَ رَحِيْمًا وَّكَرِيْمًا وَّ غَفُوْرًا
بَرًّا وَرَءُوْفًا فَهُوَالْخَيْرُ مَالًا
قَدْ خَلَقَ زَوْجًا وَلَهَا اَنْشَا زَوْجًا
مِنْ بَطْنِهِمَا بَثَّ نِسَاءً وَّ رِجَالًا
مِنْ نَسْلِهِمَا شِيْثٌ وَّ نُوْحٌ وَّخَلِيْلٌ
مُوْسٰى وَمَسِيْحٌ فَهُوَالْخَيْرُ خِصَالًا
اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاَسْبَاطَ كِرَامًا
يَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَ وَبَالًا
وَالسَّيِّدُ يَحْيٰى وَاَبُوْهُ وَعُزَيْرًا
يَهْدُوْنَ اِلَى الْحَقِّ وَيَنْهَوْنَ ضَلَالًا

فَاخْتَارَ عَلَى الْكُلِّ نَبِيًّا عَرَبِيًّا
بِالْخَلْقِ وَبِالْخُلُقِ مَآبًا وَمَآلًا
قَدْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ اِلَى الْخَلْقِ رَحِيْمًا
كَيْ يُنْقِذَ مَنْ يَقْتَحِمُ النَّارَ وَبَالًا
قَدْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
قَدْ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ كَمَالًا وَّجَمَالًا
قَدْ هَاجَرَ مِنْ مَكَّةَ بِالْقَوْمِ ضِعَافًا
يَسْعَوْنَ اِلٰى يَثْرِبَ ظَعْنًا وَّرِجَالًا
قَدْ اَيَّدَهُ اللّٰهُ بِقَوْمٍ وَّجُنُوْدٍ
حَتّٰى قَوِيَ الْقَوْمُ ضِعَافًا وَعِزَالًا
اَنَا اَشْهَدُ بِاللّٰهِ هُوَ الْوَاحِدُ حَقًّا
اَنَا اَشْهَدُ بِالْاَحْمَدِ لِلّٰهِ تَعَالٰى
وَنُصَلِّيْ عَلٰى اَفْضَلِ رُسُلٍ وَّنَبِيٍّ

فِیْ كُلِّ صَبَاحٍ وَّمَسَاءٍ وَزَوَالًا

اِرْحَمْ لِاَبِیْ بَكْرٍ صِدِّیْقٍ وَحَقِیْقٍ

فِی الْغَارِ رَفِیْقٍ وَمِنَ النَّارِ تَلَالًا

ثُمَّ ارْحَمْ عَلٰی اَعْدَلِ اَصْحَابٍ جَهِیْدًا

فَارُوْقٍ عَزِیْزٍ فَاِذَا الْكُفْرُ زَوَالًا

ثُمَّ ارْحَمْ عُثْمَانَ بِاِحْسَانٍ كَثِیْرٍ

الَّذِیْنَ نَصِیْرًا وَمِنَ النُّوْرِ جِبَالًا

ثُمَّ ارْحَمْ اَسَدَ اللّٰهِ عَلِیًّا وَّوَلِیًّا

فَمِنَ الْعِلْمِ جَلِیًّا وَّمِنَ الْقُرْبِ كَمَالًا

وَالْفَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ مِنْ نُوْرِ اَبِیْهَا

تَتَشَفَّعُ لِلْاُمَّةِ وَالْقَوْمِ كُسَالًا

اِرْحَمْ حَسَنَیْنِ فَهُمَا خَیْرُ شَبَابٍ

وَالْحَمْزَةَ عَبَّاسًا مِنَ الْكِرَامِ نَوَالًا

فَارْحَمْ عَلٰی سَیِّدِ مُحْیِ الدِّیْنِ جِیلِی
فَلَهٗ الْقَدَمُ عَلٰی کُلِّ وَلِیٍّ وَّکَمَالًا
یَا رَبِّ فَهَبْ لِیْ بِهِمْ وَتُقْهُمْ
عِلْمًا وَّبَیَانًا وَّکَمَالًا وَّجَمَالًا
یَا قَوْمِ لَنَا التَّوْبَهُ لَیْلًا وَّنَهَارًا
وَالطَّاعَةُ لِلّٰهِ تَقَدَّسَ وَتَعَالٰی
اِنْ شِئْتَ مِنَ النَّارِ نَجَاتًا وَّفَلَاحًا
فَاعْبُدْهُ یَقِیْنًا بِغُدُوٍّ وَّاٰصَالًا
طُوْبٰی لِمُصَلٍّ بِصَفَاءٍ وَّبِصِدْقٍ
قَدْ یَحْصُلُهُ الْقُرْبُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی
طُوْبٰی لِمُصَلٍّ بِخُشُوْعٍ وَّخُضُوْعٍ
مَنْ خَشَعَ مِنَ اللّٰهِ فَقَدْ نَالَ مَنَالًا
هَیْهَاتَ لِمَنْ ضَیَّعَ عُمْرًا بِهَوَاءٍ

فِسْقًا وَّفُجُوْرًا وَفَسَادًا وَّوَبَالًا
هَيْهَاتَ لِمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ ذِكْرِ الٰهٖ
قَدْ يَجْمَعُ لِلنَّفْسِ عَنَا اَبًا وَّوَبَالًا
يَا رَبِّ فَبَارِكْ لِمُصَلِّيْنَ جَمِيْعًا
عِلْمًا وَّبَيَانًا وَّجَمَالًا وَّكَمَالًا
اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ
الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

اڑتالیسواں وعظ در بیان موت

حضرات :- اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت یعنی ہر چیز مرنے والی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑا پھر یہ حدیث فرمائی عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن فی الدنیا کانک غریب او کانک عابری سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور (رواہ البخاری ومسلم) بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو دنیا میں مسافر کی طرح رہ یا جیسے راہ چلتا۔ یعنی مسافر سفر میں بکھیڑا نہیں کرتا۔ اور ہر دم اپنے وطن کو یاد کرکے زاد راہ کی فکر میں رہتا ہے۔ اسی طرح مومن کو لازم ہے کہ دنیا کو سرائے جان کر بیہودہ حرص و ہوا کو مار کر اپنے

اصلی وطن سے غافل نہ ہو (ہر دم وہاں کا سامان کرتا ہے) اور اپنی جان کو قبر والے مردوں میں گنے، یعنی موت کا بھولنا، دنیا کی پریشانی اور تشویش کا بڑا سبب ہے، اور جس کو موت یاد ہو، اسکو اس کی پریشانی ہی نہیں رہتی ؎

چوں آہنگ رفتن کند جان پاک چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ جب تو صبح کرے تو شام کا منتظر مت رہ۔ اور جب شام ہو تو صبح کی توقع مت رکھ، اور صحت کی حالت میں بیماری کے خیال سے جو عمل کرنا ہو، سو کرلے، یعنی صحت کو غنیمت جان کہ بیماری میں کچھ نہیں ہو سکتا، اور اپنی موت کے لئے سامان مہیا کر، اور راہ عدم کے لئے زادراہ ہمراہ لے (مشارق الانوار)

موت کی یاد کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہمسروں سے جو پہلے مرچکے ہیں عبرت پکڑے اور ان کو یاد کرے اور سوچے، کہ اب مٹی نے ان کے حسن کو خاک میں ملا دیا۔ ان کے اعضا قبر میں متفرق ہوگئے، کسطرح اپنی بیویوں کو بیوہ اور لڑکوں کو یتیم چھوڑ گئے۔ ان کا مال ومتاع جاتا رہا۔ ان کا کچھ نشان نہ رہا۔ کہاں وہ جو کر و فر تھا۔ اب قبر کا اندھیرا اور مٹی ہے۔ پس ایک ایک شخص کو جدا جدا یاد کرے، اور اسکی صورت کا تصور کرے کہ وہ کیسے چلتا پھرتا تھا، اب اس کے دونوں پاؤں اور تمام جوڑ ٹوٹ گئے۔ وہ کیسے بولا کرتا تھا کیسے ہنستا تھا۔ اب کیڑوں نے اسکی زبان اور خاک نے اس کے دانت چاٹ لئے۔ اپنے لئے ایسی تدبیریں نکالتا تھا کہ سو برس تک ان کی حاجت نہ پڑے۔ حالانکہ مرنے میں نہایت ہی قلیل عرصہ تھا ہائے اسکو خبر نہ تھی کہ مجھ کو کیا پیش آتا ہے۔ موت ایسے وقت میں آگئی کہ اسکو گمان نہ تھا۔ جب یہ تامل کر چکے تو پھر اپنے نفس پر غور کرے کہ میرا انجام بھی یہی ہوگا۔

غرض ایسے ایسے امورات متعلقہ موت کو فکر کرتے رہنا: اور قبرستان میں جاتے رہنا اور بیماروں کو دیکھنا، موت کو دل میں تازہ کرتا ہے۔ کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے،

برو بہ گور غریباں شہر سیرے کن ببیں کہ نقش امل ہا چہ باطل افتاد است

موت سے ڈرنے کی چند ایک وجوہات ہیں۔

اول یہ کہ انسان کی عیش وعشرت وشادمانی اور مال واسباب کو چھوڑنا نہیں چاہتا، پس اس میں لازم ہے کہ دنیا کا زر ومال اور سامان راحت نفس محض اس تن خاکی کے واسطے ہی ہے۔ جب انسان جانے تو ان میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ نہ کھانے پینے اور پہننے کی حاجت ہے۔ نہ رہنے کے لئے عالی شان مکانات اور زر ومال کے تودہ وانبار دیکھنے کی ضرورت؟ غرض کیا اگر ان اشیا کو لاشہ

کے ہمراہ قبر میں رکھ دیا جائے، تو ان سے ان کو فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ پس مرنے کے وقت ان کی جدائی پر حسرت کرنا اور غم والم کھانا، موت کو گوارہ نہ کرنا، سخت جہالت ہے حالانکہ اس کا ٹلنا ناممکنات سے ہے۔

دوم، بال بچوں اور بیوی وغیرہ کے لئے متفکر ہونا کہ ان کے حوائج ضروریہ اور روزی کا کون ذمہ دار ہوگا۔ پس سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر جاندار کے لئے وہی پروردگار رب العلمین روزی کا متکفل ہے۔ پس جس قدر خداوند تعالےٰ اپنی مخلوق کا محافظ و نگہبان ہے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

سوم، روح اپنے قالب خاکی کو چھوڑنا پسند نہیں کرتی، کیونکہ پیدائش سے لے کر تامرگ اسی کی پرورش کرتی رہی، اسی کو درست رکھا، اسی کی حفاظت کرتی رہی، اس کے برابر کسی کو نہ جانا اس کو سب سے برتر جانا، اگر ذرا غور و تامل کو کام میں لائے، تو صاف سمجھ جائے گا کہ یہی تن خاکی سب سے بھاری اور دشمن ہے، یہی آلہ جرائم وعصیاں ہوا، انھی ہاتھ پاؤں نے

ہر ایک فعل اور عمل کی نسبت خواہ چھپ کر کئے، خواہ ظاہر میں، خدا کے حضور میں گواہی دینی ہے، روح بذاتہ ایک نہایت پاکیزہ چیز ہے جو سوائے امر رب کے اور کچھ نہیں ہے شیطان کا روح پر کبھی تصرف ہو ہی نہیں سکتا ادھر روح جسم میں داخل ہوئی۔ ادھر شیطان نے انسان کو بہکانا شروع کیا اور تا لب مرگ پیچھا نہ چھوڑا، گو روح جسم کی حاکم ہے اور جہاں چاہتی ہے لئے پھرتی ہے مگر جان لینا چاہیئے کہ انسان دل ہی میں بدا فعالیوں کا خیال کرے، شراب خوری کا ارادہ کرے، چوری و زنا کا منصوبہ باندھے تو کسی حد تک ایسے خیالات کا پیدا ہونا مذموم ہے۔ کیونکہ گناہ کا مرتکب ہونے کے لئے یہ پیش خیمہ ہیں مگر بجز ارتکاب جرم انسان مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا اور سزا کے قابل ہے پس یہی قالب ذریعہ عصیاں ہو، خداوند تعالےٰ وہ مادہ نہ دے، جو ذریعہ نافرمانی و وبال ہو، خداوند تعالےٰ وہ جسم نہ دے جو باعث جرائم و آثام ہو، ایسی حالت میں روح بے جسم ہزار ہا درجہ بہتر ہے

پر و بال دام من خوش آن دام ! که از قید تش بہ پرواز تواں جست

چہارم انسان ان عیوب و ذنوب کے باعث جن کا اپنی زندگی میں مرتکب ہوا بوقت نزع ترساں و لرزاں ہو کر بھاگنا چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد گناہوں کے بدلے میں کون کون سی سزا بھگتنی پڑے گی اور کیا کیا تکالیف پیش آئیں گی، تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر خدائے تواب کی درگاہ عالی میں سچے دل سے توبہ کریں اپنے گناہوں کو یاد کر کے گریہ و زاری اور آہ و بکا کریں اپنے آپ کو سخت شرمندہ و نادم بنائیں اور عاجز جانیں، اور کہیں اے میرے مالک! تیرے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں ہے، تیرے سوا کوئی

میرے گناہوں کو بخشنے والا نہیں، تیری ذات عالی ہے، تو مجھے میرے گناہ بخش دے اور کئی بار تکرار کرے پس ضرور وہ ارحم الراحمین بخش دے گا۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

پس موت سے انسان کو ہرگز نہیں ڈرنا چاہیئے بلکہ بجائے حیات کے ممات کے بہت دوست رکھو تاکہ گناہوں سے بھی بچاؤ ہو،

منقول ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تین قسم کے آدمیوں کے حال پر مجھے تعجب آتا ہے، اول جو دنیا کی محبت میں اور اس کے پیچھے رات دن مفتون و دیوانہ رہتا ہے اور دین کے سب کاموں کو بھول جاتا ہے، باوجود اس بات کے کہ وہ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو مرنا ہے ایک روز موت ضرور آئے گی، اور یہ سب کچھ چھین لے جائے گی، دوم وہ جو ایسا غافل ہو گیا کہ کچھ نہیں سوچتا، جو کچھ خاطر میں آئے کرے اور جہاں چاہے جائے، ہر طرح کی بیہودگی کے کام کرتا رہے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ دو فرشتے کراماً کاتبین دونوں کندھے پر بیٹھے ہوئے نیکی و بدی کے ہر کام کو ہر وقت لکھتے رہتے ہیں اور ہر روز کا نامہ اعمال درگاہ الٰہی میں گذارتے ہیں۔ سوم وہ جو ہمیشہ بے غم و بے فکر رہتا ہے نہ اسے دنیا کی فکر نہ آخرت کی، حیوانوں کی طرح کھاتا پیتا ہے، ایسے شخص سے اللہ تعالےٰ بہت بیزار ہے۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے، فلاح پائی اس نے جو مسلمان ہوا اور اُسے تھوڑا رزق دیا گیا۔ اور وہ اس پر قناعت کرے جو خدا نے اُسے دیا ہے۔

غرض! اے مسلمانو! جو کچھ تمھارے پاس موجود ہو، اسی پر قناعت کرو اور قوت حلال کے پیدا کرنے میں بالخصوص کوشاں رہو تاکہ تمھاری عبادت منظور اور مقبول باری تعالےٰ ہو، تھوڑا کمانا جو حلال کے ذریعہ سے ہے۔ بہت کمانے سے جو حرام کے ذریعہ سے ہو، ہزار درجے بہتر ہے، اس موقعہ کے لئے مجھے چند ایک شعر یاد آ گئے ہیں۔ اگر ان کو ہر روز بطور وظیفہ پڑھا جاوے تو بہت ہی ہدایت مل سکتی ہے اور وہ یہ ہیں۔

کرکے محنت اور مشقت باکمال — جا کے پیدا کر تو کچھ قوت حلال
جو نہ ہووے جامہ اطلس تجھے — تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجھے
ہو نہ گر کمخواب و مخمل، گل بدن — اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن

نان وحلوا، قورمہ، زردہ، پلاؤ | اور بریانی متنجن، نان و پاؤ
ہوں نہ یہ کھانے اگر با قند و مشک | تجھ کو کافی ہے پیاز و نان خشک
سونے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر | مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر
اور نہ ہووے گر پیالہ زیر ناب | کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب
اور سنہری آب خورے گر نہ ہوں! | پی سکے ہے یار پانی با چلوں
اور نہ ہوویں اسپ گر زریں لجام | پا پیادہ چل سکے ہے چند گام
گھوڑا ہاتھی، اونٹ خچر جو نہ ہو | چل سکے ہے پا پیادہ یار تو
جو نہ ہووے دورباش از پیش و پس | دورباش نفرت خلق از تو بس
یعنی گر نہ ہوویں تیرے باوقار | آگے اور پیچھے نقیب اور چوب دار
اس سے بہتر ہے کہے تجھ کو منزدر | سارا عالم ہر طرف سے دور دور
اور نہ ہوں گر خانہائے زرنگار | کر سکے ہے زندگی در کنج غار
ہوں نہ گر والان کوٹھا کوٹھری | رہنے کو کافی ہے خس کی جھونپڑی
اور اگر نہ ہوویں فرش ریشمیں | بوریے کہنہ پہ ہو گوشہ نشیں
مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو! | رکھ کے تکیہ سر کے نیچے یار سو
واسطے ڈاڑھی کے گر کنگھی نہ ہو | انگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو
اس میں ہے تو چند اک روز کو | بن کے عاجز کر بسر اوقات کو

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

(اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱ یا ۲۰)

خطبة الاولیٰ نمبر ۴۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۵

حَمِدْتُ اللّٰہَ حَمْدًا لَا فَنَاہُ — وَحَدَّ الْحَمْدِ لَا یَعْلَمْ سِوَاہُ

لَہٗ اَسْمَاءُ صِفَاتُ قَدْ تَعَالَتْ — وَجَلَّتْ وَانْجَلَتْ فَاطْلُبْ رِضَاہُ

حَکِیْمٌ حَاکِمٌ مُخْتَارُ فِعْلٍ — عَمِیْمٌ فَیْضُہٗ عَامٌ عَطَاہُ

وَسَتَّارٌ وَغَفَّارٌ نَزِیْہٌ — بَرِیْءٌ بَارِیٌٔ بَرٌّ اِلٰہٗ

وَجَبَّارٌ وَّقَہَّارٌ غَنِیٌّ — قَوِیٌّ قَادِرٌ فَاحْذَرْ بَلَاہُ

وَمَوْلٰنَا بِلَا کُفْوٍ وَزَوْجٍ — قَدِیْمٌ لَا ابْتِدَاءَ وَلَا انْتِہَاہُ

نُصَلِّیْ ثُمَّ بَعْدَ الْحَمْدِ صِدْقًا — عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُصْطَفَاہُ

رَسُوْلُ اللّٰہِ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْکُلِّ — اِلٰی جِنٍّ وَّاِنْسٍ مَا سِوَاہُ

مُحَمَّدٌ مِیْمُہٗ مَوْتٌ لِکُفْرٍ — حَیَاتُ الْقَلْبِ لِلْمُؤْمِنِ بِجَاہُ

وَمِیْمٌ ثَانِیٌ مَوْجُ الْمَوَاہِبِ — وَدَالٌ خَیْرُ دَالٍ لَا اشْتِبَاہُ

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ مَلَاذُ اُمَّۃٍ — وَمَنْ یَکْفُرْ بِہٖ تَبَّتْ یَدَاہُ

فَاٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یَقِیْنًا — فَنَوِّرْ سِرَّنَا زِدْنَا صَفَاہُ

عَلَی الْاَصْحَابِ ثُمَّ الْاٰلِ جَمْعًا — صَلٰوۃٌ بَرَکَۃٌ رَحْمًا رِضَاہُ

اَبُوْ بَکْرٍ خُصُوْصًا ثُمَّ عُمَرُ	فَعُثْمَانُ عَلِیُّ مُرْتَضَاهٗ
وَعَمَّیْہِ وَسِبْطَیْہِ وَ بِنْتِہٖ	بُتُوْلٌ فَاطِمَۃُ اُمِّیْ فِدَاهٗ
عَلَی السِّتِّ الْبَقِیَّۃِ ثُمَّ سَلِّمْ	فَیَا رَبِّیْ اَجِبْ عَبْدًا دُعَاهٗ
فَیَا اِخْوَۃُ عَلِمْتُمْ اَنَّ دُنْیَا	هَلَاكٌ مُهْلِكٌ دَارُ فَنَاهٗ
فَلَا تَهْوُوْا اِلَیْهَا بَلْ دَعُوْهَا	وَرَبُّکُمْ اتَّقُوْا حَقَّ التُّقَاهٗ
وَتُوْبُوْا وَاذْکُرُوْا ذِکْرًا کَثِیْرًا	بِصُبْحٍ ثُمَّ ظُهْرٍ فَالْمَسَاهٗ
لَعَلَّ اللّٰهُ یُنْجِیْنَا جَحِیْمًا	وَیُوْوِیْنَا جِنَانًا بِارْتِضَاهٗ

اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ ط

انچاسواں وعظ دربیان توشہ عقبیٰ

حضرات! اللہ تبارک تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ اور جو تم آگے بھیج دو گے اپنے لئے کوئی عمل نیک تو اس کو پاؤ گے۔

اس آیت کی تشریح اس حکایت سے بخوبی ہو سکتی ہے جسے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی مثنوی معنوی میں رقم فرمایا ہے جس کا ترجمہ نظم و نثر کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں،

بادشاہ اک تھا بڑا عالی جناب فیض سے اس کے دو عالم کامیاب
اک غلام اپنے کو اس نے کر طلب یوں کہا سن اے غلام بادب
میں نے بے حد مال و زر تجھکو دیا جا سفر اور کر تجارت پھر کے آ!
پھر نہ ہوگی کوئی تجھ کو پھر کمی پائے گا تو جاہ و دولت دائمی

وہ غلام تجارت کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں دریا آیا کشتی پر سوار ہو کر کنارے پر جا لگا اور کشتی سے اتر کر شہر کا رخ کیا۔ جب شہر کے نزدیک پہنچا تو دیکھتا ہے کہ تمام مخلوق اسی کی طرف متوجہ ہے، غرض اس کو لباس شاہی پہنا کر تخت پر باعزاز و اکرام بٹھلایا۔ اور تمام ارکان دولت کمر خدمت باندھے کھڑے تھے، خزانوں کی کنجیاں اسکی تحویل میں کیں اور ایک مدت تک عیش و عشرت کے ساتھ حکمرانی کی، ایک دن اس کے خیال میں آیا کہ دولت تو مفت ملی ہے۔ لیکن اس کے انجام سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ اس لئے ایک وزیر معتمد سے ایک دن خلوت میں پوچھا کہ اس سلطنت کی حقیقت مجھ سے بیان کر۔

دل ترا آئینہ اسرار ہے تو کرے حل اسکو جو دشوار ہے

وزیر نے کہا، عالیجاہ! اس قوم کی عادت ایسی ہے کہ بیشک تاج و تخت تو ہیں، لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں پھینک دیتے ہیں، اس بادشاہ نے پوچھا کہ اس سے بچنے کی کیا تدبیر ہے، وزیر نے کہا ؎

ہے شاہنشاہ ایک با جاہ و جلال ملک اس کا لاشریک و بے زوال
اس بنائے ہیں دو شہر اپنے حضور ایک ہے نزدیک اس کے ایک دور
وہ جو ہے نزدیک، ہے شہر عظیم سر بسر آباد پر از ناز و نعیم
ہیں درخت اس میں از بس میوہ دار بس کہ ہر اک میوہ ان کا خوشگوار
دلکشا جاں بخش ہے اس کی نسیم! نے وہاں کے ساکنوں کو خوف و بیم
دوسرا ہے شہر آتش سے بنا ہر قدم اس میں ہزاروں اژدہا
سال گذرے بعد وہ شاہ علا ایک قاصد پاس اس کے بھیجتا
وہ ہمارے شاہ کو معزول کر چھین لے پھر اس کا سارا مال و زر
باندھ کر چشم و دہان و دست و پا ہاتھ میں اس کو ہمارے سونپتا

غرض! اے بادشاہ اگر مصلحت دیکھئے تو اس کی طرف غلام اور کنیزک اور نفائس اموال

جس وقت کہ ہو سکے روانہ کرے اور اچھے تیرنے والے غلام مع کشتیوں کے تیار رکھ، جس روز مجھکو دریا میں ڈال دیں، تو میں آگے جا کر غلاموں اور کشتیوں کو دریا میں منتشر کرتا ہوں اور اس جزیرے میں جس میں عیش سرمدی ہے پہنچا دیتا ہوں۔ جب روز معین آیا تمام لوگ جمع ہوئے اور بادشاہ کو دریا میں ڈال دیا۔ غلاموں نے غوطہ مار کر دوسری طرف نکالا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

یہی حال آدمی کا ہے جب وہ عدم سے وجود میں آیا تو سلطان روح نے اس کے وجود کے تخت پر قرار پکڑا۔ جب اسکی مدت معین گذرتی ہے تو اسکو دریائے برزخ میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر اپنی تدبیر پہلے ہی کرلے اور عمل صالح آگے بھیج دے تو نجات کی کشتی پر سوار ہو کر بہشت کے عیش سرمدی کی طرف سدھارے، اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولتنظر النفس ما قدمت لغد یعنی اور چاہئے کہ دیکھ لے ہر شخص، کہ اس نے کیا بھیجا ہے کل کے لئے، یعنی روز قیامت کے لئے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ عقلمند وہ شخص ہے، جو تین کام کرے، اول دنیا سے دستبردار ہو جائے، پیشتر اس کے کہ دنیا خود اس سے دستبردار ہو جائے۔ دوم قبر کی آبادی کرے، پیشتر اس سے کہ قبر میں جائے۔ سوم اللہ تعالیٰ کو خوشنود کرے پیشتر اس کے کہ اس کے دیدار سے مشرف ہو۔

حسن بصری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا سے جاتا ہے مرتے وقت تین حسرتیں اس کے دل میں رہتی ہیں۔ اول یہ کہ جو کچھ اس نے جمع کیا سیر ہو کر نہ کھایا۔ دوم یہ کہ جو رکھتا تھا اس امید کو نہ پہنچا۔ سوم آخرت کا کام جیسا کہ چاہیئے تھا ایسا نہ کیا۔

مسلمانو! انسان موت کے وقت یہ آرزو کرے گا لولا اخرتنی الی اجل قریب یعنی اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو تھوڑی مدت کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہوتا۔ یعنی زکوٰۃ دیتا، حج بجالاتا اور نماز ادا کرتا۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

غم خویش در زندگی خور کہ خویش ... بہ مردہ نہ پرداز و از حرص خویش
زر و نعمت اکنوں بد و کان تست ... کہ بعد از تو بیرون ز فرمان تست
کسے گوئے دولت ز دنیا برد ... کہ باخود نصیبے بعقبےٰ برد

یعنی اے انسان (موت کے منہ میں ایک نہ ایک جانے والے) تو اپنی زندگی میں اپنا غم آپ کھا۔ یعنی آخرت کے واسطے سامان مہیا کرنے کے لئے اہتمام کر، کیونکہ تیرے مرجانے کے بعد

تیرے خویش واقربا تیرے لئے کچھ غم نہ کھائیں گے، اپنے لالچ کے واسطے تیرے لئے خیرات وغیرہ نہیں کریں گے، اب تیرے ہاتھ میں زر ونعمت ہے۔ خدا کی راہ میں جی کھول کر دے لے، کیونکہ تیرے قبضہ میں ہے، تیرے مرنے کے بعد یہ زر ومال تیرے زیر فرمان نہیں ہوگا اور نہ تجھے کسی قسم کی دسترس ہی حاصل ہوگی، اس دنیا سے وہی شخص بامراد اور سرخرو ہوکر جاتا ہے، جو اپنے لئے آخرت کے واسطے اپنے ہمراہ اعمال نیک کا توشہ لے جاتا ہے، بدوں اس کے کوئی فرحت وراحت میسر نہ ہوگی۔

پس اے مسلمانو! دنیائے ناپائدار کی محبت چھوڑ دو، اور اپنے دلکو اسکی طرف سے موڑکر اللہ پاک اور اس کے محبوب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں پیدا کرو۔ لیکن اس قسم کی محبت تمہارے دل میں اس وقت پیدا ہوگی جس وقت تمہارا دل ہر طرح کی آلائش دنیاوی سے بالکل صاف ہوجائے گا۔ یعنی جب کہ شرک و بدعت حسد وبغض، تکبر وکینہ وغیرہ ذرہ بھر بھی تمہارے دل میں نہ رہیگا اور جس کے دل میں یہ سب کچھ ہوگا، وہ رشوت لے گا۔ بندگان خدا سے دغابازی، مکر اور فریب کرے گا، شراب پئے گا۔ جھوٹ بولے گا۔ دنیا کی محبت میں شب وروز غرق رہے گا۔ اور اس کے دل میں خدا کی محبت اور دہشت مطلق نہ رہے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاکیزگی کو چاہتا ہے۔ پس جب دل پاک صاف نہ ہوا۔ تو پھر کیونکر اس رب کی طرف راغب ومائل ہوگا۔ اور اپنے خالق کی کس طرح محبت پیدا کرسکے گا۔ مومن کا دل خدا کا عرش ہوتا ہے۔ جب بندہ اپنے دل کو بدیوں اور برائیوں سے پاک وصاف کرلے اور صدق دل سے اسکی یاد میں مشغول ہو، اور اپنے پاک وصاف دل میں پھر اپنے معبود حقیقی کو ڈھونڈھے اور تلاش کرے تو ضرور اس اللہ پاک کو پائے گا۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ‏ ‏ ‏ ‏ من نہ گنجم ہیچ در بالا و پست

در زمین و آسمان و عرش نیز

در دل مومن بگنجم اے عجب ‏ ‏ ‏ ‏ گر تو می جوئی دراں دلہا طلب

یعنی پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں زیر وبالا۔ بلند وپست کہیں نہیں سماتا ہوں، کہ زمین میں اور نہ آسمان میں۔ غرض فرش سے لے کر عرش تک کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ میری برداشت کرسکے، اور میرے جلوہ کو سنبھال سکے، بجز مومن کے دل کے کہ میں وہاں سماتا ہوں، پس اے جویائے حق! اگر تو مجھے ڈھونڈھنا چاہتا ہے، تو مومن کے دل سے ڈھونڈھ لے۔

غرض معرفت سے بڑھ کر کوئی عمدہ تحفہ اور عطیہ نہیں ہے۔ جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو کرامت فرمایا ہے۔ کیونکہ دل اس کی نظرگاہ ہے۔ پس تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور برتر نعمت کو سب جگہوں اور مکانوں سے عمدہ اور بہتر جگہ یعنی دل میں رکھ دیا۔ اگر دل سے لائق تر اور اچھی جگہ کوئی اور ہوتی تو معرفت وہاں رکھی جاتی۔ غرض اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن بندہ کے دل کے سوا کوئی چیز عزیز تر نہیں ہے'

سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرش بریں سے لے کر اس فرش زمین تک ایسا کوئی مکان پیدا نہیں کیا جو مومن کے دل کے سوا اس کے نزدیک عزیز اور گرامی ہو۔

مسلمانو! خسیس ترین اس بندے کی ہمت ہے' جو عزیز ترین مکان کو غیر اللہ کے ساتھ مشغول کرے' اور بے ادب اور ناکارہ وہ آدمی ہے کہ جس کے دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی معرفت کو قائم فرمادے' اور وہ اسکو نکال کر اس کے عوض اور کسی چیز کو جگہ دے' کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے'

دلے کز غیر او اندیشہ دارد مگس جائے پری در شیشہ دارد

یعنی جو دل سوائے خدا کے کوئی دوسرا خیال رکھتا ہے' اسکی مثال ایسی ہے کہ جس شیشہ میں پری نے اپنا خوبصورت اور منور چہرہ دیکھا تھا بجائے اس کے کالے رنگ کی منحوس شکل کی مکھی بیٹھی ہو۔

داؤد علیہ السلام کو وحی نازل ہوئی کہ میرے واسطے گھر پاک و صاف کر۔ داؤد علیہ السلام نے کہا کون سا گھر پاک و صاف کردوں۔ ارشاد ہوا کہ میرا گھر مومن کا دل ہے' آتش عشق اس میں لگا تا کہ جو میرے خیر ہے۔ وہ سب جل جائے۔

مسلمانو! بڑی شرم کی بات ہے کہ لوگوں کی نظر کے سبب تو اپنے ظاہر کو صاف و ستھرا اور آراستہ کرتے ہو۔ لیکن باطن کو جو خاص نظرگاہ رب العالمین ہے' ناپاک رکھتے ہو تو گویا مخلوق کو خالق سے بڑا جانتے ہو ؎

گوش تا دل زندہ گردد تن چہ آرائی برنگ مردہ را سودے نباشد گور را نقش و نگار

حضرات! کوشش تو اس بات میں کرنی چاہیئے کہ دل زندہ ہو جائے' بدن کے آراستہ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ بھلا مردہ کو اسکی قبر پر نقش و نگار کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہے۔

قیامت کے دن وہی نجات پائے گا۔ جو قلب سلیم ہو۔ یعنی حب دنیا حسد اور خیانت سے خالی ہو یا شرک و بدعت سے خالی ہو' اور سنت سے مملو ؎

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم نہ چیز بہ نفس خویش فرما تسلیم

صبر و شکر و قناعت و علم و یقین تفویض و توکل و رضا و تسلیم

یعنی اے انسان اگر تو خدا کی درگاہ میں قرب کا خواہاں ہے تو چاہیئے کہ مصائب و تکلیف میں صبر کو لازم پکڑے اور کبھی لب پر کلمہ شکایت نہ لائے۔ خدا کی ہر چھوٹی بڑی نعمت کا شکریہ ادا کرتا رہے تھوڑی چیز سے بھی طبیعت کو تسکین ہو جائے اور زیادہ حرص و لالچ پیدا نہ ہو یعنی طاقت کے موافق علم و حکمت شریعت معرفت سے حصہ لے۔ خدا کی وحدانیت و خالق ہونے پر اطمینان ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے تسکین ہو۔ اپنے ہر کار و بار کو خدا کے ہاں سپرد کرے اور ایک خدا پر ہی بھروسہ کرے اور اسی کی خواہش اور رضا کے موافق عین خواہش و رضا ہو غرضیکہ ہر کار میں رضا بقضا ہو، پھر ارشاد ہوتا ہے۔

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ ۔۔۔ نہ چیز برون کن ز درون سینہ
حرص و امل و دروغ و غیبت ۔۔۔ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

یعنی اے انسان تو نو چیزوں سے دل کو بالکل صاف و پاک کر تا تیرا دل آئینہ کی طرح روشن و منور ہو جائے گا۔ یعنی حرص اور لالچ کو ترک کر، یہاں تک کہ ترک کو بھی ترک کرے۔ یعنی یہ خیال بھی پیدا نہ ہو کہ میں نے حرص وغیرہ کو چھوڑ دیا اور خواہشات بیہودہ پیدا نہ ہوں، جھوٹ اور چغلی سے بھی پرہیز کرے اور خدا داد نعمت میں امساک کام میں نہ لائے بلکہ کھلے دل سے خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ غریبوں اور یتیموں کی خبر گیری کرے یہاں تک کہ اپنی ضروریات کو بھی اللہ کی راہ میں دیدے، کسی کا مال و دولت جاہ و حشمت دیکھ کر دل نہ جلائے اور ظاہر داری کیلئے کوئی کام نہ کرے بلکہ جو کچھ کرے خالصۃً للہ کرے اور نہ ہی تکبر و کینہ وغیرہ کو جگہ دے۔

مسلمانو! دل کو قلب اسواسطے کہتے ہیں کہ سینے میں الٹا لٹکتا ہے اس لئے کہ ہمیشہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھرتا ہے۔

یعنی لفظ قلب کے لطیفہ ربانی روحانی ہے۔ اس لطیفہ کو دل جسمانی سے لگاؤ ہے۔ یہی لطیفہ حقیقت انسان ہے۔ اسی کو ادراک علم و عرفان ہوا کرتا ہے۔ یہی مخاطب معاقب و مطالب ہوتا ہے سوا کثر خلق کی عقلیں اس علاقہ میں متحیر و سرگرداں ہیں کیونکہ تعلق اس لطیفہ کا جسم صنوبری سے مثل تعلق عرش کے جسم سے اور تعلق وصف کے موصوف سے ہوتا ہے۔

آدمی جسقدر معصیت اور نافرمانی زیادہ کرے اور گناہوں میں ڈوبا رہے۔ اتنا ہی زنگ آئینہ دل پہ بیٹھتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

ہر گنہ زنگیست بر مرآت دل ! دل شود زیں زنگہا خوار و خجل
چوں زیادت گشت دل را تیرگی نفس و دل رابشس گرد و خیرگی

مسلمانو ! دل پر معصیت کے سبب سے رنگ اور خال سیاہ پیدا ہونے کے یہ معنے ہیں کہ ہر فعل بد ایک ہیئت ظلماتی قلب کے لطیفہ پر پیدا کرتا ہے۔ یہ مراد ہے کہ اس گوشت کے لوتھڑے پر صنوبر کی صورت ہے۔ زنگ آجاتا ہے کیونکہ یہ گوشت کا لوتھڑا قلب حقیقی نہیں ہے کہ نیک اور بد کاموں کی اسمیں تاثیر ہو پس قلب حقیقی اس لطیفہ سے عبارت وہ مراد ہے کہ جسم لحمی سے تعلق رکھتا ہے جیسے بینائی اور شنوائی اور چیزیں ہیں کہ آنکھ اور کان سے تعلق رکھتی ہیں۔

بحر العلم شرح عین العلم میں ہے کہ پانچ چیزوں میں آدمی مبتلا ہوتے ہیں، باوجودیکہ ان میں انکی سراسر ہلاکت ہوتی ہے اول پیٹ بھر کر کھانے کی محبت کہ اسمیں قساوت قلب ہے۔ دوم سونے کی محبت کہ اسمیں سراسر عمر کا نقصان ہے، سوم آرام اور راحت کی محبت کہ اسمیں افلاس ہے۔ چہارم ثنا و تعریف کی محبت کہ اسمیں ثواب جاتا رہتا ہے۔ پنجم مال کی محبت کہ اسمیں حساب طویل ہے۔

مسلمانو ! اگر انسان غور کرے تو صاف ظاہر ہے کہ واقعی ان چیزوں سے محبت کرنا سراسر نقصان ہے اور حد اعتدال سے زیادہ کھاپی کر بدمست ہونا اور راحت و آرام میں پڑکر فرائض منصبی کو ادا نہ کرنا اور خدا کی یاد سے غافل ہونا کیسی حماقت ہے اور ثنا و تعریف سے ثواب گنوا کر اور فخر و تکبر میں آکر کیس خالی دماغ کی طرح غرانا اور ناز میں آجانا کیسی جہالت ہے۔ مال و دولت کا خیال اور اس دنیا کی محبت اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرنا ہے اور یہ مال درحقیقت وبال ہے کیونکہ اس کی جمع کی فکر سر ونت دل کو لگی کہ خدا کی یاد سے غافل رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اس غفلت سے محفوظ رکھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور موہوم ہستی کی سمجھ عطا فرمائے۔ کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے

جاکے گورستان میں دیکھو کہ عجب صورت کا حال کیسے کیسے ماہرو واں ہو رہے ہیں پائمال!
فرش گل پر بھی نہ سوتے تھے کبھی جو نازنین اور تکبر سے مکان ناز تھا عرش بریں
قہقہہ خندہ کے سوا جن کو نہیں کچھ کام تھا عطر یان و پھول بن اک دم نہیں آرام تھا
گل سا رخ نرگس سی آنکھیں سب سے بہتر تھی وہ تن غیرت سنبل تھے کاکل اور تن رشک چمن
خاک میں یکبارگی یوں مل گئے زیر زمیں! نام کو بھی کچھ نشاں جن کا کہیں باقی نہیں
رشتہ دنداں تھے جو وہ غیرت سلک گہر جیسے بوسیدہ کی صورت گر پڑے سب یک دگر
استخواں ہر عضو تن کا ہو گیا ان سے جدا کوئی خندق میں پڑا ہے کوئی رستہ میں پڑا

سر کہیں ہے پا کہیں ہے ہاتھ اور بازو کہیں — پھر گردن کہیں ہے آئینہ زانو کہیں
ساق اور ایڑی کہیں ٹخنہ کہیں زانو کہیں — کہنی اور پنجہ کہیں انگلی کہیں پورا کہیں
جائے عبرت ہے یہ دنیا کچھ نہیں جائے غرور — ہے یہ نادانی کہ ایسی زیست پر آئے غرور

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

خطبۃ الاولیٰ نمبر (۵۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا
نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ
كِتٰبُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ
بِدْعَةٍ ضَلٰلَةٌ وَكُلُّ ضَلٰلَةٍ فِي النَّارِ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ
تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ
الصّٰلِحَةِ قَبْلَ اَنْ تُشْغَلُوْا وَصِلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ
بِكَثْرَتِ ذِكْرِكُمْ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوْا
وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ
الْجُمُعَةَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فِيْ يَوْمِيْ هٰذَا فِيْ شَهْرِيْ هٰذَا
مِنْ عَامِيْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فِيْ حَيَاتِيْ اَوْ
بَعْدِيْ وَلَهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ جَائِرٌ اِسْتِخْفَافًا بِهَا اَوْ جُحُوْدًا
لَّهَا فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَكَ لَهٗ فِيْ اَمْرِهٖ اَلَا

وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ وَلَا حَجَّ لَہٗ وَلَا صَوْمَ لَہٗ وَلَا بِرَّ لَہٗ حَتّٰی
يَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَيْہِ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ
اِمْرَاَۃٌ رَجُلًا وَلَا يَؤُمَّ اَعْرَابِيٌّ مُّهَاجِرًا وَلَا يَؤُمَّ
فَاجِرٌ مُّؤْمِنًا اِلَّا اَنْ يَّقْهَرَہٗ بِسُلْطَانٍ يَّخَافُ
سَيْفَہٗ وَسَوْطَہٗ يَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ
الْجُمُعَاتِ اَوْ يَخْتِمَنَّ اللّٰہُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ
لَيَكُوْنَنَّ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰی فِی الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِہٖ مِنْهَا وَمَا لَہٗ فِی
الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۔

پچاسواں وعظ در بیان حقیقت دنیا

حضرات! اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص دنیا کی کھیتی کو چاہتا ہے، ہم اس

کو دے دیتے ہیں اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے ۔

مسلمانو! دنیا طلبی کو چھوڑدو کیونکہ یہ محض مکر وفریب ہے، چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا زور لا یحصل الا بالزور۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مکر وفریب ہے، یہ بغیر مکر وفریب کے حاصل نہیں ہوتی ہے یعنی جب تک بے ایمانی نہ کرو، دھوکے سے لوگوں کا مال نہ کھاؤ اور دغابازی اختیار نہ کرو۔ تو ہزاروں لاکھوں کی دولت تمکو حاصل نہ ہوگی۔ اکثروں نے اسی طرح دنیا کی دولت حاصل کی اور ایمان اور آخرت کی پونجی مٹادی، یہاں لوگوں میں چند روز کے واسطے عزت اور بڑائی ملی لیکن وہاں ہمیشہ کے لئے طرح طرح کی ذلت اور رسوائی اور عذاب دردناک کے مستحق بنے ۔

مسلمانو! اللہ تبارک وتعالے نے اس دنیا کو اسواسطے بنایا اور تم کو اور مجھ کو بھیجا کہ انسان ہونے کا کمال حاصل کریں، جس سے اس پاک پروردگار کی رضامندی کے گھر میں رہنے کے لائق ہیں۔ یہاں کا کھانا پینا اور پہننا اسی قدر چاہیئے کہ جسمیں زندگی رہے اور ستر پوشی ہو، باقی بڑائی اور بزرگی کے کام جیسے اچھا عالی شان مکان، خوشنما اور قیمتی لباس، عمدہ اور لذیذ طعام جاہ وحشم یہ سب کچھ کام نہ آئیں گے۔ بلکہ ان کے حاصل کرنے میں سوائے عمر عزیز کے برباد کرنے اور آخرت میں پشیمانی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ذرا گوش ہوش سے سنو! کہ اسی دولت اور حکمرانی نے فرعون اور شداد کو غضب الٰہی میں گرفتار کیا اور اس مال کی فراوانی نے قارون کو زمین کا پیوند بنایا یہی نہیں بلکہ ہزاروں اسی طرح غارت ہوگئے یہاں تک کہ ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ وہ سب کروفر ایک آن میں خاک میں مل گئے

مسلمانو! اس جہان کے نام ونشان کا کچھ اعتبار نہیں کبھی تو اس دار ناپائیدار میں تمھاری زندگی کے ختم ہونے سے پہلے ہی مٹ جاتا ہے کبھی لب گور پہونچتا ہے آخرت میں بجز حسرت وندامت کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔ ہاں اگر کسی کو اللہ تبارک وتعالے نے اپنے فضل وکرم سے ان کا ایمان بچاکر بے تردد اور بے فکر دولت دنیا بخش دی اور اس کو اس نے اس کی رضامندی کے کاموں میں خرچ کیا یتیموں کی پرورش اور غریبوں کی دستگیری کی اور برے مصرف سے بچایا، تو البتہ یہ مال و دولت اس کی نجات و رستگاری کی باعث ہوتی ہے مگر دنیا میں ایسے ہمدرد اور نیک کام کرنے والے بابرکت لوگوں کا وجود بہت کم پایا جاتا ہے، خصوصًا اس زمانہ میں کہ اب مصاحب بگڑ گئی ہے بے ایمانوں کی کثرت سے شرع کا خوف وڈر جاتا رہا۔ حاکم سے محکوم کو خوف نہیں، فسق وفجور علانیہ ہوتے ہیں، حلال وحرام کا

بالکل فرق مٹ گیا ہے لوگ سب مختار بن بیٹھے ہیں کہ جو کچھ طبیعت میں آگیا، سو کرنے لگ گئے ایسی دنیا کی کمائی کے بارے میں جس سے اپنا مالک بھول جائے اللہ تبارک وتعالےٰ سورہ شوریٰ میں ارشاد فرماتا ہے۔ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب۔

یعنی جو کوئی دنیا کی کمائی چاہتا ہے ہم اس کو اس سے پہونچا دیتے ہیں اور اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، یعنی جو شخص دنیا کے حاصل کرنے میں بڑی محنت و مشقت کرتا ہے جسقدر اس کے نصیب میں لکھا ہوتا ہے پاتا ہے، لیکن وہاں خالی ہاتھ جاتا ہے اور جو شخص اپنی عاقبت کی خیر چاہتا ہے اپنے مالک کی رضامندی کے کام میں مشغول رہتا ہے۔ آخرت میں بڑی راحت اور آرام کا مالک ہوتا ہے۔ فرق یہی ہوا کہ وہ مردود ٹھیرا اور یہ خدا کی درگاہ میں مقبول ہوتا ہے۔

مسلمانو! اس آیت سے مراد نہیں ہے کہ اگر انسان خدائے تبارک وتعالےٰ سے دولت اور دولت کثیر طلب کرے، تو ضرور اللہ تعالےٰ اس کو سارے جہان کا مال واسباب اور تمام چیزیں دے مگر خدائے قادر دے بھی دیتا ہے مگر اس سے مدعا یہ ہے کہ جو شخص دنیا کے زر و مال کی جمع آوری کے فکر میں رہ کر خدا سے غافل رہتا ہے اور جن دنیاوی امور میں مشاغل ہونے کی اس کو فرصت نہیں ملتی، ان کاموں اور خیالوں میں اس کی خواہش کے مطابق اس کو وسعت دی جاتی ہے اور انھی تفکرات وخیالات میں لگا رہتا ہے، دنیا اسے بھلی اور بڑی مرغوب لگتی ہے۔ دنیا کے حصول میں جان تک کھپاتا ہے، اس کی حالت ایسی ہے کہ گویا وہ دنیا کی جمع آوری کے واسطے پیدا ہوا ہے اور دنیا کے مال واسباب کا مالک نہیں ہوتا، بلکہ وہ مملوک ہوتا ہے اس کے دل میں یہ خیال نہیں ہوتا ہے کہ ان چیزوں اور سامان راحت کو اللہ تعالےٰ نے میرے لئے بنایا ہے ان سے فائدہ اٹھاؤں نہیں۔ وہ بجائے خدا کی نعمتوں سے فرحت حاصل کرنے کے لئے وہ زیادتی فکر میں رہ کر تکلیف اٹھاتا ہے اور مرنے دم تک اس کو یہی خیال رہتا ہے کہ کسی وقت یہ چیزیں اور زر و مال کام آئے گا اور ان سے راحت اٹھاؤں گا کہ اچانک پیک اجل لبیک کہکر آن حاضر ہوتا ہے اور پھر ان سب چیزوں سے جدائی کرنی پڑتی ہے، پھر بجز حسرت ندامت کے کچھ ہاتھ میں نہیں رہتا اور زر و مال جن کے جمع کرنے کی فکر میں اخیر دم تک پڑا رہا، وہیں کا وہیں پڑا رہا، اسوقت عذاب الٰہی کو سامنے دیکھ کر کہتا ہے کہ کاش مجھے مدت مہلت دیتی، کاش دوبارہ دنیا میں بھیجا جاؤں میں نیک کام کروں، خدا کی خوب عبادت کروں، فرائض، نوافل اور اوامر ونواہی کو بجالاؤں، خیرات وصدقات دوں، مگر یہ واویلا اسوقت ہرگز فائدہ مند نہ ہوگا اور نہ ان کی کوئی سماعت ہوگی۔

مسلمانو! ہر شخص دنیا میں وہی پاتا ہے۔ جو اس کی قسمت میں ہوتا ہے الرزق فی العلوم لیکن تاہم افراد دو قسم پر ہیں قانع اور حریص۔ قانع کو جو ملتا ہے اس سے اس کی طبیعت میں راحت اور تسکین پیدا ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالے کا شکریہ ادا کرتا ہے لیکن حریص کو جو ملتا ہے، اس سے اسکی طبیعت کو قرار نہیں ہوتا اور زیادہ کی فکر میں رہ کر موجودہ سے کوئی فرحت اور خوشی حاصل نہیں کرتا اس لئے دنیا کی یاد سے بھی غافل رہتا ہے۔ اگر حریص کو سارا جہان بھی مل جائے تو بھی اسے قناعت حاصل نہیں ہوتی چنانچہ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گفت چشم تنگ دنیا دار را   یا قناعت پر کند یا خاک گور

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تبارک تعالے مسند خلافت پر بیٹھے گا تو ہر ایک کو دربار میں لاکر کھڑا کریں گے جس نے حلال مال لے کر یا وراثت کی رو سے پاکر حرام کام میں خرچ کیا ہے۔ حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں ڈالو، پھر دوسرے کو لائیں گے جس نے مال حرام جمع کر کے خیرات و صدقات میں دیا اور اپنی گذران میں بھی اس کو لگایا حکم ہوگا کہ اس کو جہنم میں داخل کرو، پھر تیسرے کو حاضر کریں گے جس نے اپنے مال کو اچھی طرح خرچ کیا، مگر یہ خیال نہ رکھا کہ کس کا کس قدر حق ادا کرنا ضرور تھا حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ کی گرمی میں کھڑا کرو، اور حساب لو کہ کتنا مال کہاں سے لایا تھا اور کس کو کتنا دیا تھا، سب کی حقیقت پوچھی جائے گی کہ شریعت کے حکم کے بموجب زکوٰۃ دی تھی یا نہیں؟ اپنے بال بچوں، تابعداروں، غریبوں اور مسکینوں کا حق ادا کیا تھا یا نہیں جو کوئی اس حساب سے پاک نکلا اس کو خلاصی ہوئی اور عذاب سے چھوٹا ورنہ بڑی سختی میں پڑتا، سینکڑوں طرح کے عذاب ہونے لگیں گے اسی مال کو گرم کر کے اس کے بدن پر داغ دیں گے۔ اژدہا بنا کر گلے میں لٹکائیں گے کہ وہ ڈسا کریں گے اور اپنا زہر چکھایا کریں گے اور جن عورتوں نے مناسب مقدور اور دستور کے سوا زیور بنا بنا کر اپنی بڑائی دکھانے کو ڈھیر کیا ہے اور پاس رکھ چھوڑا ہے ان زیوروں کا سانپ بنے گا۔ پھر ان کے حلقے میں ڈالا جائے گا۔ اسوقت اللہ تعالے مردوں اور عورتوں کو یاد دلائیگا کہ وہ وہی روپیہ اور سونا زیور ہے جسکو تم دیکھ کر پھولا کرتے اور غرور و تکبر کرتے اور غریبوں پر ہنستے تھے اور دولت کی طمع کی خاطر میرے حکم کے بموجب خرچ نہ کرتے تھے اس نافرمانی کا مزہ چکھو اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار رہو۔

پس اے مسلمانو! واجب ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہو اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے مال وغیرہ سے حقداروں کا حق بجالاؤ یعنی اپنے قریبوں اور یتیموں اور مسکینوں کی واجب روائی کرو اور دنیا میں مال و متاع کی جمع آوری میں رہ کر اپنے ایمان کو ضائع کرنا اور آخرت میں

خدا کی نعمتوں سے بے بہرہ ہونے کے علاوہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہونا کون سی عقلمندی ہے ہمیشہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دو کیوں کہ یہاں کی زیست چند روزہ ہے۔ اور موت ہر وقت سر پر کھڑی انتظار کر رہی ہے ؎

مومنو! اک روز اس دنیا سے اٹھنا ہے ضرور
ذائقہ اس موت کا اک روز چکھنا ہے ضرور

ہو سکے جتنی عبادت آج کر لو دوستو!
ورنہ کل محشر میں پچھتاؤ گے حق کے روبرو

زندگی کا کچھ بھروسہ بس نہیں ہے دوستو
ہے جہاں رہنا سدا سامان تم اس کا کرو

زندگی کو جان لو کاغذ کی کشتی تم تمام
آج نہ ڈوبی تو کل ڈوبے گی یارو لاکلام

ہے جو فرصت تم کو دم بھر یہ غنیمت جان لو
جو کہ کرنا ہے اسی میں آج کر لو دوستو!

ورنہ جس دم موت آ کر کے کھڑی ہو جائے گی
ایک دم میں ساتھ اپنے تم کو یہ لے جائے گی

مال و دولت سب کا سب یونہی پڑا رہ جائیگا
بس وہی اعمال جو ہے ساتھ تیرے جائیگا

تندرستی بھی ہے نعمت اس میں تو سستی نہ کر
بعد اس کے جانے کے معلوم ہو جائے گی قدر

جس گھڑی وہ حق تعالیٰ منصفی پر آئے گا
باپ و ماں فرزند و زن کوئی نہیں کام آئیگا

ایک نیکی تو کسی سے مانگنے جائے گا گر
کوئی بھی ہرگز نہیں دے گا تجھے اے بیخبر!

سب کے سب یک لخت تجھکو دیوینگے اسدم جواب
ہم نہیں پہچانتے ہیں تجھ کو اے مرد خراب

کام آئے گا نہیں کوئی وہاں اے پرخطا
یا کہ ہو اعمال تیرا یا کہ ہو ساتھی خدا!

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

خُطْبَةُ الْاُوْلٰى نمبر ۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ

أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ۝ وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّأَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

أَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝

اکاونواں وعظ در بیان بعض شکوک واعتراضات

حضرات! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ اور اس دن ٹھیک تول ہوگی پھر جن کی تولیں بھاری ہوئیں وہی مراد پانے والے ہیں اور جنکی تولیں ہلکی ہوں گی، انھوں نے اپنے تئیں تباہ کیا یہ بدلہ ہے۔ ہماری آیتیں جھٹلانے یا نہ ماننے کا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ سورہ قارعہ میں ارشاد

فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا هِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ پھر جس کی تولیں ونیک اعمال کی بھاری نکلیں گی وہ مرنے کی زندگی بسر کرے گا اور جس کی تولیں ونیک اعمال کی ہلکی ہوں گی۔ اس کا ٹھکانا نہ ہوگا اور اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تو کیا جانے ہاویہ کیا ہے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

سورہ مومنون میں ارشاد ہوتا ہے فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ ۝ یعنی پھر جن کی نیکیوں کے پلے بھاری ہونگے وہی لوگ بامراد ہوں گے اور جن کی نیکیوں کے پلے ہلکے ہو گئے وہی لوگ ہیں جنھوں نے آپ نے تئیں آپ تباہ کیا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

مسلمانو! اب عوام کے بعض شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جن سے وہ دھوکے میں پڑے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی دھوکے میں ڈالتے ہیں جب کبھی ان سے التزام طاعات و اجتناب معصیت کے واسطے کہا جاتا ہے تو وہ انھیں شبہات کو پیش کر دیا کرتے ہیں، یہ شبہات دو قسم کے ہیں، ایک قسم کے وہ شبہات ہیں جن سے صریح کفر لازم آتا ہے۔ مثلاً یہ شبہہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے، یا یہ شبہہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک اور یقینی کو مشکوک کی امید میں کس طرح چھوڑ دیں جیسے کسی نے کہا ہے ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

مسلمانو! چونکہ ہمارا روئے سخن اسوقت اہل ایمان کی طرف ہے اس لئے ان شبہات کو مطرح النظر کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے۔ وجود آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے۔ تو بفضلہ تعالے براہین عقلیہ اس کے اثبات کے لئے ہر وقت موجود ہیں۔ بعد ثبوت آخرت کے نقد کونسیہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے۔ یہ قاعدہ اسوقت ہے کہ نسیہ و نقد کما و کیفاً برابر ہوں، ورنہ تمام معاملات دنیا میں نسیہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں ادھار بکنے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان اور اعتبار ہو تو خوشی خوشی دے دیتے ہیں یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا

دوسری قسم کے وہ شبہات ہیں جن کا باعث جہالت و غفلت ہے ان کا جواب اس مقام پر مفصل دینا مقصود ہے۔ ایک شبہہ یہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالے بڑا غفور رحیم ہے، میرے گناہوں اور عصیان کی وہاں کیا حقیقت ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک وہ غفور رحیم ہے مگر قہار اور منتقم بھی تو ہے

سو تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا، کہ تمھارے لئے ضرور مغفرت ہو گئی۔ ممکن ہے کہ انتقام قہر ہونے لگے۔
علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور رحیم اس شخص کے لئے ہے جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ اعمال کی اصلاح کرے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے غفور رحیم ہے جنھوں نے نادانی سے برا کام کیا، پھر انھوں نے توبہ کرلی، اس کے بعد اور اپنے اعمال درست کرلئے اور جو بلا توبہ مرجائے، تو بقدر گناہ مستحق عقوبت ہے اور فضل کو روکنے والا کوئی نہیں، مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے، کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔
ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے آگے چل کر توبہ کرلیں گے۔ اس شخص سے پوچھنا چاہئے کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے۔ ممکن ہے کہ شب کو سوتے کے سوتے رہ جاؤ، یا اگر زندگی بھی ہو، تو شاید توبہ کی توفیق نہ ہو، یاد رکھو، کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے، اتنی ہی دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے اور روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی ہے، یہاں تک کہ اکثر لوگ بلا توبہ ہی مرجاتے ہیں۔
ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں گناہ تو کرلیں، پھر توبہ کرکے معاف کرالیں گے، اس شخص سے یہ کہنا چاہئے کہ ذرا اپنی انگلی آگ کے اندر تو ڈال دو۔ اس پر مرہم لگا دیں گے۔ یہ اس کو ہرگز گوارا نہ ہوگا، پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے، اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہو گیا، کہ توبہ کی توفیق ضروری ہو جائیگی یا اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے، کہ توبہ قبول ہی کرے، پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں، کہ ان سے توبہ کرلینا اللہ تعالیٰ کے روبرو کافی نہیں۔ بلکہ صاحب حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے۔
ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں؟ ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے اور یہ شبہ بہت ارزاں ہے کہ ہر کس اس سے متمتع ہوتا ہے: مسلمانو! ذرا انصاف کرنا چاہئے جس وقت گناہ کرتے ہو، کیا اسی قصد سے کرتے ہو، کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے، لاؤ تقدیر کی موافقت کرلیں؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ اس وقت تو اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا، جب گناہ سے فراغت ہو جاتی ہے تو فرصت میں تاویل سوجھتی ہے اگر سچ پوچھو تو اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہوں گے۔
دوسری بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص تم کو ذاتی یا مالی ضرر پہونچائے، تو اس میں ہرگز عتاب نہ کرو اس سے ضمان مت لیا کرو، اولاد اور نوکروں کو جرم پر تنبیہ و نصیحت مت کیا کرو، ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا

کہ شرارت کریں گے۔ نقصان کریں گے، وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو، یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پر تمھارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جائیں گے۔ اگر دوزخ لکھی ہے تو دوزخ میں جائیں گے، محنت و مشقت سب بیکار ہے۔ ان لوگوں سے کہنا چاہیئے کہ اگر یہ بات ہے تو دنیوی معاملات میں کیوں تدبیر اور کوشش کرتے ہو، کھانے کے لئے اسقدر اہتمام کرتے ہو، بولتے ہو، پیستے ہو، چھانتے ہو، گوندھتے ہو، پکاتے ہو، لقمہ بنا کر منھ میں لے جاتے ہو، چباتے ہو، نگلتے ہو کچھ بھی نہ کیا کرو، اگر قسمت میں ہے تو خود ہی بن بنا کر پیٹ میں اتر آئے گا۔ نوکری کیوں کرتے ہو، کھیتی کیوں کرتے ہو، یہ شعر کیوں پڑھتے ہو ؎

رزق ہر چند بے گماں برسد   شرط عقل است جستن از درہا

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے، تو نکاح کیوں کرتے ہو، پس جس طرح باوجود ثبوت تقدیر کے ان مقاصد کے لئے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو، اسی طرح سے آخرت کی نعمتوں کے لئے بھی اسباب و اعمال صالحہ جمع کرنا چاہیئے۔

ایک دھوکا یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں ہے انا عند ظن عبدی بی سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظنی ہے۔ ضرور ہمارے ساتھ حسن معاملہ ہوگا، سو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ رجا نا در حسن ظن کے معنی یہ ہیں کہ اسباب کو اختیار کرکے سبب کے مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے۔ اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے، اور جو اسباب ہی کو اڑا دیا تو یہ حسن ظن نہیں ہے، غرور اور دھوکا ہے۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کرکے اگر انتظار ہو کہ اب غلہ فضل خدا سے پیدا ہوگا۔ یہ تو امید ہے اور اگر تخم ریزی ہی نہ کرے اور اس حرص میں بیٹھا رہے کہ اب غلہ پیدا ہوگا تو یہ تراجنون اور دھوکا ہے جس کے انجام کے طور پر افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

پس اے مسلمانو! ایسے ایسے شبہات دل میں پیدا کرکے اعمال حسنہ سے محروم ہونا سخت نادانی ہے یہ دنیا تمھارے لئے مطابق اس حدیث شریف کے کہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ تمھیں چاہیئے کہ اس کے اندر نیکیوں کا بیج ڈالو تاکہ ایسا ہی عمدہ پھل پیدا ہو اور جو شخص حنظل کا بیج بو کر نیشکر کے پیدا ہونے کی امید رکھتا ہے۔ وہ احمق ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ پھر عبادت کرنے کے طریقے بھی بتادیئے ہدایت کے لئے

لئے اپنا کلام پاک بھیجا اور نمونہ کے لئے اور سیدھی راہ بتانے کے لئے اپنے رسول بھیجے، اگر مذکورہ بالا شبہات کو دل میں جگہ دیں تو ان سب کا بطلان لازم آتا ہے۔ اس حالت میں اُسے اپنی پاک کتابوں کے بھیجنے کی ضرورت تھی، اور نہ رسولوں کی لیکن جائے غور ہے کہ ان کے نہ ہونے سے برائی اور بھلائی میں کیسے تمیز ہو سکتی ہے۔ حلال اور حرام میں کس طرح پتہ چلتا ہے۔ انسان کو اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا کیسے پتہ چلتا؟ دنیا میں لوگوں سے برتاؤ کرنے کے طریق کیسے معلوم ہوتے؟

مسلمانو! اگر ذرا بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ سب چیزیں ہمارے ہی فائدے کے لئے ہیں کہ دنیا میں بھی ہماری زندگی آرام سے بسر ہو اور آخرت میں بھی خدا کی طرح طرح کی نعمتوں کو بھوگیں مگر اس حالت میں کہ اللہ تعالٰے کے کلام پاک پر عمل کریں۔ رسول کی اطاعت اور خدا کی عبادت کریں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو اس پر کرنے کی توفیق بخشے، آمین یارب العالمین۔

چھوڑ کر دنیا کو چل اللہ بس باقی ہوس — لب یہ کہتی ہے اجل اللہ بس باقی ہوس
خاک میں مل جائے گا اک روز جسم نازنین — استخواں جائیں گے گل اللہ بس باقی ہوس
قالب انساں میں جبتک جان ہے انسان ہے — جان جائے گی نکل اللہ بس باقی ہوس
کل کو فانی جان کر اللہ بس باقی ہوس — پڑھتے ہیں ہم آج کل اللہ بس باقی ہوس
جو تھے نامی شہسواران کے سمند موت سے — مر گئے دم میں پچل اللہ بس باقی ہوس
ہائے کیا کیا دیکھتے ہی دیکھتے کمھلا گئے! — اس چمن کے پھول پھل اللہ بس باقی ہوس
جنگلوں میں خفتگان خواب سے پوچھے کوئی — وہ کہاں رنگیں محل اللہ بس باقی ہوس

ہو گئیں مٹی میں مٹی ہائے کیا کیا صورتیں
اے حنا! اب ہاتھ مل اللہ بس باقی ہوس

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(یہاں بنشیند و باز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو صلا یا ۷۰)

خُطْبَۃُ الثَّانِیَۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِلٰہُ الْخَلْقِ ذُو الْمَنِّ الْعَظِیْمِ ۔ جَوَادٌ مَّاجِدٌ مُّعْطِی النَّعِیْمِ
مَلِیْکٌ مَّالِکٌ مَلِکٌ کَبِیْرٌ ۔ حَکِیْمٌ قَادِرٌ مُحْیِی الرَّمِیْمِ
وَحِیْدٌ حَامِدٌ حَیٌّ لَطِیْفٌ ۔ رَفِیْعٌ مَّالِکُ الْمُلْکِ الْعَظِیْمِ
بَدِیْعُ الْخَلْقِ عَلَّامُ الْخَبَایَا ۔ سَمِیْعُ الصَّوْتِ مِنْ تَحْتِ الْعَظِیْمِ
ھُوَ الْفَرْدُ الْمُدَبِّرُ کُلَّ شَیْءٍ ۔ ھُوَ الْمَوْصُوْفُ بِالْوَصْفِ الْقَدِیْمِ
اِلٰہُ الْخَلْقِ فَوْقَ الْعٰلَمِیْنَ ۔ عَظِیْمٌ صَاحِبُ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ
فَصَلِّ عَلٰی نَبِیٍّ ھَاشِمِیٍّ ۔ رَسُوْلٌ صَاحِبِ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ
شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ بِیَوْمِ عُسْرٍ ۔ کَرِیْمٌ صَاحِبِ الْجَدِّ الْکَرِیْمِ
شَھِیْدٌ سَیِّدُ الْمَوْلٰی الْبَرَایَا ۔ اَمِیْنٌ صَاحِبِ الْوَحْیِ الْحَرِیْمِ
تَحِیَّاتٌ لِمِسْکٍ نَافِحَاتٌ ۔ نُثِرْنَ عَلَیْہِ کَالدُّرِّ النَّظِیْمِ
عَلَی الْاَوْلَادِ وَالْاَصْحٰبِ طُرًّا ۔ جَوَادُ النَّاسِ بِالْفَیْضِ الْعَمِیْمِ

عَلٰی بِیْ بَکْرٍ مَنْ قَدْ فَاقَ دَهْرًا	بِاَفْضَالٍ وَبِالْمَنِّ الْعَظِیْمِ
حَبِیْبِ الْمُصْطَفٰی جَهَّازِ جَیْشٍ	رَفِیْقِ الْغَارِ رَقَّابٍ شَهِیْمٍ
عَلَی الْفَارُوْقِ سِرِّ الْحَقِّ وَالدِّیْنِ	اَشَدِّ النَّاسِ فِیْ اَمْرِ الْحَلِیْمِ
نُجُوْمِ النَّاسِ فِی الْمَاْمُوْرِ طُرًّا	قُدُوْمِ النَّاسِ فِیْ خُطَبِ الْجَسِیْمِ
عَلٰی عُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ اَوْفٰی	بِعَهْدِ اللّٰهِ بِالْعَزْمِ الصَّمِیْمِ
شَهِیْدِ الدَّارِ حَمَّالِ الرَّزَایَا	اَمِیْنٍ مَاجِدٍ بَرٍّ قَسِیْمٍ
عَلٰی اَسَدِ الْوَلِیِّ الْمَوْلٰی عَلِیٍّ	هُمَامٍ حَارِثٍ بَطَلٍ شَهِیْمٍ
شُجَاعٍ ضَیْغَمٍ کَرَّارِ صَفٍّ	مِنَ الْاَعْدَآءِ فِی الْحَرْبِ الْحَمِیْمِ
عَلٰی حَسَنَیْنِ مَظْلُوْمَیْنِ اِبْنَیْ	عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی الْمَوْلَی الْکَرِیْمِ
عَلَی الْعَبَّاسِ وَالْحَمْزَةِ عَمَّیْ	رَسُوْلِ اللّٰهِ مُبْتَسِمٍ وَسِیْمٍ
عَلَی الزَّهْرَآءِ قَدْ فَاقَتْ نِسَآءً	مُنَقَّاةٍ مُصَفَّاةِ النَّسِیْمِ
وَعَائِشَةَ الزَّکِیَّةِ وَالْعَفِیْفَةِ	مُطَهَّرَةِ الْقَرِیْنَةِ عَنْ نَعِیْمٍ
عَلَی الْاَنْصَارِ وَالْاَتْبَاعِ جَمْعًا	وَمَنْ قَامُوْا بِدِیْنٍ مُسْتَقِیْمٍ

إِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ امْنُنْ عَلَيْنَا ۔ وَمِنْ غَيْرِكَ لِقَلَّا شَرٍّ عَدِيْم
تَرَحَّمْ بِالنَّبِيِّ الْهَاشِمِيِّ ۔ عَلَى الضُّعَفَاءِ الْقَلْبِ الْهَضِيْم
عَلَى الْحُجَّاجِ وَالزُّوَّارِ طُرًّا ۔ لِبَيْتِ اللّٰهِ وَالرُّكْنِ الْحَطِيْم
عَلَى الْغُرَبَاءِ وَالْفُقَرَاءِ مِنَّا ۔ عَلَى الْأُمَمِ الضَّعِيْفَةِ وَالْيَتِيْم
وَشَنٍّ عَلَى غَرَارَةِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۔ وَأَنْقِذْهُمْ مِنَ الْيَوْمِ الْوَخِيْم
فَيَا رَبِّ اغْفِرَنْ عَنِّيْ ذُنُوْبِيْ ۔ وَأَدْخِلْنِيْ بِفَضْلِكَ فِي النَّعِيْم

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَهَمُّ وَأَتَمُّ وَأَكْبَرُ

خُطْبَةُ عِيْدِ الْفِطْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْجَلِيْلِ الْأَكْبَرِ وَلَمَّا رَادَّ لِمَا قَدَّرَ وَلَا دَافِعَ لِمَا أَرَادَ مِنْ نَفْعٍ أَوْ ضَرٍّ خَالِقِ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ وَمُنْشِئِ أَصْنَافِ الْفِطَرِ وَمُحْيِي الْأَرْضِ بِوَابِلِ الْمَطَرِ وَرَافِعِ السَّمَاءِ بِغَيْرِ عَمَدٍ يُّنْظَرُ وَمُزَيِّنِهَا بِكَوَاكِبَ يُهْتَدٰى بِهَا مَنْ

اُسْتَبْصَرَ الْغَالِبُ عَلٰى مَا بَطَنَ وَظَهَرَ الْمُنَزَّهُ عَنْ اِدْرَاكِ النَّوَاظِرِ وَتَخَيُّلَاتِ الْفِكَرِ رَضِيَ عَنْ قَوْمٍ اَسَاءُوْا ثُمَّ اَحْسَنُوْا فَغَفَرَهُ وَغَضِبَ عَلٰى قَوْمٍ اَحْسَنُوْا ثُمَّ اَسَاءُوْا فَمَا غَدَرَهُ قَبَضَ خَلْقَهُ قَبْضَتَيْنِ فَقَالَ هٰذِهٖ وَلَا اُبَالِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَهٰذِهٖ لَا اُبَالِيْ السَّقَرِ اَحْمَدُهُ فِي الْاَصَائِلِ وَالْبُكَرِ حَمْدًا اَدْفَعُ بِهِ السُّوْءَ وَالضَّرَرَ وَنُؤْمِنُ بِالدَّارَيْنِ وَبِكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَبِالْقَدَرِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا ضِدَّ لَهٗ وَلَا مَلْجَاَ مِنْ دُوْنِهٖ وَلَا مَفْزَعَ اَحَدٌ فَرْدٌ صَمَدٌ لَيْسَ لَهٗ صَاحِبَةٌ وَّلَا وَلَدٌ بَلْ تَعَالٰى فَقَدَرَ وَجَهَرَ بِالْقَبِيْحِ فَسَتَرَ وَوَسَّعَ الرِّزْقَ عَلٰى مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَسَّرَ وَضَيَّقَهٗ عَلٰى مَنْ اَرَادَ مِنْ خَلْقِهٖ وَعَسَّرَ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ رَبُّنَا الْعَظِيْمُ

اَلْاَکْبَرُ ط وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلٰنَا حَمْدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَفِیُّهٗ وَخَلِیْلُهٗ سَیِّدُ الْخَوَاصِّ
وَلُبُّ الْخَیْرِ بَعَثَهُ اللّٰهُ نَبِیًّا وَرَسُوْلًا وَاصْطَفَاهُ وَلِیًّا
طَاهِرًا عَرَبِیًّا مُتَشَرِّفًا مُعَظَّمًا قُرَشِیًّا صَاحِبَ الْمَجْدِ
الْاَطْهَرِ وَالْجَدِّ الْاَطْهَرِ وَالْجَبِیْنِ الْاَزْهَرِ وَخَصَّ
بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰی فِیْ یَوْمِ الْمَحْشَرِ ط اِعْلَمُوْا اِنَّ یَوْمَکُمْ
هٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ ط وَعِیْدٌ مُبَارَكٌ کَرِیْمٌ یَوْمُ الْعِیْدِ
وَیَوْمُ الْوَعِیْدِ ط عِیْدٌ لِلْاَبْرَارِ وَوَعِیْدٌ لِلْفُجَّارِ یَوْمُ
التَّهْنِیَةِ لِمَنْ مَضٰی عَنْهُ رَمَضَانَ مَشْکُوْرًا
وَتَعْزِیَةٌ لِمَنِ انْقَضٰی عَنْهُ مَهْجُوْرًا لَیْتَ شِعْرِیْ
مَنِ الْمَرْدُوْدِ مِنَّا فَنُعَزِّیْهِ لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ
شَرِبَ وَاَکَلَ ط اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ
الْعَمَلَ ط لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَّبِسَ الْجَلَابِیْبَ

إِنَّمَا الْعِيدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِيدُ لَيْسَ الْعِيدُ لِمَنْ
تَبَخْتَرَ بِالْعُودِ إِنَّمَا الْعِيدُ لِمَنْ تَابَ وَلَا يَعُودُ لَيْسَ
الْعِيدُ لِمَنْ نَصَبَ الْقُدُوْرَ إِنَّمَا الْعِيدُ لِمَنْ سُعِدَ
بِالْمَقْدُوْرِ لَيْسَ الْعِيدُ لِمَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا إِنَّمَا الْعِيدُ
لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا فَتَنَبَّهُوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَتَذَكَّرُوا الْمَوْتَ
يَا غَافِلُوْنَ اعْتَبِرُوْا وَانْظُرُوْا إِلٰى أَنْفُسِكُمْ وَتَبَصَّرُوْا
أَيْنَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ ط أَيْنَ مَنْ صَامَ مَعَكُمْ رَمَضَانَ
الْمَاضِيْ وَأَفْطَرَ أَيْنَ مَنْ كَانَ مَعَكُمْ فِيْ لَيَالِيْهِ وَشَمَّرَ
أَيْنَ مَنْ كَانَ مَعَكُمْ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ وَبَكَرَ ط
أَيْنَ الْآبَاءُ وَالْأَبْنَاءُ وَالْخُلَّانُ وَالْمَعْشَرُ أَيْنَ مَنْ
مَضٰى مِنَ الْمُلُوْكِ وَالْعَسْكَرِ ط أَيْنَ كِسْرٰى أَنُوْشِيْرَوَانُ
وَأَيْنَ الْإِسْكَنْدَرُ ط أَيْنَ الْعَمَالِقَةُ وَالْفَرَاعِنَةُ وَالْجَبَابِرَةُ
وَالتَّبَابِعُ مِنْ حِمْيَرَ أَيْنَ خَاقَانُ وَمَلِكُ عُمَّانَ وَأَيْنَ

بَحْثٌ نَضْرَاَیْنَ الظَّالِمُ وَالْعَادِلُ فِیْ هٰذَا الْبَنْدَرِ
فَاتَ الْفَوْتُ وَاَفْنَی الْمَوْتُ اَهْلَ الْمَعْرُوْفِ وَالْمُنْکَرِ
اَذْهَبَهُمُ اللّٰهُ هَادِمَ اللَّذَّاتِ وَغَیَّرَتْهُمُ الْغِیَرُ فَاَصْبَحُوْا
جَمِیْعًا فِی الْمَقَابِرِ وَالْحُفَرِ سَالَتْ مِنْهُمُ الْعُیُوْنُ
فَسَاءَ مِنْهُمُ الْمَنْظَرُ وَبَلِیَتْ مِنْهُمُ الْاَجْسَادُ النَّاعِمَةُ
وَصَارَتْ تَسْتَقْذِرُ کَانُوْا وَبَانُوْا وَهَا نَحْنُ الْاَثَرُ فَابْكِ
اَیُّهَا الْعَاصِیْ عَلٰی نَفْسِكَ وَلَازِمِ السَّهَرَ وَاجْتَنِبْ عَمَّا
نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ وَاقْبَلْ مَا بِهٖ اَمَرَ وَاعْلَمُوْا اِنَّ یَوْمَکُمْ
هٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ مُوَقَّرٌ وَعِیْدٌ کَرِیْمٌ مُوَقَّرٌ اَجْزَی
اللّٰهُ فِیْهِ لِلصَّآئِمِیْنَ وَاَکْثَرَ وَافْتَتَحَ فِیْهِ شَهْرُ الْحَجِّ
اِلٰی بَیْتِ الْمُطَهَّرِ فَاحْمَدُوْا رَبَّکُمْ عَلَی الْاِسْتِکْمَالِ
صَوْمِکُمْ وَکَبِّرُوْا کَمَا اَمَرَ وَاَنْفِقُوْا مِنْ خَالِصِ الْاَمْوَالِ
وَطِیْبِ الْکَسْبِ لِحَلَالٍ فَاللّٰهُ فِیْهِ اَمَرَ الْفِطْرَةَ عَنْ

جَمِيْعِ الْعِيَالِ وَالْاَطْفَالِ وَالْبَالِغِيْنَ وَالْاَرِقَّاءِ وَالْاِنَاثِ
وَالذُّكُوْرِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْعَدَدِ صَاعٌ بِصَاعِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ خَمْسُ اَرْطَالٍ وَّثُلُثُ
رِطْلٍ مِّنْ غَالِبِ مَا يَكْتَالُوْنَ فِي الْبَلَدِ وَيُدَّخَرُ اقْتِدَاءً
بِسَيِّدِ الْبَشَرِ وَاِخْرَاجُهَا قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ اَزْكٰى وَ
اَطْهَرُ مَنْ لَّمْ يُخْرِجْهَا فِيْ بَقِيَّةِ هٰذَا الْيَوْمِ وَلَا يُؤَخِّرُهُ
تَقَرُّبًا اِلٰى رَبِّكُمْ وَتَمْحِيْصًا لِذُنُوْبِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ ذَاكِرٌ
لِّمَنْ ذَكَرَهٗ وَشَاكِرًا لِّمَنْ لَّهٗ شَكَرَهٗ وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَمْ يَزَلْ صَوْمُكُمْ مُعَلَّقًا بَيْنَ
السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِلٰى اَنَّ اَحَدَكُمْ يُؤَدِّيْ زَكٰوةَ صَوْمِهٖ
كَمَا جَاءَ فِي الْخَبَرِ وَعَلَيْكُمْ بِصِيَامِ سِتَّةِ اَيَّامٍ
مِنْ شَوَّالٍ مُتَوَالِيَةٍ وَّغَيْرَ مُتَوَالِيَةٍ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ

اَتْبَعَهٗ بِسِتَّةٍ مِّنْ شَوَّالٍ فَكَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ وَ زَيِّنُوْا بَوَاطِنَكُمْ بِالتَّوْبَةِ كَمَا زَيَّنْتُمْ ظَوَاهِرَكُمْ بِالْمَلَابِسِ وَ تَذَكَّرُوْا بِاجْتِمَاعِكُمْ هٰذَا يَوْمَ الْمَحْشَرِ اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ خَلَقَ فَصَوَّرَ وَ قَضٰى وَ قَدَّرَ اغْفِرْ لَنَا مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَمَا تَاَخَّرَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

جان لو اے مومنو یہ دن ہے عید الفطر کا ۔۔۔ چاہیے اس روز کا کرنا تمہیں صدقہ ادا

لطف حق سے پاس جس مومن کے ہو مال نصاب ۔۔۔ اس پہ واجب ہے کہ صدقہ آج کے دن دے شتاب

ساڑھے باون تولہ چاندی اور سونا ساڑھے سات ۔۔۔ پاس جس کے ہو وہ ہے اہل نصاب اہل زکوٰۃ

جبکہ اولاد صغیرہ میں ہو دختر یا پسر ۔۔۔ ہو کنیزک یا غلام خدمتی ہو جو بشر

اسپہ واجب ہے کہ ان سب کی طرف سے صدقہ دے ۔۔۔ کچھ نہ سستی اور تساہل صدقہ دینے میں کرے

گیہوں اک اک کیطرف سے چاہئے دیں نیم صاع — جو بنے دو سیر یوں کرتے ہیں عالم اطلاع
جو ہوں یا ستوں دینا چاہئے چار سیر — کشمش اور خرما بھی ہو اتنا ہی اے مرد دلیر
ہے طریق سنت محبوب رب بے نیاز — پہلے صدقہ فطر کا دے اور پڑھے پیچھے نماز
ہے اگرچہ یہ بھی جائز صدقہ دے بعد از نماز — ایک ہے اسطرح ارشاد رسول کائنات
جب تلک دیتے نہیں ہیں صدقہ عید الفطر کا — سب نماز و روزہ اس کے رہتے ہیں زیر سما
ہے یہ لازم مومنوں کو صدقہ دیں قبل از نماز — تا نماز و روزہ ہو مقبول رب بے نیاز
اور نماز عیدان شخصوں پہ ہے واجب ہوئی — جن کے اوپر ہے نماز جمعہ واجب ہو گئی!
جمعہ کی سی ہیں شرائط عید کی بالکل مگر — جمعہ میں اور عید میں پایا تفاوت اس قدر
فرض ہے جمعہ کے دن خطبہ کا پڑھنا لا کلام — عید کا خطبہ موکد سنت خیر الانام
مستحب ہے عید کے دن پیشتر کھانا غذا — غسل اور مسواک کرنا اور ملنا عطر کا
اور پہننا پیرہن اچھے سے اچھا مستحب — صدقہ دینا فطر کا محفوظ ہونا مستحب
فرض واجب اور سنت مستحب سب کر ادا — کام آوے گا یہی سعی تیرے روز جزا

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَحِيْمٌ ؕ

این جا بنشیند و باز برخاستہ خطبہ ثانیہ بخواند (خطبہ ثانیہ کے لئے دیکھو ص۱۱ یا ص۲۰)

خُطْبَةُ الثَّانِيَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِّمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَ

كَفَرَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ
رَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ
بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرِ عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى
سِمَاعَ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَيْرِ وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهٰكُمْ عَنْهُ
وَزَجَرَهٗ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِاَمْرٍ بَدَاَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ
وَثَنّٰى بِمَلٰٓئِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدْسِهٖ وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا
الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِيَّتِهٖ حُبِّهٖ وَاُنْسِهٖ فَقَالَ تَعَالٰى مُخْبِرًا وَ
اٰمِرًا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ
بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ
وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ط اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ
مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط اَللّٰهُمَّ

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ
نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ فَيَا اَيُّهَا
الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا خُصُوْصًا مِّنْهُمْ ذِي الْاَصْلِ الْعَرِيْقِ اَمِيْرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُ وَعَلَى الزَّاهِدِ الْاَوَّابِ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَلٰى وَلَدَيْهِ السَّيِّدَيْنِ
اَبِيْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ وَعَلٰى اُمِّهِمَا
فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ

وَالنَّاسِ الْمُطَهَّرِيْنَ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسِ اَبِيْ عُمَارَةَ الْحَمْزَةَ وَاَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ وَعَلٰى تَمَامِ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ صَلٰوةً وَسَلَامًا دَائِمَيْنِ مُتَلَازِمَيْنِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ بِدَوَامِ سَلْطَنَةِ عَبْدِكَ السُّلْطَانِ بْنِ السُّلْطَانِ الْخَاقَانِ بْنِ الْخَاقَانِ سُلْطَانِ الْبَرَّيْنِ وَخَاقَانِ الْبَحْرَيْنِ خَادِمِ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ الْغَازِيْ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سُلْطَانِ الْاِسْلَامِ سُلْطَانِ الْاِسْتَنْبُوْلِ خَلَّدَ اللّٰهُ تَعَالٰى مُلْكَهٗ وَسَلْطَنَتَهٗ اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُ وَانْصُرْ عَسَاكِرَهٗ وَكُنِ اللّٰهُمَّ حَافِظَهٗ وَمُؤَيِّدَهٗ وَنَاصِرَهٗ وَامْحَقْ بِسَيْفِهٖ رِقَابَ الطَّائِفَةِ الْبَاغِيَةِ الْكَفَرَةِ الْفَجَرَةِ ط يَامَنْ بِيَدِهٖ اَمْرُ الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الْكَفَرَةَ الْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ
اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ اَللّٰهُمَّ مَزِّقْ جَمْعَهُمْ اَللّٰهُمَّ
دَمِّرْ دِيَارَهِمْ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ الدِّيْنَ وَاخْذُلْ مَنْ
خَذَلَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ
مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ اٰمِنَةً مُطْمَئِنَّةً سَآئِرَ بُلْدَانِ
الْمُسْلِمِيْنَ وَاكْتُبِ اللّٰهُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ
عَلَيْنَا وَعَلٰى عَبِيْدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُسَافِرِيْنَ فِيْ
بَرِّكَ وَبَحْرِكَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ اَجْمَعِيْنَ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي
الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَاغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَآ
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ط اَعُوْذُ

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاۗءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ
یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوْا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ
وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَ
اَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ط

خُطْبَۃُ عِیْدِ الْاَضْحٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْجَلِیْلِ الْاَکْبَرِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کُلَّمَا زَمَّتْ رِکَابُ
الْحُجَّاجِ اِلٰی بَیْتِ الْحَرَامِ وَالرُّکْنِ وَالْحَجَرِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ
اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ع کُلَّمَا
شَدَّ الْاِحْرَامَ اِلَی الْعُمْرَۃِ وَاعْتَمَرَ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَدَدَ مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَاتٍ وَرَمَى الْجَمَرَاتِ وَضَحّٰى وَنَحَرَ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَدَدَ مَنْ طَافَ بِالْكَعْبَةِ وَالرُّكْنِ وَالْحَجَرِ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَدَدَ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَكْرٍ رض وَعُمَرَ رض وَعُثْمَانَ رض وَعَلِیٍّ حَیْدَرٍ ط مَا خَابَ عَبْدٌ ط اِسْتَغَاثَ بِرَبِّهٖ وَاسْتَنْصَرَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَادَ عَلَیْنَا عَوَائِدَ فَضْلِهِ الَّتِیْ تَعُوْدُ فِیْ كُلِّ عِیْدٍ تَظْهَرُ ط وَمَدَّ لَنَا مَوَائِدَ كَرَمِهٖ عِیْدٌ یَّعُوْدُ عَلَیْنَا فِیْ كُلِّ عَامٍ وَّیَتَكَوَّرُ وَذَكّٰى اَبَدًا اَنَا مِنْ سَیِّئَاتٍ وَطَهَّرَ فَرَحِمَ اللّٰهُ مَنْ عَظَّمَ وَكَبَّرَ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ الَّذِیْ جَعَلَ لِكُلِّ شَیْءٍ وَقْتًا

وَاَجَلَّاءُ مُقَدَّرًا ؕ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا وَ
وَشَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَفْضَلُ مَنْ شَيَّدَ اَرْكَانَ
الْبَيْتِ الْحَرَامِ بِالْحَجِّ وَعَمَّرَ وَاَجَلُّ مَنْ عَبَدَ وَنَحَرَ
وَكَبَّرَ بَنُ اٰدَمَ تَنَبَّهْ وَتَفَكَّرْ ؕ وَانْظُرْ اِلَى الْاَسْلَافِ الْمَاضِيَةِ
فَالْفَائِزُ مَنِ اعْتَبَرَ اَيْنَ الْقُرُوْنُ الْاَوَّلُ فَالْاٰخِرُ اَيْنَ مَنْ
كَانَ مَعَكُمْ فِيْ عِيْدِ الْمَاضِيْ وَكَبَّرَ وَاعْلَمُوْا
اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ شَرِيْفٌ وَعِيْدٌ مُبَارَكٌ مُنِيْفٌ
شَرَّفَهُ اللّٰهُ وَعَظَّمَهٗ وَفَضَّلَهٗ وَاحْتَرَمَهٗ فَسُبْحَانَ
مَنْ اَوْضَحَ لَنَا السَّبِيْلَ وَخَصَّ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيْلِ ؕ وَامْتَحَنَ نَبِيَّهٗ اِبْرَاهِيْمَ
الْخَلِيْلَ بِذَبْحِ وَلَدِهٖ اِسْمٰعِيْلَ اَمَرَهٗ بِذٰلِكَ
فِي الْمَنَامِ اِذْ قَالَ اِنِّيْ اَذْبَحُكَ قُرْبَانًا لِلّٰهِ تَعَالٰى
فَانْظُرْ مَا تَرٰى قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ

سَتَجِدُنِیْ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ فَتَجَّجَتْہُ السَّمَآءُ
بِالْغَمَامِ وَاھْتَزَّتِ الْاَرْضُ تَحْتَ اَقْدَامِ وَسَبَّحَتِ
الْمَلٰٓئِکَۃُ بِالتَّھْلِیْلِ وَالتَّکْبِیْرِ وَقَالَتْ اِلٰھَنَا
اِرْحَمْ ھٰذَا الشَّیْخَ الْکَبِیْرِ وَافْدِ ھٰذَا الطِّفْلَ
الصَّغِیْرَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط فَلَمَّآ اَسْلَمَا
وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ ط وَنَادَاہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ط اَنْ یَا
اِبْرَاھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ
نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ط اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلَآءُ الْمُبِیْنُ ط
وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ہ یَا اِبْرَاھِیْمُ خُذْ ھٰذَا
الْکَبْشَ الَّذِیْ یَنْحَدِرُ عَلَیْکَ مِنَ الْجَبَلِ وَاذْبَحْہُ
فِدَاءً لِوَلَدِکَ قُرْبَانًا عَنْہُ فَاِذَا ھُوَ بِکَبْشٍ
اَمْلَحَ اَقْرَنَ قَدْ رَعٰی فِی الْجَنَّۃِ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا
فَاَخَذَہٗ اِبْرَاھِیْمُ وَحَمِدَ اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی مَا اَوْلَاہُ

وَلَنسخَ اللّٰہُ ذَبْحَ الْاَوْلَادِ بِذَبْحِ الْاَنْعَامِ وَجَعَلَ ذٰلِکَ فَضِیْلَۃً لِاِبْرَاھِیْمَ تَشْرِیْفًا لِاِسْمٰعِیْلَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ وَجَعَلَ الذَّبْحَ سُنَّۃً مِنْ بَعْدِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْمَحْشَرِ فَاَقِیْمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ شِعَارَ ھٰذَا الْمَعْشَرِ فَمَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ لِیَقَعَ مِنَ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یَقَعَ فِی الْاَرْضِ کَمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَخْبَرَ بِذٰلِکَ وَاَمَرَ رَوَی الشَّیْخَانِ فِیْ صَحِیْحِھِمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ضَحّٰی بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَھُمَا بِیَدِہِ الشَّرِیْفَۃِ وَاضِعًا عَلٰی صِفَاحِھِمَا قَدَمَہُ الشَّرِیْفَ فَلَمَّا ذَبَحَ الْاَوَّلَ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنْکَ وَلَکَ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ

وَاٰلِهٖ ثُمَّ ذَبَحَ الثَّانِیْ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ
اِنَّ هٰذَا عَمَّنْ شَهِدَ لِیْ بِالْبَلَاغِ وَشَهِدَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
لَهٗ بِالتَّصْدِیْقِ وَلَقِیَ اللّٰهُ لَا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَرَوَی
الطَّبْرَانِیْ فِی الْكَبِیْرِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی
عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا
یَقْرِبَنَّ مُصَلَّانَا فَتَقَرَّبُوْا عِبَادَ اللّٰهِ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ
بِضَحَایَاكُمْ وَاجْعَلُوْهَا مِنْ اَطْیَبِ ذَخَائِرِكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ مُطَایَاكُمْ وَ
اجْتَنِبُوا الْعَوْرَاءَ وَالْعَرْجَاءَ وَالْمَرِیْضَةَ وَالْجَرْبَاءَ
وَالْمَقْطُوْعَةَ الْاُذُنِ وَمُهْدَمَةَ الْاَسْنَانِ كُلَّ
ذَاتِ عَیْبٍ یَنْقُصُ مِنْ لَحْمِهَا وَاخْتَارُوْهَا سِمَنِهَا
فَالشَّاةُ السَّمِیْنَةُ اَفْضَلُ مِنْ شَاتَیْنِ هَزِیْلَتَیْنِ
فَالْبُدْنَةُ عَنْ سَبْعٍ وَالْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعٍ وَالشَّاةُ

عَنْ وَّاحِدَةٍ وَّلَا ذَبْحَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِيْدِ مِنْ
يَوْمِ النَّحْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهٗ وَالْاَفْضَلُ لِمَنْ يُّرِيْدُ اَنْ
يُّضَحِّيَ اَنْ يَّذْبَحَ بِنَفْسِهٖ اَوْ يُوَكِّلَ بَعْدَ اَنْ يُّعْرِضَ
عَلَيْهَا الْمَاءَ وَيَسْتَحِبُّ التَّصَرُّفُ ثُلُثٌ لِنَفْسِهٖ وَثُلُثٌ
هَدِيَّةٌ وَّثُلُثٌ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ اِنْ كَانَتْ
تَطَوُّعًا فَاِنْ كَانَتْ وَصِيَّةً يَتَصَدَّقُ بِجَمِيْعِهَا وَ
وَعَظِّمُوْا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَاَدُّوا الْفَرَائِضَ وَ
الْحُقُوْقَ فَاِنَّ اللّٰهَ ذَاكِرٌ لِمَنْ ذَكَرَهٗ وَشَاكِرٌ لِمَنْ
شَكَرَهٗ اَعَادَ اللّٰهُ عَلَيْنَا بَرَكَةَ هٰذَا الْعِيْدِ وَاَمَّنَا
مِنْ سُوْٓءِ يَوْمِ الْوَعِيْدِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ لَاخَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط اَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا

لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ج فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَا لَكُمْ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

کان رکھ کے مومنو اب سن لو ذرا — ہے یہ مضمون حدیث مصطفےٰ
خواب میں دیکھا خلیل اللہ نے — حکم قربانی دیا اللہ نے
صبح کو اٹھکر باداب تمام — کر دیے سو اونٹ قرباں حق کے نام
دوسری شب بھی یہی تھا ماجرا — یعنی قربانی کا تھا حکم خدا
عرض کی یارب کہ اب میں کیا کروں — حق تعالیٰ کا ہوا ارشاد یوں
مجھ کو جو سب سے زیادہ ہو عزیز — کر دے مری راہ میں قربان وہ چیز
تھے جو اسمٰعیل حضرت کے پسر — تھے وہی ہر چیز سے محبوب تر
آئے اسماعیل کی ماں کے قریب — کی بیاں عجلت سے وہ خواب عجیب
پھر کہا اب غسل دے فرزند کو — اور نئے کپڑے پہنا دلبند کو
پس پہنایا ماں نے نہلا کر لباس — اور کہا جا جان مادر حق سے
ہو چکے قربان گاہ میں وہ جس گھڑی — باپ نے رسی نکالی اور چھری
اور کہا بیٹے سے امر حق ہے یوں — تجھ کو اس راہ میں قرباں کروں
بولے اسمٰعیل ہے یہ امر نیک — تین باتوں کی وصیت ہے ولیک
پہلے میرے دست و پا کو باندھیو — وقت قربانی کے تا جنبش نہ ہو
دوسرے منھ ڈھانکنا میرے نبی — تا نہ آئے رحم تجھ کو اس گھڑی
تیسرے اس ذبح کرنے کی خبر — کیجیو ماں کو نہ ہرگز اے پدر!
الغرض جھٹ مہتر ابراہیم نے — باندھے ہاتھ اور پاؤں اسمٰعیل کے

اور لٹایا ان کو فرش خاک پر ڈالا کپڑا ان کے روئے پاک پر
حکم حق سے بعد ازاں یک بارگی حلق اسمٰعیل پر رکھ دی چھری
عالم بالا میں لرزہ پڑ گیا! کشورِ اعلیٰ میں لرزہ پڑ گیا
الغرض جبریل کو فرماں ہوا گو سفند اک جلد جنت سے تو لا
اور ابراہیم کو دے یوں پیام حق تعالیٰ تم کو دیتا ہے سلام
تو نے میری راہ میں جو یوں کیا فضل سے میں نے قبول اسکو کیا
اب جگہ فرزند کے اک گوسفند ذبح کر تو ہے یہی مجھ کو پسند

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ

وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اینجا بنشیند و باز برخواستہ خطبۂ ثانیہ بخواند (خطبۂ ثانیہ کے لئے دیکھو صـ۱۱ یا صـ۲۰)

خُطْبَةُ الثَّانِيَةُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِّمَنْ جَحَدَ وَاَبٰى وَكَفَرَ

وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعَنَا

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرِ

عِبَادَ اللّٰهِ اِتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرِ وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهٰكُمْ عَنْهُ وَزَجَرَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَكُمْ بِاَمْرٍ بَدَاَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ وَثَنّٰى بِمَلٰٓئِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدْسِهٖ وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنِيْنَ بَرِيَّةِ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ يَا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ الشَّفَاعَةَ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

تَسْلِيْمًا ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ
نَبِيِّنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَ
قُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فَيَا اَيُّهَا
الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا خُصُوْصًا مِنْهُمْ ذِي الْاَصْلِ الْعَرِيْقِ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلَى الزَّاهِدِ الْاَوَّابِ
النَّاطِقِ بِالصَّوَابِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ
حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا
عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى
اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا وَ
صَاحِبِنَا عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

عَنْهُ وَعَلٰى وَلَدَيْهِ السَّيِّدَيْنِ اَبِيْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ
وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ
عَلٰى اُمِّهِمَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءَ وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ
الْمُكَرَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ الْمُطَهَّرِيْنَ مِنَ
الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسِ اَبِيْ عُمَارَةَ الْحَمْزَةَ وَاَبِي الْفَضْلِ
الْعَبَّاسِ وَعَلٰى تَمَامِ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ صَلٰوةً وَسَلَامًا
دَآئِمَيْنِ مُتَلَازِمَيْنِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ط اَللّٰهُمَّ
اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَ
الْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ بِدَوَامِ سَلْطَنَةِ عَبْدِكَ
السُّلْطَانِ الْخَاقَانِ الْخَاقَانِ السُّلْطَانِ الْبَرَّيْنِ وَ
خَاقَانِ الْبَحْرَيْنِ خَادِمِ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ
الْغَازِي الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سُلْطَانُ الْاِسْلَامِ
سُلْطَانِ الْاِسْتَنْبُوْلِ خَلَّدَ اللّٰهُ تَعَالٰى مُلْكَهٗ

وَسَلْطَنَتَہٗ اَللّٰھُمَّ انْصُرْہُ وَانْصُرْ عَسَاکِرَہٗ
وَکُنِ اللّٰھُمَّ حَافِظَہٗ وَمُؤَیِّدَہٗ وَنَاصِرَہٗ وَامْحَقْ
بِسَیْفِہٖ رِقَابَ الطَّآئِفَۃِ الْبَاغِیَۃِ الْفَجَرَۃِ الْکَفَرَۃِ
یَا مَنْ بِیَدِہٖ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
اَللّٰھُمَّ اَھْلِکِ الْکَفَرَۃَ الْمُبْتَدِعَۃَ وَالْمُشْرِکِیْنَ
اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَھُمْ وَمَزِّقْ جَمْعَھُمْ اَللّٰھُمَّ
دَمِّرْ دِیَارَھُمْ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ
وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاجْعَلِ اللّٰھُمَّ
اٰمِنَۃً مُطْمَئِنَّۃً سَآئِرَ بُلْدَانِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاکْتُبِ
اَللّٰھُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عَبِیْدِکَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاۃِ

وَالْمُسَافِرِيْنَ فِىْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ
اَجْمَعِيْنَ ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ وَاغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ۚ يَعِظُكُمْ بِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ
وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى
اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ
وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ ۔

نکاح کا بیان

نکاح وہ عقد ہے کہ جس کو شارع نے عورت سے صحبت حلال ہونے کے لئے مقرر کردیا ہے۔ جس طرح خرید و فروخت کے ذریعہ انسان غیر کی چیز کا مالک بن جاتا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اسی طرح نکاح کے ذریعہ سے غیر صورت جو شرعاً و عرفاً حرام تھی، حلال ہو جاتی ہے۔ نکاح صرف دو لفظوں سے ہو جاتا ہے۔ یعنی ایجاب و قبول سے، جبکہ یہ دو لفظ دو گواہوں کے روبرو ادا ہوں ؎

کہہ کے دو بول تم سے ہاری ہیں
تم ہمارے ہو اور تمہاری ہیں

مثلاً کوئی شخص کسی مرد کو مخاطب کر کے دو گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کردیا۔ دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا، بس نکاح ہو گیا۔ اور دونوں میاں بیوی ہو گئے۔ یا دولہا نے دلہن کے باپ سے کہا۔ میرا نکاح اپنی فلاں بیٹی سے کرادو۔ اس نے کہا، میں نے تمہارا نکاح کردیا۔ نکاح ہو گیا۔ البتہ نکاح ہوتے وقت میاں بیوی دونوں کو اس کا علم ہونا ضروری ہے کہ فلاں کے ساتھ فلاں کا نکاح ہوتا ہے، مثلاً آپ کہیں کہ میں نے اپنی لڑکی کلثوم کا نکاح تمہارے ساتھ کردیا۔ وہ کہے میں نے قبول کیا۔ اگر عورت مجلس نکاح میں موجود ہے تو اس کی جانب اشارہ کردینا کافی ہے۔ نام لینا ضروری نہیں۔

مجلس نکاح سے دولہا دلہن میں سے جو غیر حاضر ہو اس کے نام کے ساتھ باپ کا نام بھی لینا چاہیئے اور الفاظ ایجاب و قبول اتنی آواز سے ادا ہوں کہ گواہ سمجھ اور سن لیں۔ اور ان کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کا نکاح فلاں عورت کے ساتھ ہوا ہے۔

مسئلہ:۔ دو مرد مسلمان، مکلف عاقل گواہ ہوں۔ اور دونوں ایک ساتھ ایجاب و قبول کو سنیں۔

مسئلہ:۔ اگر دو مرد مسلمان نہ ہوں بلکہ ایک مرد ہو اور دو عورتیں تو بھی نکاح ہو جاتا ہے، اور

اگر مجلس نکاح میں صرف کافر ہی ہیں اور دو مسلمان نہیں تو نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر ایک مرد جوان ہے دو لڑکے نابالغ پھر بھی نکاح نہیں ہوا۔ یا ایک مرد جوان تو ہے۔ مگر دو لڑکیاں نابالغ ہیں، اس صورت میں شرط نکاح یعنے دو گواہ شرعی مفقود ہیں۔ اور نکاح کے واسطے بہتر یہ ہے کہ مجمع ہو۔ جیسے جامع مسجد اور بعد نماز جمعہ کے نکاح ہو تاکہ نکاح کی شہرت ہو جائے۔ اور اگر کوئی ایسا موقعہ پیش آیا صرف دو ہی گواہ ملے خواہ وہ مرد تھے یا ایک مرد اور عورتیں تو اس صورت میں بھی نکاح ہو گیا۔

مسئلہ:۔ مرد عورت دونوں جوان و بالغ ہوں اور صرف دو گواہ ہوں اور مرد عورت سے گواہوں کے سامنے کہدے کہ میں نے تیرا نکاح اپنے ساتھ کیا۔ عورت کہے کہ میں نے قبول کیا۔ بس نکاح ہو گیا، یہ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے اس کا ولی بھی حاضر ہو۔ اور اسکی اجازت ہو، کیونکہ جوان عورت خود مختار ہے، اپنی خوشی سے اپنا نکاح کرسکتی ہے، کنواری ہو یا بیوہ۔

طریقہ نکاح

مسنون، بہتر اور مشہور طریقہ یہ ہے کہ پہلے عورت کا ولی عورت سے دو گواہوں کے سامنے یہ اجازت لے، مہر کا بھی ذکر ہو جائے تو بہتر ہے، مثلاً عورت کو جس کا نکاح ہوگا، باآواز بلند سنائے کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں بن فلاں کے ساتھ بعوض اس قدر مہر کے کر دیا۔ ان الفاظ کو گواہ بھی سن لیں۔ عورت اگر کنواری ہے تو یہ الفاظ کہنے والا اس کا باپ ہے، تو صرف اس کا سکوت کرنا بمنزلہ زبانی اجازت کے ہے۔ اور اگر باپ کے سوا دوسرا شخص ہے، یا اس عورت کا دوسرا نکاح ہوتا ہے تو سکوت کافی نہ ہوگا۔ بلکہ زبانی اجازت دے اور صاف صاف کہے، "مجھے منظور ہے" یا "اجازت دی" پھر ولی اور گواہ مجلس عقد میں آکر قاضی صاحب کے سامنے بیان کر فلاں عورت سے اجازت لے آئے ہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ اگر ولی خود خطبہ نکاح پڑھ سکتا ہو، تو وہی اجازت لے، اور وہی نکاح پڑھے۔ ورنہ قاضی صاحب ولی سے اجازت عقد باندھنے کی لے کر کھڑے ہو کر یہ خطبہ عربی میں پڑھیں، اور اگر ضرورت ہو تو اس کا ترجمہ بالتفصیل اور بالتشریح بیان کر دیں اور خطبہ نکاح یہ ہے:۔

خُطْبَةُ النِّكَاحِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْكَلَامِ الْقَدِيْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

تعداد مہر ازواج مطہرات

نام مبارک	تعداد درم نقرہ	تعداد دینار نقرہ	وزن بحساب تولہ و ماشہ	بحساب روپیہ چہرہ دار
حضرت ام سلمہ رض	متاع قیمتی ۱۰ درم	" "	۷ ماشہ ۲ تولہ ۴ سرخ	۵ ماشہ کا ۴ سرخ
حضرت سودہ رض	۴۰۰ درم	"	۱۱۶ تولہ چاندی	۷۶ مالعہ ماشہ
حضرت ام حبیبہ رض	۴۰۰ درم	یا ۴۰۰	یا ماصہ تولہ سونا	الـ ماشہ
اکثر ازواج مطہرات رض	۵۰۰ "	"	ماللہ ۳۰ تولہ	

تعداد مہر بنات مقدسات

حضرت فاطمہ رض	۔	۴۰۰ مثقال	ماصہ تولے	ماصہ ماشہ
اکثر بنات رض	۵۰۰	چاندی	ام تولے ۴ ماشہ	ماصہ ماشہ

الغرض قاضی صاحب دولہا سے متوجہ ہو کر معہ حاضرین کے یہ کہیں

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ وَاَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا مَّحْفُوْظًا مِّنْ كُلِّ ضَيْرٍ

پھر قاضی صاحب یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ اِبْرَاهِيْمَ وَسَارَةَ

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ يُوْسُفَ وَزُلَيْخَا

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ مُوْسٰى وَصَفُوْرَةَ

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سُلَيْمَانَ وَبِلْقِيْس
اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَخَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى وَعَائِشَةَ
الصِّدِّيْقَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ط اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا
كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُمَا ط بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط اٰمِيْن